THE YOUTH PARLIAMENT OF PAKISTAN

VERBATIM REPORT

Friday, May 08, 2009
SESSION FOUR

CONTENTS

1. Recitation from the Holy Qura'an
2. Resolutions
3. Calling Attention Notices
4. Motion

The Youth Parliament of Pakistan met in the Margalla Hotel Hall, Islamabad at 9.30 am in the morning with Madam Deputy Speaker (Ms. Kashmala Khan Durrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

Madam Deputy Speaker: جزاک اللہ- The first item on the Agenda today is a Resolution by Mr. Allah Ditta Tahir.

Mr. Allah Ditta Tahir: Thank you, Madam Deputy Speaker, I move the following resolution that "This House is of the opinion that media usually creates and promotes the situation of unrest in Pakistani society by highlighting the negative aspects and suppressing the positive activities of Government and society. The legislative control may also be extended towards the private media".

آپ دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ میزبان کس tone میں بات
کررہے ہوتے ہیں اور کس tone میں گورنمنٹ کے ساتھ
بات کر رہے ہوتے ہیں؟ ایسا لگ رہا ہوتا ہے کہ وہ
شاید کوئی انڈیا میں بیٹھے ہیں اور وہ
politicians کو ایسے بات کر رہے ہیں کہ وہ باتیں
پاکستان کے خلاف ہو رہی ہیں اور محض black mailing

yellow کی چل رہی ہے۔ میڈیا کی آزادی کے بعد پاکستان میں journalism fully promote ہوئی ہے اور جب کوئی problem ہوجاتا ہے خاص کر کوئی بم دھماکہ ہوا ہے یا جیسے کراچی میں واقعہ ہوا، جب چیف جسٹس کراچی گئے۔ تو وہاں پر bloodshed میڈیا پر دکھایا جا رہا ہے۔ تو میڈیا والوں کو شاید یہ علم نہیں ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر وہ bloodshed دیکھتے ہیں تو کمزور دل کے لوگوں کو دل کا دورہ بھی پڑ سکتا ہے۔ تو Government should take measures to control these things اگر پاکستان ٹیلی ویژن ہے اس کو لوگ صرف اس لئے نہیں دیکھتے ہیں کہ اس پر صرف totally screening ہوکر آ رہی ہے۔ آپ یہ بھی دیکھتے ہوں گے کہ جو جیو پر یا دوسرے ٹیلی ویژنوں پر آ رہی ہے، ہماری سوسائٹی کے خلاف کتنا وہ بول رہے ہیں، کتنا وہ negative aspects کو کرتے ہیں۔ اگر پٹرول مہنگا ہو جاتا ہے تو اخبار میں اتنی بڑھی خبر لگی ہوتی ہے۔ اگر کسی دن 5 روپے سستا بھی ہوتا ہے تو خبر یا تو ہمیں ملتی ہی نہیں ہے یا بالکل چھوٹی سی خبر ملتی ہے۔ گورنمنٹ ہے تو اس میں کوئی ایک بندہ تو کام نہیں کر رہا ہوتا ہے۔ مختلف لوگ مختلف جگہوں پر ہوتے ہیں۔ کہیں تھوڑی سی mistake ہوتی ہے تو اس کو اتنا highlight کیا ہوا ہے اور اگر کوئی positive activity ہے تو اس کا نام ہی نہیں ہے۔ میڈیا کو بجائے اس کے کہ وہ ملک میں انتشار پھیلائے اور وہ اسی activities کریں۔ میڈیا کو عوام جب اتنا like کرتی ہے تو میڈیا کے ذریعے گورنمنٹ کو یہ چاہیے کہ ایجوکیشن کو promote کریں اور میڈیا کے ذریعے ہی ہم لوگوں کو Health awareness دیں اور میڈیا کے ذریعے ہم peace promotion کریں تاکہ ہم اگر کوئی دھماکہ بھی ہو تو اس کو بھی ہم پہلے خود self created جو

کمپیوٹر پر بناکر ایسی ایسی pictures دکھا رہے ہوں کہ عوام پہلے ہی سے اشتعال پسندی پر اتر آ جائیں۔ ایک اور بات کہ میڈیا نے بجائے اس کے کہ پاکستانی کلچر کو promote کیا جائے۔ پاکستان میں نہایت افسوس کی بات ہے کہ انڈین کلچر کو میڈیا promote کر رہا ہے۔ تو گورنمنٹ سے میری یہ درخواست ہے کہ جو پرائیویٹ چنلز ہیں جو unregisteredہیں، کچھ ریڈیو سٹیشنز ہیں ان کو register کیا جائے اور registered بھی ہیں ان کے اوپر بھی کنٹرول رکھا جائے کہ وہ positive activities میں حصہ لے اور no doubt چیزوں کو highlight کرنا بھی ہے، facts and figures کو highlight کرنا بھی ہے لیکن اس tone میں نہ کیا جائے کہ جس سے عوام اشتعال کی طرف آئیں اور ملک میں unrest کی فضا پیدا ہو۔ Thank you.

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی نیاز صاحب۔

جناب نیاز مصطفیٰ: اللہ دتہ طاہر صاحب مجھے اس بات کا جواب دیں گے کہ جو سرکاری T.V ہے اس پر کس حد تک پاکستانی کلچر کا خیال رکھا جاتا ہے؟

Madam Deputy Speaker: Niaz sahib, you will get your chance to speak. Honourable Ahmed Javed.

جناب احمد جاوید: شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر صاحبہ۔ اس resolution کی intention کو ہم doubt نہیں کر سکتے۔ شاید positive intention ہی ہو لیکن اس کا جو letter ہے اس کو ہم definitely doubt کریں گے، کیونکہ ہمارا یہ خیال ہے Green Party کا کہ میڈیا کی آزادی جمہوریت کا اور ایک positive نظام کا بہت اہم پہلو ہے اور اس کے بغیر جمہوریت نہیں چل سکتی۔ ہم نے بہت عرصے تک دیکھا کہ پاکستان کے اندر جس طریقے سے میڈیا کو جھکڑے رکھا گیا اور جس طریقے سے میڈیا کی آزادی کو ٹارگٹ کیا گیا وہ انتہائی افسوسناک ہے اور آج ہم دیکھ رہے

ہیں کہ اس Youth Parliament میں جہاں پر اس طرح کی چیز ہم نہیں expect کر رہے تھے یہاں پر بھی اس طرح کی باتیں کی جا رہی ہیں۔ جس میڈیا کو curb کرنے کی یہ بات کر رہے ہیں، ان کو شاید پتا ہو کہ 17 دسمبر 1971 کو جب ڈھاکہ میں surrender sign ہو چکا تھا تو صبح کے پاکستان ٹائمز کی ہیڈ لائن تھی اور جنرل یحییٰ کا بیان تھا کہ We are in complete control of the situation and there is no threat to sovereignty of this country. آج ہم پھر سے اسی چیز کو کیوں دوبارہ لانا چاہ رہے ہیں۔ ایک آمر کی پالیسیوں کو ہم پھر کیوں لانا چاہ رہے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ جب ایمرجنسی impose کی گئی پاکستان میں تو سب سے پہلا ٹارگٹ میڈیا کو کیا گیا۔ سب سے پہلے میڈیا کی آزادی کو ٹارگٹ کیا گیا تاکہ یہ بات سامنے نہیں لائی جا سکے۔ میڈیا کی رول کی جہاں تک بات ہے کہ وہ negative چیزیں propagate کر رہے ہیں اس ملک میں negative چیزیں ہو رہی ہیں تو میڈیا propagate کر رہا ہے۔ اس ملک میں ایک insurgency چل رہی ہے جس کو میڈیا propagate کر رہا ہے۔ اس میں politicians کا رول doubtful ہے جس کو میڈیا propagate کر رہا ہے۔ یہ ایسی باتیں نہیں ہیں جو خود سے بنائی جا رہی ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو اس ملک کی حقیقتیں ہیں۔ ہم لوگوں کو یہ چیز accept کرنی ہے کہ ہمارے لیڈرز کی کمزوریاں ہیں اور ان کو highlight کرنے سے ہم situation actually کو improve کرنے کی طرف لے جا رہے ہیں۔ ہم کیوں دوبارہ آج سے 30پہلے کی فضا میں جانا چاہ رہے ہیں جہاں پر ہم پھر اسی میڈیا کو بند کر دیں۔ ہم پھر سے ایک چینل پر آ جائیں اور ہم پھر سے دو اخباروں پر آ جائیں اور ہم پھر سے اس situation پر چلے جائیں جہاں پر جنرل ایوب خان کو ایک different اخبار ملا کرتا تھا اور

عوام کو ایک different اخبار ملا کرتا تھا۔ ہم کیوں یہ باتیں دوبارہ دہرا رہے ہیں۔ آج 2009 ہے۔ آج 63 سال کی اپنی تاریخ میں 2009 ہے اور ہم نے کچھ بھی نہیں سیکھا۔ جناب سپیکر! اس چیز کو please ہماری Green Party کی طرف سے میں دوبارہ repeat کرنا چاہوں گا کہ ہم اس Motion کو oppose کرتے ہیں۔

Madam Deputy Speaker: Honourable Raheel Niazi.

جناب راحیل نیازی: ویسے تو جاوید بھائی کافی حد تک میری بات کو آگے پہنچا چکے ہیں۔ میں یہاں سے ایک چھوٹی سی suggestion دینا چاہوں گا میڈیا کے حوالے سے۔ اب دیکھا جائے تو پاکستان کا کلچر دنیا کا سب سے پیارا کلچر ہے لیکن بد قسمتی سے ہم اس کو promote نہیں کر پا رہے ہیں۔ یہ کام میڈیا سب سے اچھی طرح perform کر سکتا ہے۔ اگر ہم انڈیا کو دیکھیں تو ان کے ہر چینل پر تقریباً گھنٹے ڈیڑھ کے بعد ایک چھوٹی سی documentary چلتی ہے amazing India نام سے، جس میں انڈیا کے مختلف جو positive aspects ہیں ان کو promote کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہم ملیشیا کو اگر دیکھ لیں تو ملیشیا کا ایک advertisement چلتا ہے کہ Malaysia is truly Asia اس میں اس کے positive aspects کو سامنے لایا جاتا ہے۔ اسی طرح میرے خیال میں جو پاکستانی میڈیا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ جہاں پر بہت کچھ غلط ہو رہا ہے تو I think, جو تھوڑا سا positive ہو رہا ہے۔ جو ہمارے کلچرل، ہمارے پاس assets ہیں، انہیں بھی تھوڑا سا promote کیا جائے اور میڈیا انہیں بھی سامنے لائے تا۔ہمارا کلچر اتنا strong ہے اور ہمیں خود پر اتنا بھروسہ ہے کہ ہم اپنے positive aspects ابھی بھی میڈیا پر سامنے لا سکتے ہیں اور

ہم show کر سکتے ہیں کہ پاکستان بنیادی طورپر ایک culturally strong ملک ہے۔ Thank you.

Madam Deputy Speaker: I don't have the list from the Blue Party. Honourable Mohsin Saeed.

جناب محسن سعید: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب! ہر حکومت کی یہ کوشش رہی ہے۔ جو بھی قوتیں اقتدار میں ہوتی ہیں کہ میڈیا کو زیادہ سے زیادہ پابند سلاسل کیا جائے۔ اپنے سیاہ کرتوتوں کو چھپانے کے لئے، ان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ مختلف ہتھکنڈوں سے اور مختلف غیر قانونی طریقوں سے یا قانون سازی کرکے میڈیا کو وہ زیادہ سے زیادہ پابند سلاسل کیا جائے۔ جناب! میں یہ کہوں گا کہ میڈیا تو ایک آئینہ ہے جو آپ کو اپنا چہرہ دکھاتا ہے۔ جو آپ کرتے ہیں وہی وہ آپ کو دکھاتا ہے۔ وہ اپنے پاس سے تو کچھ نہیں کہتا۔ میڈیا تو وہی آپ کو بتائے گا جو آپ کریں گے۔ تو یہ جو آزاد میڈیا ہے یہ جمہوریت کا ایک اہم ترین حصہ ہے۔ عوام کی طرف جو معلومات جاتی ہیں اس کا ایک بنیادی ذریعہ یہ میڈیا ہی ہے۔ باقی میں یہ کہوں گا کہ پاکستان کی جو ثقافت ہے، جیساکہ راحیل نے کہا کہ یہ بہترین ثقافت ہے۔ ہمارا جو میڈیا ہے وہ پوری طرح اس کو tackle نہیں کر رہا ہے جس طرح کرنا چاہیے اور پاکستان کا جو ایک اچھا image ہے وہ دنیا کے سامنے لانے کے لئے زیادہ سے زیادہ ہماری میڈیا کو کام کرنا پڑے گا۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Sufian Ahmed Bajar.

جناب سفیان احمد بجار: شکریہ محترمہ ڈپٹی سپیکر صاحبہ۔ میں اس پر یہ کہنا چاہوں گا کہ آج میڈیا کو ایک عجیب سی situation کا سامنا ہے۔ ایک طرف ان کو گورنمنٹ کہتی ہے کہ یہ اپوزیشن کی favor کرتے ہیں اور اپوزیشن کے view point کو زیادہ بتاتے ہیں۔ دوسری طرف جو اپوزیشن وہ اکثر کہتی ہے کہ یہ

کسی اور کے لئے لابنگ کر رہے ہیں۔ پھر طالبان کہتے ہیں کہ اسلام کے خلاف لگے ہوئے ہیں۔ یعنی کہ ملک میں ایسا کوئی گروپ نہیں ہے جو اس وقت میڈیا پر تنقید نہ کر رہا ہو کہ کہیں نہ کہیں ان کے جو western interests ہیں ان کو صحیح project نہیں کر رہی ہے۔ تو میری جو liberal party ہے اس کی طرف سے میں اس Resolution کو condemn completely کرتا ہوں اور میں اس کی favor میں Green Party کے ساتھ جاؤں گا کہ liberal party کا صحیح manifesto وہ یہ ہے کہ میڈیا یا تو آزاد ہے یا نہیں ہے آزاد۔ آپ کونسی legislative measures ایسے لے سکتے ہیں کہ جیسے آپ اپنی مرضی کا میڈیا کسی طرح create کر دیں اور پوری دنیا میں ایک میڈیا فورس جب تک نہیں ہوگا آپ کو صحیح projection نہیں ملے گی۔ آپ positive changes دیکھیں۔ اب میں کہتا ہوں کہ اگر یہ میڈیا نہ ہوتا تو ججز جو restore ہوئے ہیں یہ ساری زندگی restore نہ ہوتے اور صرف میڈیا ہی کی وجہ سے جو عوام اتنی mobilize ہوئی اور بہت سے social issues ہیں اور دوسرے issues ہیں جس پر عوام میں ایک دم mobilization آتی ہے کیونکہ میڈیا اس کو portray کرتا ہے۔ آپ کیوں چاہتے ہیں کہ لوگ PTV ہی دیکھیں۔ اگر لوگ نہیں دیکھنا چاہتے تو وہ نہیں دیکھنا چاہتے۔ یہ لوگوں کی مرضی ہے۔ وہ فیصلہ کریں کہ کیا دیکھنا چاہتے ہیں اور کیا نہیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر کسی کو اعتراض ہے کہ جیو نیوز کیا دکھاتا ہے؟ He can switch the channel. وہ چینل بند کر دیں تو وہ نہیں دیکھے گا لیکن آپ in a free country, liberal country, 21 century میں کیسے کسی پر یہ impose کر سکتے ہیں کہ جی آپ PTV ہی دیکھیں اور Health and Education بھی اور ہر چیز اسی سے سیکھیں۔ یہ میڈیا کا کام ہے free and fair reporting کچھ ethical issues ہو

سکتے ہیں کہ اس میں چیزیں کیسے آتی ہیں۔ وہ علیحدہ debate ہے that is not journalism. جہاں تک reporting کی بات ہے میرے خیال میں وہ بڑی free and fair ہے اور وہ عوامی رائے کو بھرپور طریقے سے represent کرتی ہے تو میں Green Party اور اپنے بہت سے ممبرز کے ساتھ جاتے ہوئے اس Resolution کو condemn کروں گا اور میں اس کی مخالفت کروں گا۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی عثمان صاحب۔

جناب عثمان علی: شکریہ میڈم سپیکر صاحبہ۔ یہاں پر میڈیا کی آزادی کو confuse کیا جا رہا ہے۔ اس Legislative کے ساتھ legislative control ہمارے control کا مطلب یہ ہوگا کہ میڈیا کو responsibility کے ساتھ behave کرنا ہوگا۔ یہ sensationalism کو جو فروغ دے رہے ہیں یہ acceptable نہیں ہے۔ ہمارے National interest میں میڈیا کو جانا ہوگا۔ جو جیو کی بات ہو رہی ہے ایک تو جیو اگرچہ popular channel ہے مگر popular اس لئے ہے کہ وہ sensationalism کو فروغ دے رہا ہے۔ آپ دی نیوز اخبار دیکھ لیں اس میں reporting کی بجائے انہوں نے اپنے کالمز front pages چپکائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگرچہ میڈیا کا کام News reporting ہے مگر وہ News create کر رہے ہیں۔ تو اس کی جگہ یہ mushroom growth جو ہو رہی ہے طالبان کی اس کی main وجہ بھی یہی ہے کہ ان کو اس طرح portray کیا جا رہا ہے کہ وہ لوگوں کے لئے role model بنے ہوئے ہیں۔

It should not be confused with the freedom of the media. We fully support the freedom of media but it should behave responsibly.

جناب سفیان احمد بجار: یہ کون decide کرے گا کہ کیا sensational News ہیں اور کیا نہیں ہیں۔ یہ آپ تو نہیں کریں گے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: سفیان صاحب! Please تشریف رکھیں۔ Honourable Gul Bano.

محترمہ گل بانو: شکریہ، محترمہ سپیکر صاحبہ۔ یہ Resolution overall دیکھی جائے تو کچھ سمجھ میں آتی ہے۔ جہاں تک میڈیا کی role کی بات کی جائے تو اس میں کوئی doubt نہیں ہے کہ آج کے دور میں جو بھی گائیڈ لائن مل رہی ہے وہ میڈیا کے ذریعے ہی مل رہی ہے۔ یہ میڈیا ہی ہے جوکہ ہمیں tool فراہم کر رہا ہے جس کے ذریعے ہم گورنمنٹ کی پالیسیوں، گورنمنٹ کے پروگرام اور actions ان ساری چیزوں پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ قابل قدر سپیکر صاحبہ! میڈیا کا رول ایک طرح کا ایک آئینی کی طرح ہے جوکہ ہمیں وہ سارے چہرے ہماری سوسائٹی کے ہمیں دکھاتا ہے جو ہم سے چھپے ہوئے ہیں۔ یہ میڈیا ہی ہے جس نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ جمہوریت کا اصل کردار کیا ہوتا ہے اور اس کردار کو سمجھ کر آج ہم سب Youth Parliament میں موجود ہیں۔ یہ میڈیا ہی ہے جس نے ہمیں judiciary کے رول کو سمجھنے میں مدد دی ہے اور آج ہم independent judiciary اپنے ملک میں دیکھ رہے ہیں۔ Culture invasion کی جہاں بات ہوتی ہے تو western culture ہمارے ملک میں بہت تیزی کے ساتھ بڑھتا جا رہا ہے۔ ہم اسے stop نہیں کر سکتے ہیں۔ ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم اپنے کلچر کو promote کریں۔ اپنی social values کو جس کا کوئی parallel نہیں ہے کہیں بھی ان values کو ہم promote کریں۔ ایک طرف جب بات آتی ہے میڈیا کے negative role کی تو میں یہاں mention کرنا چاہوں گی کہ آپ جیو، ARY اورانڈس کچھ prominent channels کو نہ دیکھیں۔ آپ ذرا نیچے کی طرف آئیں ان چینلز کی طرف دیکھیں جو Rural areas میں reporting کرتے ہیں تو انہیں کسی قسم کی تنخواہ نہیں دی جاتی ہے۔ وہ صرف social work کے لئے کر

رہے ہوتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ خود کو یعنی اپنے آپ کو سیکورٹی فراہم کر رہا ہوتا ہے۔ اس سوسائٹی میں رہتےہوئے اپنا ایک مقام بنا رہا ہوتا ہے۔ جو Organizations ہیں تمام organizations کی بات ہونی چاہیے کہ ان کو تنخواہیں، لائف سیکورٹی اور جاب سیکورٹی ملنی چاہیے اور ان کی ٹریننگ ہونی چاہیے۔ Organizations پر ہمیں نظر رکھنی چاہیے کہ کس طریقے سے وہاں پر کام ہو رہا ہے اور کتنے transparency سے کام ہو رہا ہے؟ Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی اللہ دتہ صاحب۔

جناب اللہ دتہ طاہر: محترمہ سپیکر صاحبہ میں بتانا چاہتا ہوں Green Party کو کہ we are a liberal party اور ہم freedom of media کو support کرتے ہیں۔ ہم نے یہ نہیں کہا کہ میڈیا کی آزادی کو سلب کرو۔ ہر کوئی میڈیا کی آزادی کے خلاف بول رہا ہے۔ ہم میڈیا کی آزادی کی support کرتے ہیں لیکن جو negative role play ہو رہا ہے ہم تو اس کی طرف آ رہے ہیں اگر یہ لوگ سمجھیں گے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی اسام صاحب۔

جناب محمد ایصام رحمانی (قائد حزب اختلاف): محترمہ سپیکر صاحبہ! میں یہاں پر ایک چیز بتانا چاہ رہا ہوں کہ شاید جس طرح احمد جاوید صاحب نے بتایا ہے کہ ان کی نیت اس Resolution میں صحیح ہو۔ May be it need a little rephrasing. کیونکہ یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ میڈیا usually creates and promotes. میڈیا نہ create کر رہی ہے اور نہ promote کر رہی ہے وہ آپ کو actual pictures دکھا رہی ہے۔ If there can be a change in the wording of the Resolution we can have a further healthy debate on it. یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ The legislative controls may also be extended towards the Private media. تو PEMRA

یہی تو کر رہی ہے۔ اگر اللہ دتہ صاحب یہ Resolution دوبارہ explain کر دیں یا اس کی wording change کر دیں۔

Madam Deputy Speaker: He has already explained what he means by that and it is up to him and his party, if they want to change the Resolution, they can come up with an amended one. Yes, Waqar Sahib.

جناب وقار نیئر: محترمہ سپیکر! میں کہنا چاہوں گا کہ we are the first generation of this country which has not been as exposed to PTV as a previous generation. اور جیسے ہی ہمیں یہ freedom ملا ہے تو تھوڑا سا ہمیں پتا چلا ہے کہ میڈیا کی power کیا ہوتی ہے and we are scared and all we want to do back again is, put a few chains back on the media. I think, یہ بڑا ایک condemnable attitude ہے specially coming from the Blue Party. کیونکہ اگر آپ کسی کو بھی ، میڈیا کو curtail کرنے کی اجازت دیتے ہیں تو اس curtailment کا extent اس کی nature اور اس کی جو intentions ہیں وہ entirely dependant ہوتی ہے government of the day کے اوپر۔ تو اگر آپ کسی کو بھی اس طرح کا ایک legal protection دے دیں گے کہ they can manipulate the media تو وہ ہر government of the time is going to try and tear the media to its own needs. تو اس لئے میرے خیال میں this is a very condemnable measure from the liberal party that they want to move a Resolution that wants to curtail any aspect of freedom of speech especially of the media. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Maria Ishaq.

Ms. Maria Ishaq: Thank you, Madam Speaker.

جو Resolution لایا گیا ہے میں اس کے بارے میں
صرف ایک مثال دینا چاہوں گی کہ کچھ عرصہ پہلے ایک
لوکل چینل کے اوپر ایک breaking News چلی تھی کہ
فلاں علاقے میں بم کی افواہ۔ اس کے 30 منٹ کے بعد
پھر بھی وہی افواہ چل رہی ہے کہ فلاں علاقے میں بم کی
افواہ۔ پھر اس کے بعد ایک رپورٹر آتے ہیں TV کے
اوپر اور وہ کہتے ہیں کہ میں وہاں پر گیا اور میں
نے یہ افواہ سنی ہے۔ اس کے بعد وہاں کے مقامی جو
رہنے والے ہیں ان کا یہ خیال ہے۔ ایک گھنٹہ گزر
گیا لیکن اس بم کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ بات صرف
اتنی سی ہے کہ بعد میں پتا چلا کہ وہ بم نہیں تھے
وہاں پر اس علاقے میں گیس سلینڈر پھٹا تھا۔ یہ جو
ایک لفظ آیا بم اس نے ایک sensation اس طرح سے
پھیلائی کہ وہاں پر جو لوگ تھے ان میں تھوڑا سا
خوف پھیل گیا کہ پتہ نہیں اب کہاں پر بم explosion
ہوا ہے۔ اب پتہ نہیں کیا ہوگا، کیا نہیں ہوگا؟ تو یہ
جو Resolution ہے اس میں سے یہ جو کہہ رہے ہیں کہ
create کرتی ہے ایک unrest Pakistani society,
that is what it means to me. As an individual
belonging to a democracy I believe freedom of
expression, freedom of speech is every one’s
right. ہمیں بالکل حق ہے کہ ہمیں سچائی کا پتہ چلے
لیکن بات یہ ہے کہ اگر میڈیا جو ہے In the true
essence of its words ایک regulator کے طور پر
سامنے آئے اور ہو tool for effective check and
balance of the government and the society.
جہاں پر بات آتی ہے کہ legislative control may
also be extended towards the private media
تو شاید یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ پرائیویٹ میڈیا کو
fully under control لے آؤ لیکن جو بات ہے وہ یہ
ہے کہ media should act responsibly. No doubt
media has played a very important role in the
fast few years. مگر یہی میڈیا ایک وقت آیا تھا

جس وقت Fox music کو لوگوں نے relay کرنا چھوڑ دیا تھا کیونکہ کہا جاتا تھا کہ Fox News جو ہے وہ صدر بش کا چینل ہے اور اس کو propagate کرتا ہے۔ تو اگر یہاں پر بھی سارے چینلز ایک دوسرے کے خلاف ہو جائیں یا کچھ خاص لوگوں کو ٹارگٹ بنا لیں تو in any case we will not be getting reliable information and data. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Niaz Mustafa.

جناب نیاز مصطفیٰ: میڈم! ہم usually بات کرتے ہیں کہ democracy کو پھلنے پھولنے کا موقع ملنا چاہیے۔ یہ ابھی محترمہ سپیکر بول رہی تھی کہ میڈیا جو ہے پچھلے دنوں میں تو ٹھیک کردار ادا کرتا رہا ہے اب غلط کردار ادا کر رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ میڈیا کو موقع کتنا ملا ہے؟ وہ بھی اسی طرح سے بالکل newly born baby کی طرح ہے جس کو آہستہ آہستہ ذمہ دارانہ attitude کی طرف وہ بڑھ رہا ہے۔ میڈیا چونکہ first time پاکستان میں آیا ہے اور قوم کو شعور دیا۔ نوجوانوں کو ان کے حقوق کے بارے میں بتایا اور دنیا کے دوسرے ممالک میں ہونے والی سیاست اور پاکستانی قوم کے اندر جو سیاست چل رہی ہے، جو سیاستدان ہیں ان کے کردار کا تقابلی جائزہ لیا۔ جس کا سیاستدانوں کو اور تمام beneficiary کو بڑی تکلیف ہوئی۔ ان کے جو سکنڈلز تھے اور ان کے جو بدنما داغ تھے وہ سارے سامنے لائے تو ان کو بہت تکلیف ہوئی۔ اس سے کہ یہ باہر پبلک میں کیوں آ رہا ہے اور ہمارا جو ریکارڈ ہے اسے خراب کر رہے ہیں۔ اب میڈیا کا کام ہے کسی نیوز کو خو بخو ویسے ہی پہنچانا جس طرح سے وہ واقع ہو رہی ہے۔ تو اس میں بہت سے allegations لگی ہیں کہ "جیو" یہ کر رہا ہے اور فلاں یہ کر رہا ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ کونسا ایسا نیوز چینل ہے جو کسی بیرونی کلچر کو، کسی انڈین کلچر کو یا کسی

انگلیش کلچر کو یہاں promote کر رہا ہے۔ نیوز چینل کا کام ہے کہ وہ نیوز کو deliver کرے اور وہ کر رہے ہیں۔ اگر کسی سیاستدان پر تنقید کرتے ہیں اور ہم کی اطلاع دیتے ہیں کہ واقعی ہو رہا ہے تو لوگ اس سے alert ہو جاتے ہیں اور کسی بھی دہشت گردانہ کارروائی سے غفلت میں نہیں رہتے اور گرد و نواح میں دیکھتے رہتے ہیں۔ اب یہاں پر یہ کہنا کہ اس کو curtail کیا جائے۔ یہ صرف گورنمنٹ کا ہتھکنڈہ ہے۔ جس طرح گورنمنٹ کر رہی ہے۔ یہ صرف curtail کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے یہ جو اوچھے ہتھکنڈے ہیں، عوام سے دوری ہے اور مختلف ذرائع سے ان کو curb کرنے کے طریقہ کار ہیں کہ یہ کسی طرح عوام کے سامنے نہ آئیں اور ہماری credibility خراب نہ ہو۔ اور کچھ نہیں ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ ایجوکیشن کا ذریعہ ہی آج کل میڈیا بنا ہوا ہے۔ لوگوں نے فلمیں دیکھنا چھوڑ دی ہیں اور آج کل وہ نیوز چینلز پر بیٹھتے ہیں۔ صرف ایجوکیشن کے لئے تاکہ ان کو اگر محسوس ہو رہا ہوتا ہے تو وہ unrest دیکھیں گے۔ اگر انہیں depression feel ہو رہی ہوتی ہے تو پھر وہ کسی انڈین فلم کو دیکھیں گے بجائے اس کے کہ وہ جیو کو دیکھیں گے۔ کیونکہ وہاں شعور کی، اخلاق کی اور تعلیم کی باتیں ہوتی ہیں اس لئے لوگ دیکھتے ہیں۔ اسلام آباد میں ایک پڑھا لکھا آدمی کس طرح وہ جنوبی پنجاب تک اور سندھ کی گوٹھوں تک پہنچ سکتا ہے صرف اور صرف میڈیا کے ذریعے سے اور مجھے وہی سے تعلیم مل سکتی ہے کہ وہاں کا ایک پڑھا لکھا آدمی ،کسی یونیورسٹی کا پروفیسر، پنجاب یونیورسٹی اور قائد اعظم یونیورسٹی میں بیٹھا ہوا پروفیسر اس issue پر کیا سوچ رہا ہے؟ اگر یہ ان کو unrest لگتا ہے تو میں نہیں سوچ سکتا کہ کس طرح سے قوم کو شعور آئے گا۔

شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی ضمیر صاحب۔

جناب ضمیر احمد ملک: میں یہاں پر صرف ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہوں گا کہ ہم میڈیا کی آزادی پر قدغن لگانے کی بات نہیں کر رہے ہیں۔ وہ مسئلہ جس طرح کہ اجمل قصاب کے معاملے میں ایک نیوز چینل اس کے گھر تک پہنچ گیا۔ مجھے یہ بتائیں کہ کرنل پرویت معصوم پاکستانیوں کے قتل میں involve تھا اس کو انڈیا کی میڈیا آج تک support کر رہا ہے اور defend کر رہا ہے اور اس کے گھر میں نہیں جا رہے ہیں۔ ہمارا میڈیا اجمل قصاب کے گھر تک چلا گیا تو کیا اس سے national interest کو ایک دھچکا نہیں لگا۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی نیاز صاحب۔

جناب نیاز مصطفیٰ: ضمیر ملک صاحب ، اجمل قصاب کے issue کے بارے میں بتا رہے ہیں۔ اجمل قصاب کے بارے میں آخر کار پاکستانی حکومت نے مان لیا۔ پوری دنیا میں ہم بدنام ہو گئے۔ بے عزتی ہو گئی کہ واقعی ان کو پتا تھا۔ انہوں نے کروایا ہے اور یہ چپا رہے تھے۔ میڈیا نے اگر بتا دیا تو گورنمنٹ شروع سے ایسی پالیسی بنا لیتی۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: افسانہ افسر۔

محترمہ افسانہ افسر: شکریہ محترمہ سپیکر صاحبہ۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اگر میڈیا کو آج کہا جارہا ہے fourth pillar of the State تو اس کی کوئی وجہ ہے۔ عوام اتنی بے وقوف نہیں ہے کہ اگر کسی چیز کو create کیا جا رہا ہے، کسی situation کو create کرکے اسے promote کیا جا رہا ہے۔ اگر کیا جا رہا ہے، تو وہ اسے مان لیں۔ اگر ہم اس فورم پر آج بات کر رہے ہیں تو اس کی کوئی وجہ ہے۔ کیونکہ آج عوام جانتی ہے کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ ہے؟ کسی situation کو create کرنا اور اس کو promote کرنا تب تو ہو سکتا تھا جب صرف

PTV ایک چینل تھا لیکن اب نہیں، کیونکہ اب اگر میڈیا کا کوئی ایک چینل یا کوئی ایک نیوز پیپر کسی situation کو create کر بھی رہا ہے تو اس کے دوسرے میڈیا چینلز ہیں وہ اس کو cross check کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ اس کی accountability کے لئے بیٹھے ہیں۔ شاید اسی ڈر سے I don't think کہ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس چینل کی create credibility اس پر defend کرتی ہے۔ میڈیا کا جو بنیادی مقصد ہے وہ یہ ہے کہ facts کو سامنے لانا، عوام کو سوچنے پر مجبور کرنا اور ان کی perception develop کرنا۔ جیسے جیسے وقت گزرے گا پاکستانی میڈیا میچور ہوتا جائے کیونکہ ابھی اس کو اتنا زیادہ وقت نہیں گزرا ہے۔ ایک بات یہ ہے کہ شاید پاکستانی میڈیا کو تھوڑا زیادہ active ہونے کی ضرورت ہے جوکہ وقت کے ساتھ ساتھ ضرور ہو جائے گا کیونکہ ابھی کچھ عرصہ پہلے ایک پاکستانی student جس نے world level پر top کیا ہے۔ اسے انٹرنیشنل میڈیا نے promote کیا ہے پاکستانی میڈیا نے نہیں۔ تو اس لحاظ سے پاکستانی میڈیا کو تھوڑا سا active ہونے کی شاید ضرورت ہے۔ لیکن کسی situation کو create کرنا اور unrest develop کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس میں یہ بات ہے کہ it is a game of words. ایک بات کرنے کے سو طریقے ہوتے ہیں اور اس کو پیش کرنے کے بھی سو طریقے ہوتے ہیں۔ آج کل dead body دکھانا اور blood shed دکھانا یہ میڈیا کا کام نہیں ہے۔ ایک situation کو create unrest میڈیا نہیں کرتا۔ میڈیا کا کام ہے صرف facts دینا۔ اسے exaggerate کرنا نہیں۔ تو اس لحاظ سے legislative controls ہونے چاہیں لیکن یہ legislative controls وہ ہیں جو PTV follow کر رہا ہے تو I

legislative controls ایسے کہ don't think پرائیویٹ میڈیا پر بھی لگنے چاہیے۔ Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Fawad Zia.

جناب فواد ضیاء: شکریہ محترمہ سپیکر صاحبہ۔ میرے جذبات کی کافی حد تک میرے ساتھیوں نے عکاسی کر دی ہے۔ میں بس یہی کہنا چاہوں گا کہ بھئی کل تک تو یہی میڈیا تھا کہ جس کے سامنے ہاتھ جوڑ جوڑ کر ہم لوگ صدر صاحب کو بیانات دے رہے تھے اور آج وہی میڈیا ہے کہ جس کو ہم لوگ نشانہ بنا رہے ہیں۔ بھئی کہ جب تک criticism نہیں ہوگا تو حکومت کی work quality اور گورنمنٹ پالیسی کی work quality کیسے سامنے آئے گی۔ اپوزیشن کا تو کام یہی ہے اور میڈیا بھی ایک طرح سے اپوزیشن کا رول ادا کرتا ہے وہ بھی negative sense میں نہیں بلکہ حکومت کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ ہر جگہ پر جا سکے۔ کل ہم لوگ اسی ایوان میں کراچی کے حالات کا جب ذکر آیا تو ہم لوگ میڈیا سے درخواست کر رہے تھے کہ میڈیا کو چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ کراچی کے حالات کو portray کرے اور "جیو" کا خاص طور پر نام لے کر کہا گیا کہ یہ سنسنی خیز خبریں پیدا کرنے کے لئے negative impact role بتاتا ہے۔ تو بھئی "جیو" نے تو اس سنسنی خیز خبروں کے عوض جرمانہ تھا وہ بھی بھگت لیا کہ جب گورنمنٹ نے "جیو" کا دفتر توڑ کر اپنی رٹ نافذ کرانا چاہی۔ تو پبلک آج کل جو vigilance ہے اور جو انٹرنیشنل support آئی۔ سول سوسائٹی کی جو movement تھی عدلیہ کی آزادی کے لئے وہ بھی اسی میڈیا کی ہی بدولت معرض وجود میں آئی۔ مشرف کی حکومت کم و بیش دس سال اس ملک پر حاوی رہی۔ اس حکومت کے لئے مغرب کی جو ساری پشت پناہی تھی اس

کا صحیح image portray کرنے والا ہمارا میڈیا ہی تھا۔ Thank you, madam Speaker.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی تیمور صاحب۔

جناب تیمور سکندر: میڈم سپیکر صاحبہ! میں یہ واضح کرنا چاہوں گا کہ we have not talked about curbing media at all but we are talking about over here is کہ میرے اپوزیشن کے بھائیوں نے کہا کہ democracy believes in the freedom of media. True, we also believe in the freedom of media. مگر اگر دیکھا America which is at the moment, the strongest and almost the biggest democracy in the world. When there was a simple hurricane, then media was banned to promote images that were torturing and puzzling for the people. اگر ایسی democracies believe کہ steps should be taken and everything should not be brought upon media, then I don't think there is anything wrong in this. کچھ ایسی باتیں ہوتی ہیں جو گورنمنٹ کو puzzle کرتی ہیں اور ایسی خبروں کو I think کہ ان کو روکنے میں کوئی بری بات نہیں ہے۔ We should stand by our government instead of litigating their issues اور گورنمنٹ کو گندہ کرنے کی بجائے we should stand by government. اور میڈیا کو اس چیز کا خیال کرنا چاہیے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی فواد ضیاء صاحب۔

جناب فواد ضیاء: میرے ساتھی نے مثال دی foreign media کی۔ تو میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ foreign media یہی وہ تھا کہ جب عراق پر حملے کے لئے ground ڈھونڈے گئے تو انہوں نے یہی negative animation بنائی کہ یہاں پر weapon of mass destruction پیدا ہو رہے ہیں۔ تو کیا وہ غلط کام نہیں تھا۔ کیا وہ negative imaging نہیں تھی کہ یہ

خالی hurricanes کی imaging کو یہ negative کہہ رہے ہیں۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Hamid Hussain.

جناب محمد حامد حسین: شکریہ، میڈم سپیکر۔ یہاں پر جو بات ہو رہی ہے میڈیا کی partiality اور impartiality کے حوالے سے۔ یہاں پر میں آپ کو دو چار مثالیں دیتا ہوں کہ اگر باہر کے کسی ملک میں دھماکہ ہوتا ہے یا کوئی بم دھماکہ ہوتا ہے تو اس کی جزئیات میں نہیں جایا جاتا کیونکہ اس کی جزئیات جو ہیں معاشرے کو negatively effect کر سکتی ہے۔ اب اگر کہیں بم دھماکہ ہوتا ہے۔ میں آپ کو CNN اور BBC کی رپورٹنگ کے بارے میں آپ کو بتاتا ہوں۔ ان کی رپورٹنگ آتی ہے کہ 6 people killed لیکن ان کے پاؤں نہیں دکھائے جاتے اور ان کے زخمی بدن نہیں دکھائے جاتے۔ تو اس چیز کو جتنا avert کیا جائے پاکستانی میڈیا پر وہ زیادہ اچھا ہے۔

اس کے علاوہ جو ہم دیکھتے ہیں۔ پروگرام آتا ہے ایک مشہور TV channel سے کہ ہم سب امید سے ہیں۔ میں نے اس کے کافی پروگرام دیکھے ہیں۔ میں نے اس میں آج تک MQM کے کسی بندے کی imagery نہیں دیکھی۔ یہ سب لوگ کہہ رہے ہیں کہ "جیو" ایک impartial channel ہے۔ مجھے ابھی یہاں اسی ایوان میں اس کے کسی بندے کی especially الطاف بھائی کی کوئی ویڈیو لاکر دکھائیں تو ہم پورا ایوان یہ مان لیں گے کہ میڈیا impartial ہے۔ میں اس میڈیا میں رہ چکا ہوں اس میں تو yellow journalismہے اور کافی سارا چل رہا ہے۔ کیونکہ اس میں جو سارے لوگ ہیں اسی نیوز پیپر سے آئے ہیں جو نیوز پیپر انڈسٹری ہے اسی کو adopt کر لیا گیا ہے۔ اسی میں جو اوپر والے لوگ تھے، جن کے اوپر contact تھے،

جن کے انفارمیشن سیکرٹری کے ساتھ اور ایجنسیوں کے ساتھ تعلقات تھے- ابھی آپ بتائیں- میں ایک ایک بندے کا contact بتا سکتا ہوں کہ انہوں نے کس کس دور میں کس کس کے ساتھ بلیک ملنگ کی ہے اور کس طرح وہ لوگ اوپر آئے ہیں-

ایک اور issue جو ابھی چل رہا تھا عدلیہ کی آزادی کا- یہاں پر کسی نے بات کی کہ اگر میڈیا نہ ہوتا تو جوڈیشری آزاد نہ ہوتی- جناب والا! "جیو" یا کوئی بھی میڈیا چینل جو ہے وہ پولیٹیکل پارٹی نہیں ہے کہ وہ جوڈیشری کی مہم چلائے- اس کو یہ کام کس نے دیا ہے کہ وہ کسی ایک خاص مشن کو لے کر آگے چلے- Media should be impartial. اور اس کی اپنی گائیڈ لائن ہوتی ہے کہ اس کو ہر چیز کو portray کرنا ہوتا ہے ناکہ وہ کسی ایک بندے کو لے آئے اور اس کو آگے کریں اور پورے 24,24 گھنٹے اس کی کوریج کرے- اس کے علاوہ کچھ اور positive aspects ہیں جس طرح نیاز صاحب نے کہا- آپ مجھے بتائیں کہ میڈیا میں آج کونسا ایجوکیشن پروگرام چل رہا ہے جس سے عوام اور ایک عام بندہ مستفید ہو سکے- سارا پولیٹیکل، پولیٹیکل کرکے اور کسی خاص ایجنڈے کو لے کر چلتے ہیں- جس کو عوام اس وقت دیکھنا چاہتے ہیں، جو وہ کیش کروانا چاہتے ہیں وہ لوگ اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور ساری yellow journalism اور جو بلیک ملنگ ہے وہ ساری کرتے رہتے ہیں- میں کہتا ہوں کہ self censorship جو ہے وہ ابھی تک نہیں ہوئی پاکستانی میڈیا پر- جو self censorship کا ہے اس کے لئے آپ کے گورنمنٹ کی curbing کی ضرورت نہیں ہوتی- آپ کو "جیو" یا کسی اور چینل کے بلیک آوٹ کی ضرورت نہیں ہوتی- میڈیا میں جو شخصیات ہیں، جو ان کو چلاتے ہیں ان کو گورنمنٹ کے officials کے ساتھ legally ملنا چاہیے تاکہ ان کو بھی ground

reality کا پتا چلے کہ policy making میں وہ کونسے کونسے pressures ہوتے ہیں جن کو ایک policy maker کو سامنا پڑتا ہے۔ آج کل جو ایک policy maker جو پالیسی بناتا ہے تو اس کو ایک بہت بڑا pressure media سے بھی ہوتا ہے کہ میڈیا کا outcome کیا ہوگا۔ اس کی وجہ سے ظاہری بات ہے وہ openly کام نہیں کر سکتا۔ میں کسی check کی بات نہیں کر رہا ہوں اور اس پر کسی پابندی کی بات نہیں کر رہا ہوں۔
Media should avoid a self censorship of Pakistani nationalism to avoid any confusing in the whole society. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Sama Paras.

Ms. Sama Paras Abbasi: Thank you, Madam Speaker. With a passage of time we have now actually realized the power and strength of media. Throughout the world, it is a very important tool or I must say a weapon too. I must point out here that media in Pakistan is more dependent than a lot of countries in the world and it has no doubt struggled a lot to achieve this freedom and I am completely in favor of the freedom of media but at the same time, I must point that it should be kept in mind that our channels should make sure that they represent our Pakistani culture. At times, I have seen that modernism is confused with vulgarity or things like that. If you switch or flip around the channels, you see like some Punjabi, sorry to say but some Punjabi below standard stage shows and dances. Don’t you have any check and balance on that? You are portraying an mage of

Pakistan, Islamic Republic of Pakistan and then how do you justify this, sorry to say but vulgar and below-standard stage dramas. Whose upon them where is PEMRA? I don’t see them over there.

Then if you cannot keep a check and balance on such a large number of channels and if PEMRA is not watching each and every channel of Pakistan, we have around 60 channels I guess, so why were such a lot of numbers of license issued. We are strictly compromising on quality I see here, what we are just seeing that 60 channels, Pakistan has more than 60 channels, vow, expression of freedom and such a small country and such a lot of channels. I don’t say that each and every channel is doing like that, a lot of channels are providing entertainment, infotainment and news but not all of them. How many names do you remember? Name them, Geo, ARY, ok a lot of them but you cannot remember all the 60 channels behaving very responsibly and projecting what image of Pakistan we want to see.

I just like to say that I strictly condemn the below-standard channels and the things that they get on air and I want that a check should be on this all. Thank you so much.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Yawar Hayat.

جناب یاور حیات شاہ: شکریہ، میڈم سپیکر- میں یہاں پر ایک بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ Blue Party نے ہمیشہ assert کیا ہے کہ میڈیا کی آزادی ہی جمہوریت کا حسن ہے اور اس میں we are not going to muzzle the media, just بات کر رہے

ہیں ہم کہ responsible media ہونا چاہیے جو رول
میڈیا play کر رہا ہے at present scenario اس
میں اس کو responsible role ادا کرنا چاہیے اور
ایک mediator کا جو کردار ادا کرتا ہے as a 4
pillar of the تین ہم جب organ of the State.
State کی بات کرتے ہیں تو ہم بات کرتے ہیں checks
and balances کی تو ہم چوتھے organ کو کیسے
without any check چھوڑ سکتے ہیں۔ تو یہاں پر ہم
بات responsible media کی کر رہے ہیں اور میڈیا
کو legal اور Constitutional paradigm میں رہ کر
کام کرنا چاہیے۔ میں کسی خاص چینل کو point out
نہیں کروں گا۔ جیو، ARY-1, Express or PTV ہم
دیکھتے ہیں Article 19 of the Constitution of
Islamic Republic of Pakistan. جوکہ اس چیز کو
واضح کرتا ہے کہ national interest کے خلاف کوئی
بات میڈیا نہیں کرے گا اور
there shall be freedom of the press, subject to any restrictions imposed by the Law and the interest of the glory of Islam or the integrity, security or defense of Pakistan or any part thereof, friendly relations with foreign States, public order, decency or morality, or in relation to contempt of court, or incitement to an offence. So, media
کو جو Constitutional limits ہیں ان کے اندر رہ
کر کام کرنا چاہیے اور اس کے علاوہ responsible
media کی ہم demand کرتے ہیں۔ Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Abdullah Khan Leghari.

جناب عبداللہ خان لغاری: شکریہ، میڈم سپیکر۔ سب
سے پہلے اگر ایوان کی consensus develop ہو
کیونکہ یہاں پر ابھی ہم نے Prime Minister sahib
کو بھی اس حوالے سے rephrased Resolution بھیجا

تھا، اگر یہ ایوان کی متفقہ رائے ہو تو اس کو change کر دیا جائے کہ

This House is of the opinion that media should avoid selling sensationalism which is subject to undermining the national interest. PEMRA authority should be respected and parameters should not be violated, however controversial legislation is subject to scrutiny.

Madam Deputy Speaker: Consensus from the House on that. Ok, carry on.

جناب عبداللہ خان لغاری: میڈیا کے حوالے سے بات چیت یہاں پر کی جا رہی ہے اور یہاں پر بار بار اس بات کا اظہار اس طرف سے یہ بھی کیا جا رہا ہےکہ میڈیا کو کسی طریقے سے curb کرنے کی بات نہیں کی جا رہی ہے اس کی freedom کی بات کی جا رہی ہے اور پھر ساتھ ہی وہ یہ کہتے ہیں کہPTV جو ہے وہ لوگ دیکھنا چھوڑ چکے ہیں کیونکہ وہاں پر اس طرح کی نیوز نہیں آتی۔ کیونکہ sensationalism دوسری جگہوں پر sale ہو رہا ہے اور وہاں پر نہیں ہو رہاہے۔ اگر ایسی ہی بات تھی تو PTV کو بھی اپنے norms change کرنا ہوں گے اور اس کو بھی وقت کے ساتھ چلنا ہوگا۔ اگر 30 منٹ کی نیوز ہے تو اس میں 15 منٹ کے بارے میں خبریں ہوتی ہیں کہ وہ کہاں کہاں گئے ہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ صرف گورنمنٹ کا view point ہی clear کرنے کی ضرورت اس میں دی جا رہی ہے۔ اگرhappy situation ہر جگہ پاکستان میں موجود ہوتی تو پھر شاید آج جو ہم دیکھ رہے ہیں suicide bombing کے حوالے سے مسائل پاکستان میں موجود ہیں اور Economic کے حوالے سے جو مسائل ہم دیکھ رہے ہیں وہ پھر excess نہ کرتے اور شاید لوگوں کو پھر اس کے بارے میں کچھ علم دیا ہی نہ جاتا۔ تو یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہوگا کہ جو

پرائیویٹ چینلز ہیں وہ کسی قسم کی national interest کو مدنظر نہیں رکھتے۔ اگر میں ساتھ والے ممالک کی بات کروں تو انڈیا میں جو ممبئی attack کے بعد media war campaign شروع کی گئی اور میڈیا کے ذریعے ایک international image پاکستان کے خلاف create کیا گیا کہ شاید پاکستان بہت ہی غلط سمت میں جا رہا ہے اور پورے region کو destabilize کرے گا۔ تو اس کو بھی اس موقع پر ہمارے میڈیا نے کسی حد تک کنٹرول کرنے میں کسی حد تک مدد فراہم کی تھی۔ یہ قطعاً آپ کو بھولنا نہیں چاہیے کہ یہی میڈیا ہے جس کی وجہ سے ماضی میں آپ نے جوڈیشری کی مومنٹ کو strong کیا تھا۔ یہ وہی میڈیا ہے جس نے ماریں کھائی ہیں - سڑکوں پر کیمرہ مین اور رپورٹرز اپنے وکلاء بھائیوں کے ساتھ ماریں کھائی ہیں۔ صرف اس پورے event کو impartial cover کرنے کے لئے اور ایک approach create کرنے کے لئے قوم کے سامنے کہ کس طریقے سے ایک مومنٹ کو دبایا جا رہا ہے گورنمنٹ کی طرف سے۔ یہ وہی میڈیا ہے کہ جس کے اوپر ایک آمر پرویز مشرف صاحب نے check and balances کے نام پر اتنی پابندیاں لگا دیں کہ ایمرجنسی کی صورت میں پہلا پکڑ دھکڑ میڈیا کے اوپر کی گئی۔ جو بھی چیز آتی تھی پرویز مشرف صاحب کا کہنا یہی ہوتا تھا کہ چند اینکرز جو ہیں انہوں نے ملک کو ہائی جیک کیا ہوا ہے اور ایک غلط perception بنا رہے ہیں۔ اگر وہی غلط perception بنا رہے تھے تو ان کی popularity میں اتنا اضافہ کیوں ہوا؟ ان کو لوگوں نے اتنا سہراہا کیوں؟ یہ decide کرنا حکومت کا کام اس وقت نہیں ہے۔ یہ decide کرنا عوام کا کام ہے کہ وہ کس حد تک صحیح جا رہے ہیں اور کس حد تک میڈیا ان کو awareness فراہم کر رہا ہے اور کس حد تک وہ ایک right approach create کر رہا ہے۔

ساتھ ہی ساتھ میں مزید یہ کہنا چاہوں گا کہ media commercial base institutions ہوتا ہے۔ آپ قطعاً یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کو پکڑ کر آپ welfare institution بنا دیں۔ اس کے لئے قطعاً میڈیا مارکیٹ میں available نہیں ہوتا۔ میڈیا صرف آتا ہی اس لئے کہ commercialism کو promote کیا جائے کیونکہ دنیا بھر میں ایسے ہوتا ہے۔ loss Angeles times کو ایوارڈ دیا گیا تھا best picturization کا اور وہ ایوارڈ کس picture پر تھا کہ جس میں ایک عراقی ایک امریکن سپاہی کی لاش کو سڑک پر گھسیٹتا ہوا لے کر جا رہا تھا۔ تو کیا یہ امریکن interest کو undermine کرنے کی بات نہیں تھی۔ لیکن وہاں پر ایسی بات نہیں کی گئی کیونکہ وہ ایک میچور سوسائٹی کے اندر وہ اس چیز کو realize کرنا چاہ رہے تھے کہ جہاں ہم نے ایک step اٹھایا تو شاید ہماری غلطی بھی تھی اور وہاں پر ایک میڈیا ٹرائل بھی کیا گیا اس حوالے سے۔ تو قطعاً یہ نہیں کہنا دنیا میں صرف news fuss نہیں ہیں۔ دنیا میں BBC بھی ہے اور دنیا میں CNN بھی ہے جو difference of opinion بھی دکھا رہے ہیں۔ جو ایک صحیح picture بھی دکھا رہے ہیں۔ تو قطعاً اس حوالے سے میں agree نہیں کرتا ۔اگر یہ کسی قسم کی legislation کی بات کر رہے ہیں تو اس کو define کریں کیونکہ PEMRA already اس چیز کے لئے defined ہے۔ اگر اس سے باہر نکلنا چاہتے ہیں یا اس کے حوالے سے کوئی نئی چیز لے کر آنا چاہتے ہیں تو اس حوالے سے وہ ایک واضح قسم کی پالیسی کو سامنے رکھیں۔ Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی فواد ضیاء صاحب۔

جناب فواد ضیاء: میری گورنمنٹ سائیڈ کے ساتھی حامد صاحب نے "جیو" کے specific programme کا ذکر کیا کہ اس میں MQM کے خلاف imagery نہیں

آتی۔تو میں ان کو just ٹھیک کرنا چاہوں گا کہ بالکل آتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان سے وہ قسطیں skip ہو گئی ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو کل یہاں پر بات کی گئی اور انہوں نے الطاف حسین صاحب کا نام بھی لیا۔ تو یہ جو بات کی گئی کہ انہوں نے انڈیا جاکر پاکستان کا creation کا negative impact portray کیا۔ یہ ویڈیو بھی سب سے پہلے وہاں پر دیکھی گئی۔ میں ان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ وہ صرف comedy کے علاوہ تھوڑا capital talk اور جوابدہ ایسے پروگرام بھی دیکھیں کہ جن سے ان کو حالات حاضرہ کا پتہ چل سکے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی تیمور صاحب۔

جناب تیمور سکندر چوہدری: میڈم سپیکر! یہاں پر ایک میرے اپوزیشن کے بھائی نے بات کی ہے کہ پرویز مشرف کے دور میں جب ایمرجنسی لگی تھی تو میڈیا پر curb ہوا اور میڈیا کو تنگ کیا گیا۔ تو عرض یہ ہے کہ انہی کے دور میں media boom آیا اور انہی کے دور میں میڈیا کو آزادی ملی۔ ان سے پہلے جو democracies تھیں انہوں نے تو کچھ نہیں کیا میڈیا کے لئے۔ If at one point he did a mistake, I agree ان کو نہیں کرنا چاہیے تھا۔ تو has he forgotten all he has done for media. Thank very much, Madam Speaker.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی انصار صاحب۔

جناب انصار حسین: میڈم سپیکر! میں کچھ issues پر بولنا چاہوں گا۔ میڈیا کے حوالے سے یہ بہت اہم Resolution ہے۔ سب سے پہلے میڈیا کو impartial ہونا چاہیے کیونکہ میڈیا کی اہمیت سے ہم انکاری ہو ہی نہیں سکتے۔ تو میں بہت precise ہوں گا۔ War on terror پر کسی نے بات ہی نہیں کی۔ War on terror میں میڈیا کا رول ہم نے discuss

بالکل نہیں کیا- میں اس پر تھوڑا سا highlight کرنا چاہوں گا کہ ہم نے دیکھا کہ war on terror میں جہاں بھی کوئی suicide bombing ہو، تب بھی ہمارا میڈیا فوراً سیکورٹی فورسز کی خامیاں ڈھونڈتے تھے لیکن یہ نہیں دیکھتے تھے کہ اس کے پیچھے کرنے والوں کو condemn کرنے کی بجائے ہمیشہ سیکورٹی فورسز کو ٹارگٹ کیا جاتا تھا-

Secondly یہ کہ war on terror کے لئے ایک ڈھکی چھپی ہمدردی دکھائی جا رہی تھی اور اب یہ war on terror کے بالکل against بول رہے ہیں تو پہلے کیوں نہیں بولے- پھر دوسری بات یہ ہے کہ چیف جسٹس افتخار چوہدری کے بیٹے کا کیس سامنے آیا تو میڈیا نے کیا کیا؟ چیف جسٹس ڈوگر کی بیٹی کا کیس آیا تو میڈیا نے کیا کیا؟ اور حاجی پرویز کا جو issue آج کل چل رہا ہے اس پر میڈیا کیا کررہی ہے؟ اس کے علاوہ ایک اور بات کہنا چاہوں گا کہ ڈاکٹر شاہد مسعود کا جو پروگرام ہے- میں کسی TV چینل پر تنقید نہیں کر رہا ہوں- میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ ہمیں بہت ہی pessimistic بنا دیا ہے- میں نے کبھی ان کے پروگرام میں کوئی اچھی بات نہیں سنی جس سے ہمیں امید کی کرن نظر آئے- ہمیشہ negative باتیں ہوتی ہیں-

آخر میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو talk shows ہوتے ہیں ان میں ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ ٹی وی چینلز کے جو hosts ہوتے ہیں biased ہوتے ہیں- بالکل وہ اپنا view point ٹھونسنے کی کوشش کرتے ہیں- میں یہاں پر اس کے برعکس دنیا چینل پر معین پیرزادہ صاحب کا ایک بہت اچھا پروگرام آتا ہے- اس طرح پروگرام ہونا چاہیے- مطلب یہ ہے کہ آپ بالکل unbiased ہوکر دونوں سائیڈ کا view point لو تاکہ ہم اس سے کچھ سیکھ بھی سکیں- Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. I would request the Honourable Youth Prime Minister to express his views about this Resolution.

جناب احمد علی بابر (وزیر اعظم): شکریہ، میڈم سپیکر- یہاں پر اس House میں جو debate ہوئی ہے میڈیا کے for or against context میں نہیں دیکھنا چاہیے- لیکن اس کو diversion, view points ہی اس کے context میں دیکھنا چاہیے- جناب اللہ دتہ طاہر نے جب یہ Resolution پیش کی تھی تو ان کی spirit بہت واضح تھی اور انہوں نے ایک اچھے intent کے ساتھ یہ Resolution پیش کی ہے- جس میں ہماری پارٹی چونکہ ایک liberal party ہے اور ہم میڈیا کی آزادی کے بہت بڑے supporters ہیں اور Green party نے اس support کا اعادہ کیا ہے کہ وہ بھی میڈیا کی آزادی کو چاہتے ہیں- تو میڈیا کی آزادی کے جو basic principles ہیں ان پر کہیں بھی تضاد مجھے معلوم نہیں ہوتا لیکن یہاں پر جو national interest اور چند دوسری باتوں کے اوپر بات کی گئی ہے ان میں سے کچھ باتیں جائز ہیں جن کے بارے میں میڈیا کو خیال کرنا چاہیے اور جو میڈیا پالیسی اب پیش کی جائے گی اس کے اندر بھی چند باتوں کا ذکر ہے کہ جہاں پر میڈیا کی آزادی کو بہت زیادہ بڑھاکر بیان کیا گیا ہے- جہاں پر آپ کے ساتھ طاقت آتی ہے تو وہاں آپ کو اور زیادہ responsible ہونا شروع ہوتا ہے- پاکستانی میڈیا کو آزاد ہوئے چند سال ہوئے ہیں تو آہستہ آہستہ ہم لوگ یہ امید کرتے ہیں کہ چند سال بعد میڈیا اور میچور ہوگا اور جو آزادی ابھی ملی ہے اس کو پاکستان کے national interest کے لئے استعمال کیا جائے گا- ہم لوگوں نے Green Party کے ساتھ مشاورت کرکے اس کی wordings کو تھوڑا سا amend کیا ہے تاکہ wordings ذرا strong ہو جائے- تو میں چاہوں گا کہ اس کے اوپر ووٹنگ کرائی جائے -

Madam Deputy Speaker: Now, I put the Resolution to the House. It has been moved that media should avoid sensationalism which is subject to undermining of the national interest PEMRA authority should be respected and the parameters should not be violated, however controversial legislation is subject to scrutiny.

(The Resolution was adopted)

Madam Deputy Speaker: The second item on the Agenda today is again a Resolution by Mr. Waqas Aslam Rana and Muhammad Hamid Hussain.

جناب وقاص اسلم رانا: میڈم سپیکر! آپ کی اجازت سے I would like to present the Resolution before the House.

Madam Deputy Speaker: Yes, please.

Mr. Waqas Aslam Rana: O.K. This House would like to urge the media, civil society and the people of Pakistan to extend complete moral support to the Government and armed forces of Pakistan in fighting militancy in Pakistan.

میڈم سپیکر! یہ Resolution اس وقت House میں پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ سب جانتے ہوں گے کہ رات کو وزیر اعظم گیلانی صاحب نے تقریر کی جس میں انہوں نے اس چیز کا اعلان کیا ہے جو سوات میں agreement ہے وہ فی الحال on hold ہے اور انہوں نے اس چیز کا بھی اعلان کیا کہ آرمی کو یہ authorization دے دی گئی ہے کہ وہ سوات اور ملاکنڈ میں ایک operation launch کریں ان militants کے خلاف جنہوں نے اس agreement کی خلاف ورزی کی ہے۔ میڈم سپیکر! I think ہمارے ملک میں ایک time آ گیا ہے جب ہمیں ایک decision لینا پڑے گا کہ ہم نے اس militancy کے problem

کو tackleکیسے کرنا ہے؟ جو سوات میں peace deal ہوئی وہ ایک بڑا خوش آئند step تھا اور اس سے government کی show commitment ہوئی لیکن جیساکہ ہمارے سامنے پچھلے کچھ ہفتوں میں آیا، میڈیا پر بھی اور through others news items also کہ نہ تو صوفی محمد اب اپنے commitments keep کر سکے اور نہ ہی سوات میں طالبان نے اس agreement کو honour کیا۔ انہوں نے اپنی activity جاری رکھی اور انہوں نے لوٹ مار جاری رکھی۔ انہوں نے Pakistani State کے institutions کے اوپر حملے کئے اور ان کو کچھ دن پہلے capture بھی کیا۔ تو میرا خیال ہے میڈم سپیکر! پاکستانی گورنمنٹ کا یہ بالکل ٹھیک فیصلہ ہے کیونکہ ہمیں resolve show کرنی ہوگی اس problem کے خلاف۔ یہ debate اب میرا خیال ہے کہ settle ہو چکی ہے کہ یہ جنگ ہماری ہے یا نہیں ہے۔ یہ definitely ہماری جنگ ہے۔ جب آپ ایک non state actor کے ساتھ agreement کر کے بھی اگر اس سے وہ abide نہ کریں تو پھر میرے خیال میں state کے پاس کوئی اور آپشن نہیں ہے۔

Secondly ایک اس میں relevance یہ بھی ہے کہ چونکہ ہم آج میڈیا پالیسی کو discuss کر رہے ہیں تو اس لئے اس Resolution میں ہم نے یہ بھی aid کیا ہے کہ اگر overall civil society اور میڈیا کی support جوکہ میرے خیال میں گورنمنٹ کی اس پالیسی میں ہے۔ اگر آپ دیکھیں کہ لاہور میں پچھلے دنوں GPO چوک میں demonstration ہوئی جس میں لوگوں طالبان کے خلاف اپنی رائے پیش کی۔ Overall بھی اگر آپ میڈیا پر دیکھیں تو لوگوں کا opinion یہی ہے کہ اگر ایک agreementکے باوجود اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو گورنمنٹ کو اپنی writ show کرنی پڑے گی۔ دوسری خوش آئند

بات یہ ہے کہ پاکستان آرمی اس وقت completely civilian authority کے تابع ہے اور ان کے order پر ہی انہوں نے operation launch کیا ہے۔ تو میرا خیال ہے کہ یہ overall حکومت کا ایک اچھا step ہے۔ And as the Resolution says we should completely support the Government and the Army. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Hamid Hussain.

جناب محمد حامد حسین: شکریہ، میڈم سپیکر۔ اس وقت نظام عدل کے حوالے سے جو development ہوئی، اس کے نتیجے میں جتنا عرصہ امن کا گزرا تھا یہ حکومت کی طرف سے ایک پیشکش تھی تاکہ اس سارے عرصے میں اگر کوئی development ہو سکتی ہے امن کی طرف تو ایک concession دی گئی تھی۔ non state actors کو تو کہنا ہوا ابھی تھوڑا سا ambiguity ہو گئی کہ ابھی ان کے ساتھ agreement ہو گیا تھا۔ ان کے ساتھ legal modality ساری طے ہو گئی تھی۔ جو TNSM اور طالبان ہیں ان کو ایک اچھا خاصا وقت دیا گیا تھا۔ 2007 سے یہ peace process چل رہا ہے۔ ابھی پھر 2009 میں ANP کی گورنمنٹ نے اپنے سیکولر نظریات کو قربان کرتے ہوئے نظام عدل لانے کے لئے معاہدہ کیا۔ مگر اس کے باوجود TNSM اور طالبان ہیں انہوں نے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے نہیں ہٹے۔ کبھی انہوں نے قاضی کورٹس کو issue بنا اور کبھی دارلقضاء کو اور کبھی دارالدارلقضاء جو چیف جسٹس ہیں کے خلاف ان کے بیانات آئے۔ یہ بھی ریکارڈ پر موجود ہے کہ انہوں نے democracy کو کفر کے ساتھ تشبیہ دی ہے حالانکہ وہ خود جو ہے 1984 میں جنرل کونسلر کا الیکشن ہار چکے تھے تو اس لئے شاید وہ بھی تھوڑے بہت کافر ہوئے۔ اسی طرح Constitution of Pakistan کے خلاف بھی ان کا ایک بیان آیا تھا۔ تو کافی

خراب حالات تھے جس کے بعد گورنمنٹ آف پاکستان نے یہ resolve کیا ہے کہ اس وقت اور ابھی ان سب کو ختم کرنا ضروری ہے کیونکہ writ of the Government is the most important. لیکن اس کے ساتھ جو ایک issue ہے اگر ہمیں writ of the Government عزیز ہے اور اس کے علاوہ وہاں پر جو پختون آبادی ہے وہ بہت alienate ہو گئی ہے۔ جو آپریشن ہو رہا ہے اس وقت تقریباً 5 لاکھ لوگ وہاں سے نقل مکانی کر گئے ہیں۔ آپ پورے اسلام آباد اور راولپنڈی میں دیکھیں تو آپ کے یہاں پر جتنے پلاٹس ہیں ان پر یہ لوگ پڑے ہوئے ہیں۔ راستے میں صوابی، بونیر اور شبقدر میں جو زرعی اراضی ہیں اس پر بے چارے لوگ پڑے ہوئے ہیں۔ یہی صورتحال آج سے تقریباً 6 مہینے پہلے بھی تھی جب سخت ترین سردیاں تھی تو اس وقت بھی یہی صورتحال تھی۔ پاکستان آرمی کو جو اس وقت صورتحال کا سامنا ہے وہ ambiguity ہے کہ یہ لوگ جو ہیں اتنا نقصان دے رہے ہیں local population کو - کبھی تو یہ فتویٰ آ جاتا ہے کہ پاکستان آرمی کے جو لوگ وہاں پر لڑ رہے ہیں ان کو شہید کا درجہ نہیں دیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے مسلمانوں کے خلاف لڑ رہے ہیں اور ان کو تباہ کر رہے ہیں۔ ان کے گھر بار کو تباہ کر رہے ہیں۔ to get the gain in the local support of the population, it is very necessity to avoid to collateral damage and do the target killing تاکہ اس سے جو طالبان لیڈرز ہیں ان کا صفایا ہو جائے تو اس کے بعد جو ہے local cadre اس کو tackle کرنا آسان ہے اور یہی گوریلا وارفیئر کی ایک بہت بڑی tactic ہے کیونکہ ہم اس وقت گوریلا وار فیئر ہی لڑ رہے ہیں کیونکہ یہ full-fledged war ہے ہی نہیں اورہم full-fledged war declare کرنا afford بھی نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ جو دشمن ہے وہ clear نہیں ہے اور وہ ملک کے اندر موجود ہے۔

They are dispersed. So, we have to do the target killing and avoid the collateral damage. اس کے بعد پاکستان کے آرمی کو support بھی ملے گی اور انشاء اللہ پوری میڈیا اور جتنے بھی تحقیقاتی ادارے ہیں وہ پاکستان آرمی کے ساتھ کھڑی ہوگی۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Abdullah Leghari.

Mr. Abdullah Khan Leghari: Thank you, Madam Speaker.

یہ جو یہاں پر Resolution پیش کی گئی ہے، یہ ہم accept کرتے ہیں لیکن with a few reservations of course. دیکھیں جب معاہدہ کوئی کیا جاتا ہے اور جس کا ذکر انہوں نے کیا ہے کہ 2007 سے peace process چل رہا ہے۔ تو ان کو اس بات پر بھی realize ہونا چاہیے کہ 2007 سے peace process تو چل رہا ہے لیکن جہاں جہاں آپ نے معاہدے کئے ہیں وہاں وہاں آپ نے توڑے بھی ہیں۔ جہاں جہاں آپ نے شروع میں کئے ہیں وہاں پر امریکہ کی intervention بھی ہوئی ہے۔ وہاں پر رحمان ملک کی intervention بھی ہوئی اور انہوں نے پھر اس کو کئی موقعوں پر غلط قرار دیا اور شروع میں کہا گیا کہ کبھی نیک محمد غلط تھا۔ کور کمانڈر کے ساتھ بیٹھ کر ان کا agreement ہوا اور پھر بعد میں توڑ دیا گیا۔ کبھی پھر وزیرستان میں گئے اور وہاں پر پھر سے agreement کرنے کی کوشش کی، پھر امریکہ کی intervention ہوئی اور پھر ٹوٹ گیا۔ اب جس طرح وزیر اعظم صاحب نے کل اعلان کیا ہے کہ ان کے خلاف بھرپور قسم کی جنگ کی جائے گی۔ دیکھئے، ہم اس بات کو condemn ضرور کرتے ہیں کہ وہاں پر صوفی محمد صاحب کا جو کردار رہا ہے اور جس طریقے سے وہاں پر طالبان اپنا support کرتے جا رہے ہیں اوروہ ایک علاقے پر قبضے کی کوششوں میں لگے

ہوئے ہیں لیکن اس بات کا اعادہ بھی دوسری سائیڈ پر
کرنا ہوگا کہ کیا وجہ ہے کہ آخر وہ لوگ بندوق کے
علاوہ بھی اپنی support gather کرتے جا رہے ہیں۔
کیا وجہ ہے کہ وہ جس علاقے میں جاتے ہیں وہاں پر
لوگوں میں بتدریج اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اس کی تہہ
میں جانے کی ضرورت ہے۔ اس میں ایک بڑی وجہ یہ ہے
کہ وہاں پر لوگوں کا معاشی قتل کیا جا رہا ہے۔ وہاں
پر کسی قسم کی writ of the Government پہلے
موجود نہیں تھی۔ کسی قسم کی حکومت already وہاں
موجود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ان کو کسی قسم کے
rights چاہے وہ انصاف کے حوالے سے ہوں، چاہے وہ
کسی اور حوالے سے ہوں ان کو فراہم نہیں کئے جا
رہے ہیں۔ میں ایک مثال دینا چاہوں گی۔ پچھلے دنوں
ڈیرہ غازی خان میں ٹیچروں نے احتجاج کیا گیا۔
حیدر آباد میں ٹیچروں نے احتجاج کیا کہ ہمیں
10,10 مہینوں سے salaries نہیں دیا جا رہی ہے۔
حکومت اس طرف کوئی قدم نہیں اٹھا رہی ہے۔ تو ہاں پر
میڈیا کی طرف سے بھی violation کی گئی کہ اگر
وہاں پر کل کوئی طالبان جاتے ہیں اور وہاں پر ان
کو کسی قسم کا لالچ دیتے ہیں، چاہے وہ انصاف کے
حوالے سے ہے تو کیا لوگ ان کے ساتھ شامل نہیں
ہوں گے۔ کیا ان کو کسی قسم کا incentive نہیں
ملے گا؟ کیا ان کو easy money کے طور پر،
temporary طور پر ان کو جو فراہم کیا گیا تو
کیا وہ ان کا ساتھ نہیں دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ وہ
ان کا ساتھ دیں گے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ آج کے
دور میں معاشی انصاف آپ لوگوں کے ساتھ نہیں کریں
گے تو لوگوں کے پاس کوئی اور آپشن نہیں بچتی ہے
کہ و ہ کسی اور طرف جائیں جو ان کو temporary
طور پر سہی لیکن ان کو کسی قسم کی مدد فراہم کر
رہا ہے۔ تو ہمیں basically اس تہہ میں جانا ہے نہ
کہ یہ کہ آج اعلان جنگ کر دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ

معاہدہ کیا گیا۔ دیکھیں، معاہدہ کیا گیا جو شریعت
آپ نے basically impose کرنے کی بات کی نظام
عدل کے حوالے سے۔ Condemnable بات ہے کہ صوفی
محمد نے stance اپنایا کہ کفر ہے کہ یہ سب کچھ
کفر ہے۔ یہ سارا نظام غیر آئینی ہے۔ اس بات کو ہم
بالکل condemn کرتے ہیں لیکن آپ ساتھ ہی ساتھ
تھوڑا سا وقت دیں اس کو۔ سرحد حکومت نے اگر
sacrifice کیا ہے اپنی secularism کی ideology
کو تو پھر ظاہر ہے انہوں نے اس چیز کی intensity
کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ ان کو ذرا موقع دیں
سنبھلنے کا، ان کو موقع دیں کسی سے بات کرنے کا
اگر آج ہی آپ نے اتنا hard line stance لے لیا
تو آپ کو اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ future
میں اس کا backlash ہو سکتا ہے۔ اس کا backlash
suicide bombing کے حوالے سے ہوسکتا ہے اور
ملک میں unrest کے حوالے سے دیکھنے میں آ سکتا
ہے۔ آپ کے پاس پھر وہی position نہیں ہوگی کہ اگر
ایک دفعہ پاکستانی آرمی engage ہو گئی full-
fledge war میں تو پھر آپ کے پاس واپس آنے کے
لئے موقع نہیں بچے گا۔ تو ہم قطعاً یہ نہیں کہہ رہے
ہیں کہ ہماری support پاکستان آرمی کے ساتھ یا
گورنمنٹ کے ساتھ نہیں ہے لیکن ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ
position کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ جو واقعات،
جو basic reasoning ہے اس پوری situation کے
پیچھے کہ ان کو support کہاں سے مل رہی ہے کہ ان
کو support کہاں سے مل رہی ہے۔ آیا لوگوں کو
oppose کیا جا رہا ہے پوری situation میں یا آیا
ان کی clear position نہیں ہے یا اس علاقے کو
حکومت نے neglect کیا ہوا ہے یا اسلام آباد میں
بیٹھ کر اس طرح کے decisions کر رہے ہیں ان علاقوں
کے اور وہ لوگ ان علاقوں کے decisions کر رہے ہیں
کہ جنہوں نے ان علاقوں کا آج تک visit نہیں کیا۔ تو

ہونا تو یہ چاہیے کہ اگر آپ نے agreement کیا ہے تو آپ کے وزیر اعظم صاحب اور رحمان ملک صاحب ان علاقوں میں جاتے اور اس چیز کا confidence buildings measures لئے جاتے تاکہ ان لوگوں کو اعتماد میں لے کر کوئی احساس دلایا جاتا کہ واقعی کوئی گورنمنٹ موجود ہے اور ان کی support موجود ہے۔ تو basically support ہم ضرور کریں گے اور ایسی بات نہیں ہے کہ ہم اس پوزیشن کے خلاف ہیں لیکن ہم with few reservation کہتے ہیں پہلے کچھ معاملات طے کر لئے جائیں اور اس کے بعد اس قسم کا step اٹھایا جائے نہ کہ hard core stance بالکل سامنے آ جائے۔ Thank you.

Mr. Ansar Hussain: Madam! Point of order.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Ansar Sahib, we have a very long list and we have to break the Session for Tea at 11:00. So, let me complete the list of the speakers we have. Honourable Waqar Nayyar.

جناب وقار نیئر: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں اس ایوان کی توجہ اس fact کی طرف دلانا چاہوں گا کہ کیوں ہم میڈیا کو ایک پروپیگنڈہ tool کی طرح دیکھتے ہیں۔ کیوں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری thinking جو ہے وہ میڈیا mold کرے نہ کہ اس کے کہ میڈیا جو ہے وہ ہماری thinking اور ہماری perception کے مطابق mold ہو۔ یہ basic flow ہے ہماری mold of thinking کا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ media should be the one providing the guide line اور میڈیا وہ فورس ہو جو پوری عوام کو سوچنا سیکھائے۔ میڈم سپیکر! میں توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہوں گا کہ جب سوات میں یہ deal ہو رہی تھی تو آپ کو یاد ہوگا کہ پورے کے پورا میڈیا جو ہے یہ portray کر رہا تھا کہ یہ deal ہو جانی چاہیے اور جیسے ہی یہ deal ہو جائے گی تو امن کا بول بالا ہو جائے گا

اور یہ سارا مسئلہ دب جائے گا اور پھر میڈیا نے
flip turn لیا ہے اور اس flip turn میں بھی ہم
اس کی support کر رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے جب ہم
پچھلے Session میں نفاذ شریعت کی discussion کر
رہے تھے کیونکہ میڈیا یہ line لے رہا تھا کہ
شریعت کا نفاذ کر دیں اور agreement کر دیں تو
یہاں generally یہی رائے پائی گئی کہ جو میڈیا
کہہ رہا ہے، صحیح کہہ رہا ہے اور ہمیں actually وہی
کرنا چاہیے۔ پھر جب اس کا negative fallout ہوا
اسی طرح جس طرح بہت سارے sections وہ سوسائٹی
predict کر رہے تھے کہ وہ ہوگا۔ جب exactly وہی
fallout ہوا اور میڈیا نے پھر بالکل opposite
U-turn policy promote کر رہے ہیں تو اب سب کے
سب چاہ رہے ہیں کہ میڈیا اسی پالیسی کو promote
کرے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب تک آپ میڈیا کو ایک کو
thought guiding instrument consider کر لیں
گے۔ جب تک آپ یہ سمجھیں گے کہ میڈیا جو پروپیگنڈہ
کرے گا سارے کے سارے عوام اس کے پیچھے چلنا
چاہیے گا اور اسی کے پیچھے چلے گی تب تک
مسئلے حل نہیں ہوں گے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ
اگر آپ اب میڈیا کو pump کر دیتے ہیں کہ وہ
unilateral support for military action
perpetrate کرے تو پھر وہاں پر جو human right
abuses ہوں گی، جو heavy handedness کی وجہ
سے جو civilian casualties آئیں گی جب وہ میڈیا
رپورٹ نہیں کرے گا تو کیا پھر injustice promote
نہیں ہوگا۔ Because we want to guide the media.
میرا سوال صرف یہ ہے کہ جب تک آپ میڈیا کو یہ
آزادی نہیں دیں گے کہ وہ خود یہ دیکھے کہ کیا صحیح
ہے اور کیا غلط ہے؟ جب تک آپ اس کو چاہیں گے وہ
گائیڈ ہوتا رہے to external principles تو ہمیشہ
میڈیا ایک پروپیگنڈہ tool رہے گا اور کبھی وہ ایک

impartial picture present نہیں کرے گا۔ اس کی ایک سب سے بڑی مثال آپ کو یہ دوں گا کہ امریکہ کے اندر جو دو بڑے میڈیا گروپس ہیں CNN اور Fox News ان دونوں نے اپنے آپ کو in camp کر لیا ہوا ہے اور یہ دونوں ایک different طرح کے پروپیگنڈہ night shed کے اندر promote کرتے ہیں and opposing to that اگر آپ BBC دیکھیں جہاں پر ہر طرح کا opinion پایا جاتا ہے تو BBC کی reporting بہت neutral ہے in consideration کہ ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو ایک فورم provide کیا جاتاہے کہ وہ BBC کے اوپر آئیں اور اپنے خیالات کا اظہار کریں مگر کبھی بھی آپ کو کوئی CNN پر new conservative بیٹھا نظر نہیں آئے گا اور کبھی بھی آپ کو extra ordinary liberal Fox News پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا نظر نہیں آئے گا۔ تو جب تک ہم اپنی میڈیا کے اندر یہ sense develop نہیں کریں گے کہ آپ آزاد ہیں، آپ جائیں situation analyze کریں to the best of your ability اور اس کو رپورٹ کریں۔ جو ہو رہا ہے، جس طرح آپ اس کو دیکھ رہے ہیں اس طرح رپورٹ کریں اور ہم آپ کو نہیں بتائیں گے کہ آپ نے کیا کرنا ہے؟ آپ خود دیکھیں کہ کیا کرنا چاہیے۔ جب تک ہم discretion open نہیں کریں گے تو میڈیا ایک tool of propaganda رہے گا اور اس کا fallout ہمیشہ negative ہوگا۔ یہ جو Robin-hood aspect of the entire Taliban movement ہے کہ یہ system change کر رہے ہیں، یہ انصاف provide کر رہے ہیں یا یہ امیروں سے چیزیں چھین کر غریبوں میں بانٹ رہے ہیں یہ بھی ایک aspect تھا جو مجھے یاد ہے جب agreement کی بات ہو رہی تھی تو اس وقت یہ use as a sympathy vote کیا گیا تھا۔ تو بات یہ ہے کہ جب میڈیا ایک line adopt کر لیتا

U-turn اسی پر پھر through vested interests ہے لیتا ہے تو اس سے عوام میں confusion پیدا ہوتی ہے کیونکہ within a very short time if the media is changing directions like that and it is guided by principles other than what is actually happening on ground and what is just chronic problem تو یہ and what is right? ہمارے solve نہیں ہو سکتے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس بات کو بھول جائیں کہ ہمیں میڈیا کو guide کرنا ہے یا ہم نے میڈیا کو control کرنا ہے۔ کچھ time دیں میڈیا کے اندر خود بخود جب responsibility آئے گی اور جب لوگوں کے اندر شعور develop ہوگا۔ جب لوگ میڈیا کی U turn دیکھ دیکھ کر اس سے تنگ آ جائیں گے تو میڈیا خود اپنے آپ کو self correcting mechanism ہوتا ہے میڈیا کے اندر which prevails. تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آج دو Resolutions آئی ہیں اس House میں اور دونوں کے دونوں جو ہیں وہ میڈیا کے کسی طرح cut اور tiller کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ This is a negative attitude and this goes against the very spirit of democracy, this goes against the very spirit of freedom of speech. یہ premise ہے democracy کا اور premise ہے freedom of speech کا کہ جب آپ لوگوں کو آزادی دیں گے۔ جب آپ لوگوں کی رائے مانگیں گے تو لوگوں کی رائے ایک تو ہمیشہ صحیح ہوگی اور دوسرا یہ کہ آزادی دینے کے بعد خود بخود ایک ایسا سسٹم involve ہوگا جو free, fair and impartial ہوگا۔

Thank you very much.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable members, please be brief because

we are running out of time. Honourable Essam Rehmani.

محمد ایصام رحمانی (قائد حزب اختلاف): شکریہ میڈم سپیکر- سب سے پہلے میں شروع کروں گا وقار صاحب کی بات سے، ایک تو یہ بات بتائی گئی کہ جنگ ہماری ہے- جنگ ہماری بنا لی گئی ہے- یہ جنگ کبھی ہماری تھی ہی نہیں اور یہ بار بار portray کیا جا رہا ہے کہ یہ جنگ ہماری ہے- کسی طریقے سے لوگوں کو convince کیا جا رہا ہے کہ کسی طریقے سے اس جنگ کو اپنا بنا لیں اور اس کے لئے ہر کوشش حکومت نے کی ہے- جس کی وجہ سے ہم لوگ چاہتے ہیں کہ تھوڑا سا time جس طرح لغاری صاحب نے کہا ہے کہ تھوڑا سا time مزید اور دینا چاہیے before the Army operation. آرمی وہاں پر ہے- آرمی کے کردار کو ہم لوگ وہاں پر بہت significantly دیکھتے ہیں- وہاں پر اس وقت وہ لوگ operation میں نہیں تھے- I am talking about the day before yesterday. وہ لوگ صرف سویلین کو protect کر رہے تھے، سیکورٹی اور shelter ان کو دے رہے تھے- ہم لوگ چاہتے تھے کہ وہ situation برقرار رہے، تھوڑا سا مزید اور، ایک ہفتہ یا تھوڑی سی اور اس کی deadline کو extend کر دیا جائے- اس سے یہ ہوگا- ایک تو پہلی بات ہے کہ NWFP میں کوئی گورنمنٹ نہیں ہے- NWFP کے جتنے بھی منسٹرز ہیں یا تو اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے ہیں یا دبئی سے control کر رہے ہیں- جب تک آپ کے پاس ایک جمہوری حکومت وہاں پر ہے ہی نہیں تو آپ negotiation کس طرح کر رہے ہیں وہاں پر- ایک تو اس چیز کو observe نہیں کر پا رہے ہیں- تو جب تک آپ کے پاس وہاں پر گورنمنٹ نہیں ہے، جب تک آپ کے پاس کوئی ایسا mechanism ہی نہیں ہے کہ آپ negotiate کر سکتے ہیں- تو آپ ہمیں ابھی تک

نہیں کر پا رہے ہو کہ آپ نے کس قسم کی convince negotiations کی ہیں۔

Perhaps sit on a table for table talk, send some people over there. This is what I would like to say that we believe that a little more time should be given. However, the Pakistan Army is always supported, we have always respected it and especially in today's scenario where it is under the control of our civilian government. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Usman Ali.

Mr. Usman Ali: Thank you madam Speaker.

سب سے پہلے تو میں وقار نیئر صاحب کے اس بات کی clarification کرنا چاہوں گا کہ we are following media. کہ میڈیا جس direction کو choose کر لیتا ہے تو ہم اسی میں چلے جاتے ہیں۔ تو ایسی بات بالکل نہیں ہے۔ اگر ہم نظام عدل کو support کر رہے تھے تو وہ اس لئے کہ اس کا بھی ایک rational تھا اور اب اگر ہم اس سے پیچھے آئے ہیں تو اس کا بھی ایک rational ہے۔ ہم میڈیا کو کوئی follow نہیں کر رہے ہیں۔ اور میڈیا کو اگر بالکل free چھوڑا گیا، بالکل without rinse تو وہ economic benefit کے پیچھے چلا جائے گا اور وہ اپنی impartiality کبھی بھی attend نہیں کر سکتا۔

Secondly یہ جو Resolution آئی ہے بڑی well sounded اور well worded Resolution ہے۔ میڈیا نے actually فوجیوں کی dead body دکھا کر war against terrorism میں ایک بڑا negative رول ادا کیا ہے۔ This has been a source of inspiration for many people. اور ابھی میں یہ recommend کروں گا کہ there should be zero coverage for

کیونکہ جو کلاشنکوفوں کے ساتھ the Taliban. اور
جو پگڑیوں کے ساتھ لوگ جب نظر آتے ہیں TV پر تو
وہ کچھ extremist لوگوں کے لئے source of
inspiration ہوتا ہے- میری یہ recommendation ہے
کہ آرمی کو ہیرو کے طور پر project کیا جائے
اور internally displace people کو چونکہ war
against terror کے متاثرین ہیں تو ان کے لئے
بھی اگرچہ یہ میڈیا بہت کچھ کر رہی ہے اور اس کی
میں ستائش کروں گا لیکن مزید بہت کچھ کرنے کی
ضرورت بھی ہے- اس کے علاوہ جو ہے لال مسجد کے واقعہ
سے ہم نے بہت سبق سیکھا ہے- میڈیا پہلے تو کہہ رہا
تھا کہ operation ہونا چاہیے مگر جب ہو گیا تو
پھر اس کی opposition انہوں نے شروع کر دی- لہذا
اس Resolution کی spirit اور letter کو
follow کرتے ہوئے ہم اس کو انشاء اللہ approve
کریں گے- Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Ch. Usman Ahmed.

چوہدری عثمان احمد : بہت شکریہ محترمہ سپیکر- ایک
اچھی effort نظر آئی ہے treasury bench کی طرف
سے جو Resolution آیا ہے- اس بات میں کوئی
دوسرا opinion نہیں ہے کہ آج پاکستان فورسز کو
جتنی پاکستانی nation کی support model کی
ضرورت ہے- آج سے پہلے شاید کبھی نہیں تھی- فاضل ممبر
کی طرف سے ایک اور چیز یہاں پر discuss کی گئی
اور یہ mention کیا گیا کہ آرمی جو ہے وہ
completely under the command of the
Government ہے- I have serious doubt about
this. کیونکہ بہت سے recently incidences ایسے
ہوئے ہیں جس سے یہ چیز بالکل نہیں لگتی ہے- ایک بہت
recent incidence لانگ مارچ call up ہوا- اس میں
major negotiation جو کرائی اور in a way
direct کیا گیا گورنمنٹ کو وہ everybody know it

کہ ہماری آرمی یا فورسز کے is an open secret elements they were there.

Secondly اگر ہمارے آرمی چیف ایک ہفتے کے لئے واشنگٹن جاتے ہیں اور وہاں پر اگر ان کے اگر کوئی agreement یا جو بھی guidelines یا I want to call it dictation but it will be too harsh. لیکن وہ وہ چیزیں بھی سامنے لانی چاہیے ایوان میں۔ Resolution کی طرف آتے ہوئے اگر مجھے یہ بتا دیا جائے کہ اس militancy کو curb کرنے کے لئے اگر ہم فورسز کے operation کو support کریں گے اور فورسز 5 یا 10 سال لے گی یا 15 سال لے گی اور یہ completely eradicate ہو جائے گا تو I completely agree with this Resolution. لیکن I don't believe in it. Because ہم ایک perspective دیکھ رہے ہیں اس ساری تحریک کا یا اس ساری militancy کا what we call militancy لیکن ہمیں دوسرا perspective دیکھنا ہوگا اور لوگوں کی آنکھ سے بھی دیکھنا ہوگا جو part ہے اس militancy کا، جو اس کو militancy نہیں بلکہ ایک تحریک کہتے ہیں۔ As it has been said on this floor many times کہ تحریکیں جو ہیں وہ defeat نہیں کی جا سکتی۔ ہمیں تھوڑا سا اس Resolution میں اگر parallel negotiation کا element بھی include کیا جائے تو I would recommend the House کہ اگر وہ اس کو بھی ساتھ لے کر چلیں گے۔ کیونکہ اگر یہ 100 فیصد اگر militancy, which we call for فوجی آپریشن کو ہی support کرنے کی بات کی گئی۔ تو میرا خیال ہے کہ اس سے حالات اور بگڑیں گے اور پاکستان متحمل نہیں ہو سکتا اور اگر ہم پاکستانی nation کی بات کرتے ہیں کہ اس کی support لی جائے تو میرا نہیں خیال کہ اس قسم کا rigged stance جو ہے وہ ایک indigenous support provide

کرنے میں ایک step forward ہوگا۔ بہت سی
majority of Pakistani اور گی ہوں resentments
جو ہیں وہ understand کرتے ہیں کہ پاکستانی ہیں
they are لیکن ہیں misguided جو شاید
ان eventually they are Pakistani and Muslim.
کو اس طرح کاٹ کر نہیں پھینکا جا سکتا اور ہمیں
کوشش یہ کرنی چاہیے کہ اس قسم کے Resolution کے
through ایسا impression نہیں دینا چاہیے کہ
ہم امریکن یا British میڈیا یا گورنمنٹ کے
spokesmen ہیں اور ہمیں اپنی ایک indigence
opinion ضرور رکھنی چاہیے۔ Thank you very much.

Mr. Ansar Hussain: On a point of order, Madam Speaker.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Ansar sahib, I have 4 speakers on the list and we just have hardly 10 minutes. Honourable Khalil Tahir.

جناب محمد خلیل طاہر: شکریہ میڈم سپیکر۔ بڑی
اچھی Resolution پیش کی ہے دوستوں نے۔ مسئلہ یہ
ہے کہ یہ طالبان کا issue جو ہے جو چند سال پہلے
وانا اور وزیر ستان سے شروع ہوا تھا اور آج سوات
میں پہنچا ہے۔ پہلے بھی جو آرمی نے آپریشن کیا
ہے، گورنمنٹ نے کیا ہے اور ابھی جب یہ نظام عدل
کی بات ہوئی، شریعت نافذ کرنے کی تو حکومت نے
full fledged support کی کہ جی آپ نظام عدل
وہاں پر نافذ کریں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں مگر انہوں
نے معاہدہ امن کی خلاف ورزی کی اور اس سے یہ بات
واضح ہو گئی کہ یہ جو طالبان ہیں یہ پاکستانی نہیں
ہیں، یہ پاکستانی دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے
ہیں۔ یہ کسی پاکستانی دشمن ملک کے ایجنٹ ہیں جو
پاکستان کو توڑنا چاہتےہیں۔ میں صوفی محمد کے ایک
انٹرویو کا ذکر کروں گا جس میں انہوں نے یہ کہا
ہے کہ کشمیری جو ہیں وہ جہاد نہیں کر رہے ہیں اور وہ

وطن کے لئے لڑ رہے ہیں جبکہ جہاد وہ ہے جو شریعت کے لئے کیا جاتا ہے- اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ انڈیا کا ایجنٹ ہے، وہ پاکستانی نہیں ہے بلکہ وہ انڈیا اور اسرائیل کا ایجنٹ ہے اور وہ ہمارے ملک پاکستان کو توڑنا چاہتا ہے- آج طالبان وانا اور وزیرستان سے سوات میں آ گئے ہیں اور کل وہ اسلام آباد تک بھی آ سکتے ہیں اور ہماری میڈیا کو طالبان کی support نہیں کرنی چاہیے بلکہ پاکستانی آرمی کی support کرنی چاہیے- ان کا moral بلند کرنا چاہیے اور حکومت کو اس کے خلاف سخت ایکشن لینا چاہیے- ان کے خلاف جنگ کرنی چاہیے- اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے ہمارے جو دوسرے صوبے ہیں جو سرحد سے ہٹ کر پنجاب آ جاتا ہے- کشمیر اور دوسرے علاقے جو اسلام کی ہمدردی رکھتے ہیں اور جو شریعت چاہتے ہیں وہ لوگ گمراہ ہوکر ان کی support کے لئے وہاں جا رہے ہیں- جس کی وجہ سے یہ ہمارے ملک کے لئے بہت خطرہ ہے لہذا میڈیا کو چاہیے کہ وہ طالبان کی مخالفت کرے اور پاکستان آرمی اور گورنمنٹ کی support کرے- کل کچھ دوستوں نے بات کی کہ یہ جنگ ہماری نہیں ہے- No doubt ہماری جنگ نہیں تھی یہ کسی کی جنگ تھی- یہ ہماری سابقہ حکومت کی غلطی ہےکہ انہوں نے اپنے گلے ڈال لی مگر اب یہ جنگ ہماری ہو گئی ہے کیونکہ ہمارے ملک کی سلامتی کا مسئلہ کا ہے- ہمارے ملک کے ٹوٹنے کا مسئلہ ہے- لہذا رات کو وزیر اعظم نے کہا کہ ہم ان کے خلاف جنگ کریں گے- یہ بہت اچھا فیصلہ ہے- ان کے خلاف جنگ کرنی چاہیے- جو چند انتشاری لوگ ہیں اور انتہا پسند ہیں، جو پاکستان کو توڑنا چاہتے ہیں ان کا قلع قمع کرنا چاہیے، ان کو ختم کرنا چاہیے جیسے لال مسجد کا آپریشن ہوا اس کی وجہ سے اسلام آباد میں امن ہو گیا- اگر آج حکومت نے یہ quick action نہ لیا تو یہ دیکھ لینا یہ کل پنجاب میں

آ جائیں گے۔ پھر یہ سندھ میں چلے جائیں گے اور کشمیر میں چلے جائیں گے۔ یہ وہی سازش ہو رہی ہے جیسے 1971 میں مکتی باہنی کی تحریک چلی تھی اور بنگلہ دیش ٹوٹ چکا تھا۔ یہ ویسے ہی تحریک جاری ہے۔ لہذا میں اس Resolution کی حمایت کرتا ہوں اور میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں وہ اعلان جنگ کریں اور میڈیا سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ طالبان کو نہ دکھائیں کیونکہ اس سے دوسرے لوگوں کے ذہن میں ہمدردیاں پیدا ہوتی ہیں - پاکستان آرمی کی support کریں کہ واقعی وہ جہاد ہے۔ جہاد وہ ہوتا ہے جو state کی جنگ ہو۔ واقعی جہاد وہ ہوتا ہے جیسے state support کرے۔ Thank you. اللہ حافظ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Fawad Zia.

جناب فواد ضیاء: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں جلدی سے اپنی بات کو کوشش کروں گا کہ wind up کروں۔ Kindly وقار نیئر صاحب کا موقف تھا کہ میڈیا نے U-turn لیا ہے۔ تو اس پر میری یہ بات ہے کہ میڈیا نے U-turn نہیں لیا۔ تب حکومت کی رٹ وہ تھی جس کو میڈیا support کر رہا تھا۔ تو اس کو آپ میڈیا کا positive image بھی کہہ سکتے ہیں جس کے بارے میں ہم بات کر رہے تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ طالبان کے کچھ ایسے actions تھے جن کو even BBC بھی promote کیا۔ جس طرح من پسند شادیوں کی جو restriction تھی۔ اس طرح کے بہت سارے acts ایسے تھے کہ جن کو even BBC نے بھی support کیا اور جس کی وجہ سے ان کو public کی support ملی۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا اور یہ میڈیا ہی تھا جس کی وجہ سے عام پبلک نے جو against طالبان stance لیا ہے وہ تب تک میرے خیال سے واضح نہ ہو سکتا جب تک کہ

کے نمائندے جاکر اور صوفی محمد کا انٹرویو PTV
نہ کرتے۔ Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Now, I put the Resolution to the House. It has been moved that this House would like to urge the media, civil society and the people of Pakistan to extend complete model support to the Government and armed forces of Pakistan in fighting militancy in Pakistan.

(The Resolution was adopted)

Madam Deputy Speaker: We will adjourn the Session for half an hour for Tea Break and the Session will come back at 11:30 a.m. Thank you.

(The session was then adjourned for Tea Break)

(The Session restarted after Tea Break)

Mr. Speaker: We have with us today in our gallery his Excellency Mr. Ahsan Iqbal, MNA and he is going to be speaking to us on the topic that he chooses. He is known to Pakistan and to us so very well by his learned interventions whenever he has come into the government. He has been education minister, minister for planning and else. I invite Mr. Ahsan Iqbal Sahib to come to the rostrum and speak to the Youth Parliament.

Mr. Ahsan Iqbal: Bismillah hir Rahman nir Rahim. Mr. Speaker Thank you for allowing me this opportunity to address this august Youth Parliament of Pakistan, if I have your

permission I would like to speak in Urdu because I always believe that we talk all nice things in English and we just leave our national language for gali gloch and gheebat, therefore, a real knowledge explosion has not taken place. We are not original neither in our thought nor in our expression because any nation whose language of thinking and expression are two different languages will always have a step down expression, therefore, it is very important that

ہماری debate کے اندر originality ہونی چاہیے اور اس کا thought اسی طرح آنا چاہیے جو اس کی original form ہے یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب ہم اپنے thought کو اپنے اصل مفہوم کے ساتھ اس کا اظہار کر سکیں۔ آج مجھے کہا گیا ہے کہ changing nature of information اور اس کے ہمارے معاشرے پر اس کا کیا impact ہوگا اس موضوع پر بات کروں۔ اس سے پہلے کہ میں بات کروں کہ انفارمیشن کس طریقے سے بد ل رہی ہے ، میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنے نئے نمائندوں کے ساتھ یہ بات share کروں کہ جس دور میں آپ نمائندگی کر رہے ہیں یہ انسانی تاریخ کا سب سے زیادہ challenging دور ہے۔ انسان کی تاریخ میں ہمیشہ ایک چیز constant رہی ہے وہ change constant رہی ہے لیکن تبدیلی کی یہ رفتار کبھی انسانی تاریخ نے نہیں دیکھی جو گزشتہ چند سالوں میں دیکھنے میں آئی ہے بالخصوص بیسویں صدی کے اختتام پر اور اکیسویں صدی کے آغاز پر انسانی تمدن unprecedented acceleration change میں دیکھ رہا ہے اور یہ change محض change نہیں ہے بلکہ یہ paradigms کی تبدیلی ہے۔ یہ بنیادی کلیوں اور اصولوں کی تبدیلی ہے یہ ان بنیادی تصوروں اور اصولوں کی تبدیلی ہے جس سے انسانی معاشرت،

معیشت اور سیاست بیسویں صدی میں چلتی رہی ہے۔ اگر تمدن اور تاریخ پر نظر ڈالیں تو آپ کو دو بہت بڑے نام نظر آئیں گے ایک نپولین اور دوسرا سیزر تھا لیکن اگر آپ نپولین اور سیزر کے درمیان تاریخ کا سفر دیکھیں تو سیزر اور نپولین کے درمیان انسانی تاریخ نے تقریباً بیس صدیا ں طے کی ہیں یعنی ان دونوں کے درمیان دو ہزا ر سال کا فرق ہےلیکن ان دو ہزار سالوں میں سیزر کی فوجیں بھی گھوڑوں کی رفتار سے چلتی تھیں اور نپولین کی فوجیں بھی گھوڑوں کی رفتار سے چلتی تھیں۔ گھوڑا فوج اور معیشت کے میدان میں آمدورفت اور movement کا بنیادی ذریعہ تھا لیکن نپولین کی وفات کے ۷۰ سال کے اندر یہ ممکن ہوگیا کہ انہی فوجوں ںکو ریل کے انجن کے ذریعے ایک سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جا سکے۔ یہ تبدیلی تب آئی کہ جیسے تقریباً تین سو سال پہلے ہم کہتے ہیں کہ صنعتی انقلاب انسانی تاریخ میں آیا اور اس industrial revolution نے جو agriculture age تھی جس میں horse was the key for the means of movement اس کو پہیوں اور انجن سے تبدیل کر دیا اور پہیے اور انجن نے جب انجن کا means create کیا تو سارا paradigm of wealth creation اور معاشرے کی ترقی کا بنیادی تصور مشین کے گرد آیا نہ صرف اس سے transport sector revolutionize ہوا بلکہ اس سے means of production میں تبدیلی آئی اور assembly line production نے انسان کی زندگی میں mass production کا concept متعارف کرایا اور پچھلے تین سو سالوں سے یہ صنعتی انقلاب ہماری زندگیوں کو اور اقوام عالم کی ترقی کو طے کرتا رہا لیکن بیسویں صدی کے اختتام پر یہ صنعتی انقلاب بھی اب

دم توڑ گیا ہے اور اکیسوی صدی کے آغاز پر کہا جاتا ہے کہ we are witnessing dawn of a knowledge and information revolution era. مطلب یہ ہے کہ اب knowledge and information ہر انسانی activity کی بنیاد ہوں گے اور ہر کامیاب activity اور ہر کامیاب کوشش کی بنیاد knowledge and information ہوں گے۔ Wealth creation کی بنیاد اب tangible assets فقط نہیں ہوں گے بلکہ اس میں بنیادی کردار knowledge and information ادا کریں گے اور اس کی مثال یہ ہے کہ اگر آپ پچھلے چند سالوں میں دنیا کے جو نئے millionaires ہو رہے ہیں ان کو دیکھیں تو اس میں ۸۰ فیصد سے زائد آپ کو knowledge related business کے millionaires نظر آئیں گے۔ وہ اس لیے millionaires نہیں بنے کہ ان کے پاس کوئی معدنیات تھیں، ان کے پاس کوئی real state تھی یا ان کے پاس کوئی tangible assetsتھے جس کی سب سے بڑی مثال خود Bill Gates ہے یا Google ہے یا Yahoo ہے یہ بڑے بڑے business اور information کی دنیا میں giants create ہوئے، جنہوں نے وارنر جیسے جو فلم کے دیو تھے ان کو بھی کھا لیا، یہ جو نئی species create ہوئیں تو اب ان کی بنیادی حیثیت اس لیے بن گئی کہ ان کی بنیادinformationاورknowledge پر ہے۔ So, knowledge and information today has become the centre piece of human progress and development جس سوسائٹی کی information capacity and knowledge capacity جتنی زیادہ مضبوط ہوگی وہ اس دور میں اس قدر زیادہ تندرست اور توانا ہوگی اور جس سوسائٹی کے اندر knowledge and information کی صلاحیت جس قدر کمزور ہوگی اس کا مستقبل اس قدر مخدوش ہوگا۔ جب ہم knowledge and information کی صلاحیت کی بات

کرتے ہیں تو اس سے کیا مقصد ہے ؟ کیا اس سے یہ مقصد ہے کہ آپ گوگل پر جا کر چیزوں کو پڑھنے کی صلاحت حاصل کرلیں کہ کتنی آپ internet سے download کر سکتے ہیں یقیناً وہ knowledge and information تک رسائی کا ایک ذریعہ ہے لیکن وہ بذات خود knowledge and information مکمل نہیں ہے۔ Knowledge and information کی مکمل value chain تب ہی ہوتی ہےکہ جس کا آغاز knowledge and information creation سے ہو۔ آپ کا پہلا جو مرحلہ آیا کہ ایک سوسائٹی کے اندر اس knowledge and information کو create کرنے کی کتنی صلاحیت ہے، وہ کتنا original knowledge, original information create کر سکتی ہے۔ اگر وہ نقل مارے گی تو وہ دوسروں کے علم اور دوسروں کی معلومات کے مطابق ہی چل سکتی ہے وہ کبھی اپنے زاویے اور اپنے angleیا اپنی نظر نہیں لا سکتی، نئے perspective نہیں لا سکتی کہ کسی چیز کے نئے زاویے سے پرکھ سکے، جان سکے یا دیکھ سکے۔ تو پہلی چیز یہ ہے کہ ایک سوسائٹی کے اندر خود knowledge and information create کرنے کی کیا صلاحیت ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ اگر آپ کے پاس knowledge and information create کرنے کی صلاحیت موجود ہے تو اس کے لیے بڑی بنیادی چیز یہ ہے جو کہ شاید اس سے پہلے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس معاشرے میں knowledge and information تک رسائی کے مواقع کیا یکساں طور پر میسر ہیں کہ نہیں ہیں کیونکہ جب تک یکساں knowledge and information کے مواقع دستیاب نہیں ہوں گے تو آپ کا knowledge and information creation کا عمل بھی بہت distorted رہے گا اور محدود رہے گا۔ تیسری بات یہ ہے کہ آپ کے پاس رسائی ہے knowledge

اس کیا کہ ہے یہ چیز تیسری ۔ہیں سکتےcreate
آپ بھی صلاحیت کے کرنے استعمال کو knowledge
کی اس میں استعمال کے اس اور نہیں کہ ہے میں
اسے بعد کے اس اور فراہمی تک لوگون تقسیم
وہ لیے کے ذرائع پیداواری لانا کار بروئے
knowledgeاس میں آخر اور ہے میں آپ بھی صلاحیت
نہ fix پر knowledge کہ کی کرنے regenerate کو
regeneration of knowledge and مسلسل بلکہ رہیں
اندر کے آپ سلسلہ متناہی لا ایک کا information
اس ہیں elements بنیادی وہ یہ ۔ہے نہیں یا ہے
value کے information society اور knowledge
گے ہوں نہیں میں سوسائٹی کسی اگر کہ کے chain
میں بارے کے مستقبل کے اس میں دور نئے اس تو
اس سوسائٹی جو ۔گے ہوں نشانات سوالیہ سے بہت
وہ گی لے کر پیدا بہتر کو صلاحیت اپنی میں بارے
ترقی کرے گی۔

knowledge and information نئے اس
کیے پیش challenges سے بہت جہاں نے revolution
web یہ کہ ہے یہ کا اس چیلنج ایک چونکہ ہیں
IT and web driven اور ہے based and IT driven
سب طور یکساں رسائی کی اس سے حساب کے ہونے
یافتہ تعلیم کے معاشرے جو ہے نہیں موجود تک
تک اس تو وہ ہیں haves کے معاشرے جو ،ہیں لوگ
دیکھ میڈیا کا بھر دنیا وہ ،ہیں سکتے رکھ رسائی
ابھی نے جنہوں ہیں have-nots جو اور ہیں سکتے
computer تو دیکھی نہیں pen literacy
ہے باہر بہت سے دسترس کی ان ابھی تو literacy
pen تعریف بنیادی اب کی literacy جبکہ
computer literacy بلکہ رہی نہیں literacy
میں معاشرے بھی apartheid ایک یہ تو ہے ہوگئی
کی اس لیکن ہے چیلنج کا اس یہ ۔ہے سکتا ہو پیدا
کہ ہے یہ opportunity اور ہے بھی opportunity

یہ جو technology اس نے دنیا کو بہت حد تک flat کر دیا ہے ، even اس technology کے ذریعے اب اگر پاکستان کے کسی شہر میں بیٹھے ہیں تو آکسفورڈ یونیورسٹی یا ہارورڈ یونیورسٹی کے کسی پروفیسر کی تحقیق کو پڑھنے کے لیے اب آپ کو وہاں جا کر ، سفر کرکے اس سے ملنے کی یا ادھر physically جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آج سے چند ماہ یا چند برس پہلے تک computer پر بیٹھ سکتے تھے پھر اس کے بعد یہ ممکن ہوا کہ laptop میں چلتے پھرتے آپ کسی جگہ بیٹھ کر دیکھ سکتے تھے اب اس سے بھی بےنیاز ہوگئے ہیں کہ آپ اپنے فون کے ذریعے دنیا بھر کی معلومات جہاں سے مرضی ہےان کو download کر سکتے ہیں ، لے سکتے ہیں تو اب یہ آپ کی دسترس میں ہے۔ ہر انسان empower ہو گیا ہے اور وہ دنیا کے اندر معلومات تک اس رسائی کے ذریعے براہ راست contribute کرنے کے طاقت اور صلاحیت رکھتا ہے تو اس لحاظ سے جو information industry ہے اس کے اندر بھی اس knowledge and information revolution نے ایک بہت بڑا انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ آج سے دس سال پہلے اگر آپ information industry دیکھتے تو اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے اگر آپ کسی ساحل پر جائیں تو ساحل پر جو مضبوط سی چٹانیں گڑھی ہوتی ہیں تو information industry کے اندر بھی media giants ان چٹانوں کی طرح کھڑے تھے کہ جن کو کوئی چھوٹی موٹی چیز ہلا نہیں سکتی تھی لیکن دیکھتے ہی دیکھتے جو میڈیا اور انفارمیشن کی دنیا ہے اس میں یہ چٹانیںجو بہت بڑا وجود رکھتے تھے، یہ اپنا وجود کھونے لگے ہیں اور اب information کی دنیا کو کون shape کر رہا ہے۔ Information کی دنیا کو یہ بڑے بڑے دیو قامت

shape giants نہیں کر رہے بلکہ بڑی حد تک
انفارمیشن کی دنیا میں جو چھوٹے pebbles
ہیں ان کے networks اب اس کو shape کر رہے ہیں
جس کی آپ کئی مثالیں دیکھ سکتے ہیں کہ CNN or
BBC یا جو بڑے بڑے ادارے ہیں ان کی اپنی
حیثیت اور وجود ہوگا لیکن دیکھتے ہی دیکھتے آپ
نے دیکھا کہ U tube نے کس طرح سے اس سارے
منظرنامے کو تبدیل کر دیا ہے۔ کس طرح flicker
audio world کے اندر ایک انقلاب پیدا کر رہا ہے
کس طرح face book اور mice space جیسے جو
tools ہیں وہ social networking کے پورے نظام
کے اندر ایک انقلاب لے کر آ رہے ہیں۔ یہ وہ نئے
pebbles تھے جنہوں نے ہمارے institutions جو
انفارمیشن کے اندر تھے ہلا کر ایک نئی حقیقت
create کی ہے اور یہ جو opportunity ہے کہ آپ
ایک pebble ہونے کی حیثیت سے دوسرے pebbles کے
ساتھ network کرکےبڑے سے بڑے giant کو بھی زچ
اور بےبس کر سکتے ہیں۔ یہ وہ نئی opportunity ہے
اس دور کی کہ جس کو ہمارے جیسے معاشرے اور
ہمارے لیڈرز کو اپنے عوام کے لیے سوچنے کی
ضرورت ہے۔ ابھی اس کی حالیہ مثال یہ ہے کہ آپ نے
دیکھا کہ خود امریکہ کے صدارتی انتخاب میں بھی
جو صدر اوبامہ کی کامیابی کی بنیادی وجہ بنی وہ
یہی تھی کہ انہوں نے جو میڈیا کے مروجہ giants
تھے ان کو چھوڑ کر web کے ذریعے pebbles کا
ایک ایسا network create کیا gross root پر
کہ ان pebbles نے ان تمام giants کو الٹ کر رکھ
دیا تو اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ آپ چونکہ
ہمارے مستقبل کے نمائندے ہیں آپ کا فرض ہے کہ یہ
دیکھیں کہ آج Pakistani society جس threshold
پر کھڑ ہے پچھلے چند سالوں میں ہم اس global
knowledge and information revolution سے

متاثر ہوئے ہیں۔ اس نے ہمارے معاشرے میں penetrate کیا ہے۔ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ اس تبدیلی کو ہم proactively کس طرح اپنے ملک ، معاشرے اور عوام کی بہتری کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ اس تبدیلی کو کس طرح ہم ااپنے ملک، معاشرے میں equalizer and a level playing field create کرنے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں نہ یہ کہ یہ ہمارے معاشرے میں ناہمواریاں پیدا کرنے کا ذریعہ بن جائے۔ اس تبدیلی نے آج ہمارے ملک کے اندر میڈیا کی صنعت میں جو انقلاب لایا ہے اس کا اندازہ آپ اس سے کر سکتے ہیں کہ بڑی سے بڑی حکومتیں، حد یہ ہے کہ مارشل لا جیسی حکومت بھی اس میڈیا کی طاقت کے آگے بےبس ہوگئی اور اس نے کوشش کی کہ اس کی آواز کو دبا سکے لیکن مجبور ہوگئی کہ جب آپ نے اس میڈیا کی transmission کو cable کے ذریعے بند کرنے کی کوشش کی تو آپ اس کی internet پر آنے والی آواز کو بند نہیں کر سکے۔ آپ نے کوشش کی کہ ڈش اینٹیناز سارے غیب کر دیے جائیں تاکہ لوگ receive نہ کر سکیں لیکن internet سے تو بڑا مشکل ہے کہ ہر گھر کے اوپر اور ہر کمپیوٹر کے اوپر فوج والا یا پولیس والا بھیج کر تو ضبط نہیں کیا جا سکتا، نتیجہ کیا ہے کہ وہ سارے ہتھکنڈے ناکام ہوئے۔ یہ revolution کیوں ممکن ہوا، کئی لوگ اس کا credit لیتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس کا credit کسی حکومت کو نہیں جاتا، اس کا credit technology کو جاتا ہے چونکہ وہ television station کہ جس کو پہلے بنانے اور لگانے کے لیے آپ کو اس پورے ہوٹل سے بھی بڑی عمارت چاہیے ہوتی تھی ، اگر آپ PTV کا سٹوڈیو جا کر دیکھیں جب یہ television stations بنے تو کتنے بڑے studios چاہیے ہوتے تھے ایک television

station چلانے کے لیےلیکن آج اس ہال کے آدھے کمرے کے اندر سے آپ ایک اچھا کامیاب television station چلا سکتے ہیں۔ یہ اس لیے ممکن ہوا کہ technology نے economize کر دیا اور miniaturise کر دیا اس پوری صلاحیت کو کہ جس کے لیے پہلے آپ کو ایک بہت بڑی صلاحیت درکار ہوتی تھی۔ پھر اگر آپ اخبارات کو سنسر کریں گے تو internet edition کو آپ censor نہیں کر سکتے۔ یہ information کی جو openness آئی ہے اس نے ہمارے میڈیا کو بھی طاقت کا ایک احساس دیا اور اور عوام کے اندر اعتماد دیا کہ اب ان کی معلومات تک رسائی کو disrupt نہیں کیا جا سکتا اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم نے حالیہ برسوں میں دیکھا کہ خود پاکستانی معاشرے کی کس حد تک transformation ہوئی ہے ، کس قدر ان کے اندر شعور پیدا ہوا ہے - میں آپ کو مثال دینا چاہوں گا کہ جب 2008میں، میں الیکشن لڑ رہا تھا اور میرا حلقہ بڑا دیہاتی ہے تو مجھے بڑی فکر لاحق ہوتی تھی کہ ہم نے جو زیادہ کی ہیں یا debates television channels پر ''آج "GEO and ARY" ایکسپریس اور باقی سارےchannels ہیں تو یہ تو urban phenomenon ہے ہم نے تو rural areas میں جہاں cables نہیں ہیں ان تک reach out نہیں کیا تو ہو سکتا ہے کہ ایک بہت بڑی information divide ہمیں نظر آئے دیہاتی علاقوں کے اندر لوگوں کی سوچ کا پیمانہ اور ہو اور شہری علاقو ں میں سوچ کا پیمانہ اور ہو لیکن جب میں وہاں پر گیا تو مجھے دیکھ کر حیرت ہوئی کہ دیہاتی بھی اسی طرح سوچ رہا تھا جس طرح urbanized سوچ رہا تھا اور میں نے اس کا جواب یوں پایا کہ ایک دن جب میں نے ایک دیہات میں تقریر ختم کرکے بات کی اور وہ سارے issues جو مشرف دور کے تھے وہ ہم

raise کیا کرتے تھے - جونہی میں بیٹھا تو ایک ستر سال کا دیہاتی جو دیوار کے ساتھ پیٹھ لگا کر حقہ لے کر بیٹھا ہوا تھا تو میرے بیٹھتے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے لوگوں کو testimony دی ، اس نے کہا لوگو !دیکھو انہوں نے جو باتیں کی ہیں ساری کی ساری سچی کی ہیں، اس لیے کہ میں سارے ریڈیو سنتا ہوں- اس کا مطلب یہ تھا کہ میں voice of America, BBC اور ساری اردو سروسیں سنتا ہوں، ان کی باتیں بالکل سچی ہیں- یہ وہ empowerment تھی جو معلومات نے اور انفارمیشن کی رسائی نے ایک عام دیہاتی کو بھی دی اور اس کا نتیجہ آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے ۱۸فروری کو سیاسی بنیادوں پر اپنا فیصلہ کیا- اسی ِ طرح جو judges کی movement ہے آپ نے دیکھا کہ کس طرح pebbles نے اس ملک کے اندر جنہیں کہ کہا جاتا تھا کہ عوام اس ملک میں کسی طاقت یا تبدیلی کی equation میں fit in نہیں ہوتے، تبدیلی ہمیشہ establishment لاتی ہے، تبدیلی ہمیشہ GHQ لاتا ہے ، تبدیلی ہمیشہ امریکہ لاتا ہے لیکن اس دو سال کی جدوجہد نے اس کو چیز نے بیٹھنے نہیں دیا، اس کو انفارمیشن کی طاقت نے نہیں بیٹھنے دیا، اس empowerment نے ۱۶ مارچ کو پاکستان میں ایک اور بڑی تبدیلی کرکےعوامی empowerment کا ایک مظاہرہ پیش کیا اور یہ بھی اسی وجہ سے ممکن ہوا کہ جو معلومات تک رسائی کے ذرائع میڈیا نے create کیے ہیں اس سے آج ایک عام آدمی بہت طاقتور محسوس کرتا ہے،اس media and information revolution کے نتیجے میں جو کہ ایک شعبے کی حد تک ہمارے پاس آیا ہے ، میں ابھی تعلیم کے شعبے کی بات نہیں کر رہا جس میں ہم بہت پسماندہ ہیں اور حقیقی information and knowledge revolution اس دن آئے گا جس دن ہم تعلیم کے ذریعے

معلومات اور علم کو create کرنے کی صلاحیت حاصل کریں گے۔ابھی تو ہم information کو معاشرتی سطح پر share کر رہے ہیں اور اس information sharing کے اندرجو تجزیے کے perspectivesہیں ان کا دارومدار بڑی حد تک ہمارے معاشرے کی علمی صلاحیت پر ہوگا کہ وہ جتنی مضبوط ہوگی اتنے بہتر perspectives ہم اس میں شامل کر سکیں گے لیکن اس تبدیلی کے ساتھ بھی میں سمجھتا ہوں کہ اب ہماری سیاست پر، ہماری governance پر بہت تبدیلی آئے گی۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس debateنے کہ جو information کے channels کے ذریعے ہو رہی ہے ممکن بنا دیا ہے ایک دیہاتی ان پڑھ شہری کے لیے بھی کہ وہ ملک کے بہترین دماغوں ، بہترین سکالرز اور جو بہترین minds ہیں ان کے discourse کو سنیں جو کہ اس سے پہلے صرف privileged لوگوں کا استحقاق تھا کہ جو اسلام آباد میں رہتے تھے یا اس network کے اندر رہتے تھے صرف وہ ان کو سن سکتے تھے لیکن اب گھوٹکی کے اندر بیٹھا ہے، کوئی نارووال کے کسی گاؤں میں ہے ، کوئی قبائلی علاقے کے کسی گاؤں میں ہے یا خضدار میں کہیں بیٹھا ہے وہ بھی اسی طرح ان تمام بہترین لوگوں کے discourse کو سنتا ہے اور اپنا تجزیہ بناتا ہے تو اس نے ایک empowerment دی ہے جس سے اب لوگوں میں accountability of the rulers, accountability of the system جو ہے اس کی صلاحیت میں اضافہ ہوا ہے۔

دوسری طرف جو عالمی سطح کی تبدیلیاں ہیں وہ آج ہر شخص کو متاثر کر رہی ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ اس سے پہلے اگر فلسطین میں کچھ ہوتا تھا یا کسی اور جگہ کچھ ہوتا تھا تو وہ چند لوگ جو بی بی سی ، سی این این دیکھ سکتے تھے یا سن سکتے

تھے یا بیرون ملک جاتے تھے وہ عالمی حالات سے متاثر ہو کر اپنے ملک میں اس تبدیلی کا ذریعہ لاتے تھے لیکن اس تبدیلی نے اب ہر شخص کو براہ راست witness بنا دیا ہے ہر global event کا لہٰذا ہماری خارجہ پالیسی کے اندر اب صرف وزارت خارجہ یا stakeholders leaders نہیں ہیں بلکہ ملک کا ہر شہری خارجہ پالیسی کے اندر stakeholder ہوگیا ہےکیونکہ وہ خود عالمی حالات کا مشاہدہ کر رہا ہے اور اس مشاہدے کے نتیجے میں اس کے احساسات ہیں اور اس کے جذبات ہیں اور اس کی ایک رائے ہے۔ لہٰذا اب آنے والے دنوں میں بڑا مشکل ہوگا کہ کوئی بھی حکومت اپنے عوام کی رائے کو بین الاقوامی پالیسی بنانے میں نظر انداز کر سکے اور بہت دیر تک نظرانداز نہیں کر سکے گی۔

تیسری ایک بڑ ی خوش آئند تبدیلی جو اس information revolution سے آئی ہے اس کی حیثیت انفارمیشن کے میدان میں ہمارے معاشرے میںgender equalization کی ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ ہمارے ہاں خواتین تک عموماً current affairs اور سیاست کی معلومات اس حد تک ہی پہنچا کرتی تھیں کہ جس حد تک ان کے male members شام کو آ کر انہیں باہر کے حالات گھر میں بتایا کرتے تھے کہ آج یہ ہوا ہے وہ ہوا ہے، اپنی بیوی، بیٹی، بہن ، ماں سے کوئی بیٹا، شوہر، بھائی جس حد تک آ کر معلومات share کرے گا اس حد تک اسے پتا پڑے گا کہ آج پاکستان یا دنیا میں کیا ہو رہا ہے اس کے علاوہ اس کے پاس براہ راست جان کاری کے بہت محدود ذرائع تھے سوائے اخبارات کے یا رسائل کے جو خواتین پڑھ سکتی تھیں لیکن خواتین کی بہت بڑی تعداد جو تعلیم یافتہ نہیں تھیں وہ حالات حاضرہ سے مکمل طور پر بے خبر رہتی تھیں لیکن اب یہ role reverse ہوگیا ہے اب شام کو جب گھر کا

مرد دفتر سے یا کاروبار سے واپس آتا ہے تو خاتون خانہ اس کی بیٹی یا اس کی ماں اسے سارے دن کے حالات اور واقعات کی ڈائری دیتی ہے کہ آج capital talk میں یہ ہوا تھا یا فلاں پروگرام پریہ ہوا تھا، کل تک میں یہ ہوا تھا اس میں یہ ہوا تھا، فلاں نے فلاں کو یہ کہا تھا چونکہ وہ شخص تو کاروبار کر رہا ہے یا ملازمت کر رہا ہے لیکن خاتون خانہ یا گھر میں خواتین سارا دن گھر میں talk shows دیکھ کر مردوں سے زیادہ informed ہیں تو آج میں سمجھتا ہوں کہ اس information revolution نے ہمارے معاشرے کی آدھے سے زیادہ کو جو آبادی ہے جس میں ملکی یا عالمی حالات کے بارے میں کم علمی تھی ان کو مردوں کے مقابلے میں غالباً زیادہ علم سے لیس کر دیا ہےچونکہ گھر میں رہ کر ان کو ایسے پروگرام دیکھنے کا زیادہ موقع ملتا ہے اور وہ اب ایک ذریعہ بن گئی ہیں اور اس سے خواتین کا جو کردار ہے ملکی معاملا ت میں اس کا اندازہ اب آپ اس سے کیجیے کہ جب long march 16 March کو ہوئی تو اس میں آپ نے دیکھا کہ جتنے مرد شریک ہوئےتقریباً اتنی ہی تعداد میں اس میں خواتین بھی شریک ہوئیں، اس میں house wives بھی تھیں working women اس میں بھی تھیں اور اس میں students بھی تھیں ، اس میں نوجوان خواتین بھی تھیں اور اس میں بزرگ خواتین بھی تھیں تو یہ جو ہمارے معاشرے میں information کی empowerment ہوئی across both genders and across all sections of society یہ ایک بہت بڑا resource ہے اور ہمیں اس کو استعمال کرنا ہے لیکن اس کے ساتھ ذمہ داریاں بھی ہیں یہ information جب استعمال کریں گے تو اس کو استعمال کرنے کی صلاحیت بھی ہمیں دیکھنی پڑے گی کہ کیا یہ انفارمیشن جو آ رہی ہے یہ ہمارے

خاندانی اور سماجی ڈھانچوں کو برقرار رکھے گی جو ethical standards ہیں ان پر ہم کس طریقے سے برقرار رہتے ہوئے اس انفارمیشن کا فائدہ اٹھائیں کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ اس انفارمیشن سے جو ہمارے سماجی اور اخلاقی پیمانے ہیں وہ اس کی لپیٹ میں آ کر خراب نہ ہو جائیں - جس طرح اب cable سے بہت سے channel تو آتے ہیں لیکن اس چیز کو ضرور دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اس cable سے ہم کس طرح کا مواد نشر کریں کہ جس سے ہماری نوجوان نسل کو صحت مندانہ معلومات ملیں اور اس پر اس کے کوئی منفی اثرات نہ آئیں- میں دیکھتا ہوں کہ کئی street crimes کو اگر دیکھا جائے اور ان کا تجزیہ کیا جائےتو اس کا بڑی حد تک جہاں economic frustration سے تعلق ہے اس کا کسی حد تک اس uncontrolled, unregulated dissemination of information سے بھی ہے جو مختلف مقامات پر cables کے ذریعےہماری نوجوان نسل تک پہنچ رہی ہےتو اس کو کس طریقے سے ہماری سوسائٹی نے اس کا انداز پیدا کرنا ہے لیکن جو بھی انداز ہوگا وہ انداز غالباً آنے والے وقت میں regulation کی صورت میں زیادہ موئثر نہیں ہوگاکیونکہ یہ technology دسترس سے اس حد تک نکل جائے گی کہ اس کو control نہیں کیا جاسکے گا لہٰذا اس کو handle کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اپنی نئی نسل کو ہم زیادہ باخبر اور mature کریں in terms of making the right choices. آپ نوجوان نسل کے ساتھ، ہر شخص کے ساتھ ایک سپاہی کھڑا نہیں کر سکیں گے یا والدین ہر وقت نہیں ہوں گے اب تو ان کے mobile phone میں ان کی جیب کے اندر یہ دسترس ہےوہ web پر جائیں گے تو اس web کو کہاں لے جائیں گےان کو کوئی چوبیس گھنٹے نہیں دیکھ سکتا - It is a personal choice تو اس لحاظ

سے ہمیں نوجوان نسل کو زیادہ شعور دینے کی ضرورت ہے کہ جب وہ اس technology اور اس information کی طاقت کو استعمال کریں تو اس کا صحیح استعمال کرنے کی صلاحیت اپنے اندر رکھیں۔

اسی طرح business کے اندر آ جائیے - Business کے اندر آج اس technology نے لامتناہی opportunities پیدا کر دی ہیں۔ آج سے پہلے اگر آپ کی ایک بوتیک تھی تو آپ کے لیے اس کو اپنے شہر ہی میں مارکیٹ کرنا ایک بہت بڑا درد سر تھاکہ آپ کتنی sales force رکھیں گے ، کتنا ایک net workبنائیں گے لیکن آج all you need to do is to have a good website and an arrangement with a good courier service. You can service not only all over the country but any where in the world. اگر آپ ایک اچھی ethnic food product بناتے ہیں تو اب آپ فریسکو اسلام آباد کی مارکیٹ صرف اسلام آباد کے سیکٹرز نہیں ہیں، فریسکو اسلام آباد نیویارک میں کسی اسلام آباد والے کو جو فریسکو اسلام آباد کی مٹھائی کھانےکا رسیا ہےچوبیس گھنٹے کے اندر یہاں سےwebکے اوپر آرڈر لے کرserveکر سکتی ہے۔ اسی طرح کوئی بوتیک ہے جو یہاں پر ہے تو دنیا بھر میں ہر کسی کو ان کے آرڈر پر ملبوسات کی فراہمی ایک websiteکے ذریعے کر سکتی ہے تو یہ وہ opportunities ہیں جو ہمیں تلاش کرنی ہیں جو اس information and knowledge revolutionنے پیدا کی ہیں تاکہ ان کے ذریعے ہم اپنے ملک کی economy اپنے ملک کی سیاست، اپنے ملک کی governance ہر لحاظ سے اس کو بہتر طور پر چلانے کے لیے پیش بندی کر سکیں۔

آخر میں ، میں یہ کہوں گا کہ یہ سب کچھ کرنے کے لیے ایک مضبوط bedrock جس کی ضرورت ہےوہ یہ ہے کہ knowledge and information revolution

اس وقت تک پائیدار بنیاد پر نہیں ہوگی جب تک ہمارے ملک کی تعلیمی صلاحیت کے اندر اس knowledge and information revolution کو support کرنے کے صلاحیت نہیں ہوگی اور وہ تعلیمی صلاحیت کیا ہے کہ knowledge and information revolution کے اندر معاشرے کی تحقیقی critical thinking کی صلاحیت کیا ہے۔ آپ کتنا innovate کر سکتے ہیں ِ - آپ کتنا network کر سکتے ہیں۔ اس دور کے اندر دو چیزیں بہت اہم ہیں، ایک آپ کی network کرنے کی صلاحیت دوسری آپ کی critical thinking اور creative thinking کی صلاحیت۔ ہمارا پورا نظام تعلیم ان دونوں کی نفی کرتا ہے۔ ہمیں سوال کرنے کی اجازت نہیں ملتی یا سوال کرنےکی quality کو crush کیا جاتا ہے گھروں کے اندر ماں باپ کی انگلی بھی ہونٹوں پر ہوتی ہے اور کلاس روم کے اندر استاد کی انگلی بھی ہونٹوں پر ہوتی ہے اور اشارے سے خاموش کرا دیتے ہیں۔ آپ کا سوال کرنا offensive سمجھا جاتا ہے۔ Knowledge and information revolution میں creative and critical thinking کا آغاز ہی سوال کرنے کی صلاحیت سے ہوتا ہے so how well can we train our young minds in asking and raising good questions, that will be critical and secondly جب ہم کہتے ہیں کہ networking کا دور ہے تو networking کا مطلب یہ ہے کہ ہم میں اجتماعیت کی صلاحیت کتنی ہے how can we work together in teams and working in teams کا مطلب یہ ہے کہ how much can you synergise and synergising means that what is your capacity to make two plus two five, six or seven and so this is my favourite story with which I will conclude that when I did this vision 2010 in 1999 تو نیویارک میں ایک

کانفرنس میں ایک پروفیسر نے کہا کہ Mr. Minister, this vision 2010 which you have presented for Pakistan is a great program but I have one question and believe me that جب اس نے وہ سوال کیا تو بڑی حد تک مجھے لاجواب کر دیا اگرچہ وہاں پر تو میں نے اس کو جواب دیا لیکن اندر سے مجھے پتا تھا کہ میں صرف بات ہی بنا رہا ہوں- اس نے کہا کہ میں نے پاکستانیوں کو کام کرتے ہوئے بہت قریب سے دیکھا ہے اور پاکستانی scientists, doctors, engineers دنیا کا بہترین scientist, doctor, engineer ہیں excellent, no match but how do you describe when you have two Pakistanis working together, there is trouble. You have three Pakistanis working together, there is crisis and you have four Pakistanis working together, there is disaster. Why can not two Pakistanis be excellence twice, three Pakistanis be excellence three times and four Pakistanis be excellence four times. When one Pakistani represents excellence why is it that when we work in team, we let it go. ایک کامیاب معاشرہ، ایک کامیاب تنظیم ، ایک کامیاب گروپ وہ ہے جو individual excellence کو collective competence میں تبدیل کرنے کے صلاحیت رکھتا ہو- اگر یہ انفرادی excellence جو ہے، آپ دیکھئے جس طرح میچ ہوتا ہے you may have the best stars in your team but if each player tries to show his personal excellence that team will never win. The team wins that جب جس بندے نے اپنی D سے ball dribble کیا ہو اور دوسری ٹیم کی D تک لے جا رہا ہو اور جہاں پر وہ دیکھے کہ اب یہ goal post is out of my reach تو وہ

pass دینے کا جذبہ رکھتا ہو ایک ایسے کھلاڑی کو کہ جس کی کوئی contribution نہیں ہوگی سوائے اس کے کہ وہ صرف وہاں سے اس کو deflect کرکے goal post میں پھینکے گا چونکہ ٹیم کا جیتنا ضروری ہے میرا personal score کا ہونا ضروری نہیں- یہ جو capacity synergy ہے collective how that competence comes in our society جہاں ہم مل کر synergise کر سکیں اور دو جمع دو کو پانچ یا چھ بنا سکیں یہ اس knowledge and information revolution کے لیے بہت ضروری ہے اور اس کے لیے ہمارے تمام تعلیم کے پیمانے individual learning سے تبدیل کرکے ہمیں group learning پر لانے کی ضرورت ہے اور اگر آپ کی پالیسیاں جو آپ بنا رہے ہیں اس میں جو آپ کی تعلیمی پالیسی ہے اس میں آپ ان چیزوں کو مدنظر رکھیں اور اس کی روشنی میں پاکستان کو ایسی علم اور انفارمیشن کی بنیادیں فراہم کر دیں جو پاکستان کو اکیسویں صدی میں ایک کامیاب knowledge revolution کا ماڈل بنا دے گی تو شاید تاریخ یہ تو یاد نہیں رکھے گی کہ اس اسمبلی کے اندر کون سے نوجوان اراکین پارلیمنٹ بیٹھے تھے جنہوں نے اس پالیسی کو بنایا تھا لیکن آپ کی اس contribution کو آنے والی نسل اور تاریخ کبھی نہیں بھلا سکے گی- پاکستان پائندہ باد-

(تالیاں)

جناب سپیکر- بہت ، بہت شکریہ جناب احسن اقبال صاب- اب سوال و جواب ہوں گے- مسٹر دانش کمار-

Mr. Danish Kumar: Thank you Mr. Speaker. First of all we are very thankful and honourable to have honourable Ahsan Iqbal Sahib and enriching the importance of knowledge.

میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ ہم سب کا موقف ایک کامیاب پاکستان کے لیے بالکل واضح ہے as Pakistani nationalist کیونکہ میرا تعلق عمرکوٹ تھرپارکر سندھ سے ہے ، جس طرح آپ clear stand بلوچستان پر ہے جس طرح آپ کا clear stand پورے پاکستان پر ہے ، آپ سندھ کے عوام کا کیس بھی اسی طرح لڑیں - آپ اس کو صرف پیپلز پارٹی تک ہی نہ رکھیں کیونکہ یہ سوچنا کہ سندھ کے لوگ صرف پیپلز پارٹی کے ہیں تو یہ بالکل درست نہیں ہے - وہاں کے لوگ کام چاہتے ہیں، ایک کامیاب پاکستان چاہتے ہیں- میں آپ کو دعوت بھی دیتا ہوں کہ آپ سندھ کا دورہ کریں اور وہاں کا کیس اٹھائیں اور وہاں کے لوگوں کے مسائل حل کریں- آپ کا شکریہ-

جناب احسن اقبال- میں بالکل آپ سے اتفاق کرتا ہوں اور آپ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے پیش نظر پاکستان کی چاروں اکائیاں یکساں ہیں اور یہ جو تاثر ابھرا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ نواز شریف صاحب کو آخری وقت پر آنے کا موقع ملا بالکل 25th November last day for the filing of papers تھا پھر ان کےکاغذات کو مسترد کر دیا گیا- انتخابی مہم چلانے کا پورا وقت نہیں ملا اور مجھے یہ یقین ہے کہ اگر اس campaign میں وہ سندھ کے بھی دو، تین دورے کر لیتے تو بڑی حد تک نتائج بدل سکتے تھے لیکن اب انشاللہ تعالیٰ ہماری خصوصی توجہ ہے صوبہ سندھ کی طرف بھی اور باقی چھوٹے صوبوں کی طرف بھی اور آپ کی اس بات کے مطابق انشا اللہ بہت جلد ہماری leadership سندھ کا بھی دورہ کرے گی اور میں سمجھتا ہوں کہ اب ہم نے قوم کو جو تبدیلی دکھائی ہے وہ یہ ہے سیاست کی paradigm بھی بدل گیا ہے- سیاست اب patronageکا نام نہیں ہے- آج سے دس یا

بیس پہلے patronage politics کا نام تھی۔ یہ جو information revolution آیا ہے اس empowerment نے لوگوں کو development کے اندر stakeholder بنا دیا ہے ۔ اب ہر شخص آپ سے جواب طلبی کرتا ہے ۔ اب اگر آپ patronageکریں گے تو وہ ایک self defeating paradigm politicsکا ہے اس کی میں آپ کو مثال دیتا ہوں۔ میرے ضلعے میں دو سو constablesکی بھرتی آئی۔ اب اگر میں وہ دو سو اسامیاں اپنے سیاسی جیالوں کو بانٹنے کی کوشش کرتا، وہاں پر ضلع میں سے تقریباً دس ہزار applicantsتھے اور اس میں سے ہر شخص اتنا باشعور ہے کہ وہ microscope لے کر بیٹھا ہے کہ کون جائے گا کون نہیں جائے گا۔ اگر میں اپنے دو سو جیالے لگا دیتا تو نو ہزار آٹھ سو لوگوں نے جوتیاں پکڑ کر اگلے الیکشن میں میرا حشرنشر کر دینا تھا۔ اگر ہم نے اس کو transparentطریقے سے meritپر distribute کیا ہے تو ہو سکتا ہے کہ کوئی سو، پچاس politicalبندے تو ناراض ہوئے ہوں لیکن نو ہزار نو سو لوگوں کو کوئی شکایت کا موقع نہیں ملا کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوگئی۔ لہٰذا اب اس information empowerment کا ایک یہ بھی مقصد ہے کہ اب سیاسی جماعت اور سیاسی لیڈر کو performance delivery پر اپنی کارکردگی کو پیمانہ بنانا ہے جو بہتر کارکردگی کرے گا اس کو لوگ سراہیں گے ۔ اس کی ایک مثال IRI کا سروے ہے۔ IRI نے اکتوبر میں جو سروے کیا اس میں اس نے بتایا کہ تین صوبوں میں اور مرکز میں جو incumbent party ہے اس کی popularity نیچے آئی ہے except for Punjab کہ جہاں پر جو incumbent party ہے برسراقتدار پارٹی ہے اس کی popularityتقریباً double ہو گئی ہے۔ کیا وجہ ہے پنجاب کے اندر بھی وہی مشکلات ہیں جو باقی

صوبوں کے اندر ہیں لیکن اگر ایک حکومت نے good governance merit پر کارکردگی کو بنیاد بنا کر کوشش کی ہے چونکہ لوگ باخبر ہیں، دیکھ رہے ہیں وہ اس کا اس حکومت کو premium دے رہے ہیں اس کی حمایت کر رہے ہیں - لہٰذا آج جو حکومت بھی good governance کرے گی ، جو بھی پارٹی بہتر delivery کرے گی اس کی اسے لوگوں سے acknowledgement ملے گی اور جو نہیں کرے گی تو لوگ اس سے بیزار ہو ں ہو جائیں گے تو we are equally committed to providing good governance to all the four provinces اور بلوچستان کے ساتھ سندھ کے بھی جو مسائل ہیں انشاالله تعالٰی ان کو بھی ہم اجاگر کریں گے۔

جناب سپیکر۔ جناب نیاز محمد صاحب۔

جناب نیاز محمد۔ شکریہ جناب سپیکر۔ جناب احسن اقبال صاحب ، سب سے پہلے تو میں گرین پارٹی کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اپنے قیمتی لمحات سے ہمارے لیے اپنا وقت نکالا۔ اب چونکہ میڈیا کے اثرات کے حوالے سے بات ہو رہی ہے ، آپ کی اجازت سے میں چند سیکنڈ اپنے سوال کے پس منظرپر بات کروں گا۔ 1941 میں جب جاپان نےپرل ہربر پر حملہ کیاتھا تو اس کی وجہ خود امریکہ کی ترغیب تھی۔ امریکہ نے خود ترغیب دے کر اور مجبور کرکے جاپان کو اپنے اوپر حملہ کروایا تاکہ دوسری جنگ عظیم میں کودنے کا بہانہ بنایا جا سکے جبکہ میڈیا پر اس نے کچھ اور بتا دیا۔ نمبر دو 9/11 کا ڈرامہ رچا کر امریکہ اب تک اپنے آپ کو مظلوم اور القاعدہ نامی ایک پراسرار اور نادیدہ تنظیم کو میڈیا پر ظالم ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ نمبر تین، war on terror پر امریکہ نے میڈیا کے سامنے ایک عجیب و غریب جنگ شروع کی ہوئی ہے۔ امریکہ کے جنوب میں میکسیکو اور شمال میں کینیڈا کے ممالک

واقع ہیں دونوں ممالک سے امریکہ کو کوئیthreat نہیں ہے جبکہ امریکہ کو دو طرف سے سمندر نے گھیر رکھا ہے جس میں اس نے اپنی دنیا بہتریں نیوی بٹھا رکھی ہے جس کی اجازت کے بغیر دنیا کا کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا جبکہ دلچسپ بات یہ ہے کہ war on terror کے نام پر یہ حیرت انگیز جنگ امریکہ نے چار ہزار کلومیٹر دور پاکستان، افغانستان اور عراق میں شروع کی ہوئی ہے اور اتنی کامیابی سے شروع کی ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے میڈیا بھی وہی بولتا ہے - جناب احسن اقبال صاحب میڈیا پر اس کی اتنی گرفت کی وجہ کیا ہے؟ سپر پاور کے کارڈ کا استعمال یا پھر مکاری زبان کا کمال ، اس کو آپ کیا کہیں گے؟

جناب احسن اقبال- دیکھیے تاریخ کا یہ ایک بہت جبر ہےکہ جو طاقتور ہے وہ یقیناً معاشرے کے وسائل پر اثرانداز ہوتا ہے- معاشرے پر اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں لیکن شاید آپ کو یہ بھی پتا ہونا چاہیے کہ اس کے دونوں اطراف ہیں جہاں پر یہ ہے کہ وہ تمام مظالم ہوئے تو ان مظالم کا انکشاف بھی آپ نے دیکھا کہ وہاں ہی کے میڈیا نے کیا- اگر ابوغریب جیل کے اندر قیدیوں کے ساتھ مظالم ہوئےتو افشا کس نے کیا، کیا کسی مشرق وسطٰی کے میڈیا نے کیا، کیا کسی یورپ کے میڈیا نے کیا؟ یا ہمارے میڈیا نے کیا؟ ادھر ہی کے میڈیا نے پھر اس کو بےنقاب بھی کیا اور پھر اسی debate کے نتیجے میں آپ نے دیکھا کہ بش کا حشر کیا ہوا- سو میں آپ کو یہ کہوں گا، آپ نے ایک بڑی بنیادی چیز کا سوال کیا which is very close to my heart دیکھیے دنیا کے اندر ہمارا جو ایک بہت بڑا نقصان ہوا ہے- ہمارے مختلف گروپوں نے جو کہ mainstream میں نہیں تھے چاہے وہ مذہبی گروپس تھے، چاہے وہ nationalist groups تھے ، انہوں

نے اپنے اپنے نکتہ نظر کو promote کرنے کے لیے اپنے followers اور اپنی قوم کو بہت زیادہ conspiracy theory کے اندر ڈال دیا۔ اس میں حقیقت بھی ہو سکتی ہے لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب آپ conspiracy theory میں بہت believe کرتے ہیں تو اس کا ایک لازمی تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ آپ یہ سوچتے ہیں کہ میں تو ٹھیک بھلا ہوں یہ دنیا ہی مجھے نہیں جینے دینا چاہتی۔ یہ سارے میرے مخالف ہیں اگر میں سندھی ہوں تو بلوچی بھی میرا دشمن ہے ، پٹھان بھی میرا دشمن ہے، پنجابی بھی میرا دشمن ہے - اگر میں پنجابی ہوں تو یہ بلوچ بھی میرا دشمن ہے سندھی بھی دشمن ہے، پٹھان بھی دشمن ہے۔ اگر میں پٹھان ہوں تو یہ بلوچی، سندھی، پنجابی یہ سارے میرے دشمن ہیں۔ میں اپنے اندر نہیں دیکھتا کہ میری کیا کمزوری ہے - اگر میں مسلمان ہوں تو یہ امریکہ میرا دشمن ہے ، یہ اسرائیل میرا دشمن ہے، یہ ہندوستان میرا دشمن ہے ، یہود و ہنود سازش کر رہے ہیں جب آپ اس conspiracy theory کے paradigm میں آ کر سوچتے ہیں تو آپ کی یہ سوچ ہوتی ہے کہ میں تو ٹھیک ہوں یہ دنیا میری دشمن ہے یہ مجھے جینے نہیں دینا چاہتی لٰہذا آپ اپنی کمزوریوں کو ٹھیک نہیں کرتے۔ دیکھیے آج امریکہ وہی کرے گا جو جس کے قومی مفاد میں ہوگا وہ پاکستان کا قومی مفاد نہیں دیکھے گا۔ وہ کسی اور ملک کا قومی مفاد نہیں دیکھے گا۔ جس طرح امریکہ کا حق ہے کہ وہ اپنا قومی مفاد دیکھےاسی طرح پاکستان کا حق ہے کہ وہ اپنا قومی مفاد دیکھے اور میں آپ سے بڑے ادب سے عرض کرتا ہوں کہ پوری تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجیے دنیا میں کسی ملک اور قوم کو ترقی خیرات میں نہیں ملی
prosperity and development never comes in charity, nations have to manufacture their own prosperity and development and you need

three things to manufacture your prosperity, to manufacture your dignity and to manufacture your sovereignty. 1. knowledge. کبھی تاریخ میں نہیں ہوا کہ کم علم والے نے زیادہ علم والے کو مار دیا ہو- جس معاشرے کی علم کی صلاحیت زیادہ تھی وہ ہی ہمیشہ حاوی ہوا ہے- نمبر ۲ کبھی یہ نہیں ہوا کہ تاریخ کے اندر محنتی کو کام چور نے مار دیا ہو- جس گروہ اور جس ملک اور معاشرے میں محنت کرنے کی زیادہ صلاحیت تھی اس نے کام چور کو ہمیشہ مارا ہے- کبھی تاریخ میں یہ نہیں ہوا کہ جس قوم میں سچ بولنے کی زیادہ صلاحیت تھی اس نے بددیانتی سے مار کھا لی ہو، ہمیشہ دیانتدار نے بددیانت کو مارا ہے- یہ تین چیزیں ہیں جو قوموں کو چاہیئے ہوتی ہیں، علم، محنت اور دیانت- آپ مجھے بتائیے کہ ہم کب امریکہ نے،ہندوستان نے اور اسرائیل نے آ کر روکا ہے کہ اپنے بچوں کو تعلیم نہ دیں- اگر آج ہم دنیا میں جاہل ہیں تو یہ ہماری choice ہے - ہمیں کب امریکہ نے ، یورپ نے آ کر روکا ہے کہ آپ محنت نہ کریں- اپنے دفتروں میں ۹ سے ۴ تک پورا کام نہ کریں- یا دوسرے شعبوں کے اندر تحقیق کے میدان میں پوری محنت نہ کریں- کسی نے روکا ہے؟ یہ ہماری choice ہے-ہمیں کب کسی قوم نے آ کر کہا ہے کہ آپ دیانتداری اختیار نہ کریں جھوٹ بولیں، sample کوئی item اور دیں، ایکسپورٹ کا کوئی اور بھیج دیں، مکر کریں، فریب کریں یا ایک دوسرے کے ساتھ دھوکہ دہی کریں، کسی نے ہمیں یہ نہیں کہا، یہ تو ہماری choice ہے اگر ہم ایسا کرتے ہیںتو اگر آج ہم علم حاصل کر لیں ، آج ہم محنت شروع کر دیں، آج ہم دیانت اختیار کرلیں تو دنیا کی کوئی قوم ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتی-ایک امریکہ چھوڑ کر ایک سو امریکہ بھی آ جائیں وہ ہمارا راستہ نہیں روک سکیں گے

لیکن اگر ہم محنت، دیانت اور علم سے آنکھیں چرائیں گے تو ایک چھوڑ کر سو امریکہ بھی ہمارے خزانے بھر دے ان خزانوں کو بھی لٹا دیں گے کچھ اپنا بھلا نہیں کر پائیں گے-تو اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں proactive ایک سوچ کے ذریعے سے یہ دیکھنا چاہیے کہ ہمارے اندر وہ کون سی کمزوری ہے جس کا ہمیں نقصان ہو رہا ہے اور دوسرے اس کمزوری کا فائدہ اٹھا رہے ہیں- اگر ہم ان کمزوریوں کو دور کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر کوئی جو مرضی کرے ہمارے راستے میں رکاوٹ نہیں بن سکتا -

جناب سپیکر- جناب ضمیر ملک صاحب-

جناب ضمیر احمد ملک- جناب والا! جیسا کہ آپ نے کہا کہ اب خارجہ امور کے اندر عوام بھی ایک طاقت بن گئی ہے لیکن آپ دیکھیں کہ ہمارے حکمران اپنے عوام کوخارجہ امور میں دلچسپی لینے کا نہ موقع دیتے ہیں اور نہ ہی عوام کو حقیقت بتائی جاتی ہے اور گزشتہ ساٹھ سالوں سے چونکہ ایک debate چل پڑی ہے کہ قائداعظم نے سیکولر پاکستان بنایا تھا چونکہ تحقیق نہیں ہے ایک سیکولر ملک ہونا چاہیے تھا یا مذہبی ملک ہونا چاہیے تھا یا کیسی ریاست ہونی چاہیے تھی تو آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ہم کس طرح اس تحقیق کے زاویے کو آگے لے جائیں تاکہ ہمیں پتا چلے کہ ساٹھ سالہ ہماری تاریخ کیا ہے اور حقیقت کیا تھی کیونکہ ایک طاقتورطبقے نے یہاں تاریخ لکھی ہے اور وہی ہمیں پڑھائی جا رہی ہےتو اب ہم تحقیق کہاں سے کریں کیونکہ آپ حکمران ہیں آپ ہمیں جو نصاب دیتے ہیں وہ آپ ہی کا بنا ہوتا ہے اس میں ہم آپ ہی کو follow کر رہے ہیں تی ہم تحقیق کس طرح کریں-

جناب احسن اقبال- جیسا کہ میں نے آپ سے کہا کہ اب علم پر جوقدغن یا اجارہ داری تھی اس کو اس information revolution نے ختم کر دیا ہے- آج

آپ ہر طریقے کی رائےپڑھ سکتے ہیں، جان سکتے ہیں آپ کی دسترس میں ہے- آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ پاکستان کی تاریخ کے بارے میں خود ہمارے سکالرز کیا کہتے ہیں، ہمارے مخالف کیا کہتے ہیں، independent لوگ کیا کہتے ہیں - آپ مختلف حوالوں کو پڑھیے اور اس سے آپ کو مو قع ملے گا کہ آپ اپنی رائے قائم کر سکیں- اب آپ کوئی بھی معلومات حاصل کرنے کے لیے صرف نصاب تک محدود نہیں ہیں- اب آپ کے پاس انفارمیشن غیرروایتی ذریعوں سے بھی آپ کی دسترس میں ہے جیسے میں نے کہا کہ اب تو ہر چیز گوگل کر سکتے ہیں لیکن اس میں ایک چیز بہت ضروری ہے کہ جب اس ساری انفارمیشن کا ایک سمندر آپ پر آئے گا تو یہ نہ ہو کہ اس کے اندر آپ بہہ جائیں، آپ اپنی ایک independent, critical thinking کی صلاحیت بھی پیدا کریں کہ اس کو کس طرح synthesize کرنا ہےچونکہ یہ بھی ایک سائنس ہوگئی ہے اس علم کے دور میں کس طریقے سے آپ نے علم کے ایجنڈے کوinfluence کرنا ہے - لوگ آج بہت سارا ایسا علم بھی generate کر رہے ہیں اور اس کے اندر پھینک رہے ہیں تاکہ وہ میری اور آپ کی سوچنے کی صلاحیت کو ایک خاص انداز میں ڈھال سکیں تو ہمیں اس سے باخبر رہنا چاہیے اور اپنےآزادانہ شعور کے ذریعے اور اپنی سوچ کے ذریعے دیکھنا چاہیے کہ اس میں وہ کون سی بات ہے کہ جو حقیقت کے قریب ہے اورمیں تو کہتا ہے کہ ہم نے چونکہ قرآن مجید والفرقان حمید کا وہ ماڈل بھلا دیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن میں علم کا دیا ہے اس کے نتیجے میں یہ خرابی ہوئی ہے-ہمارا قرآن میں ماڈل کیا تھا ، اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ بھی یہ نہیں کہا کہ میں رب ہوں مجھے رب مان لو، کہہ سکتے تھے- ہر جگہ جہاں اپنی ربوبیت کا ذکر کیا کہ کیا آپ سمندر سے

اٹھتے ہوئے بخارات نہیں دیکھتے، ان سے بنتے ہوئے بادل نہیں دیکھتے، ان بادلوں سے برستا مینہ نہیں دیکھتے۔ اس خشک زمین سے اگتے ہوئے سبزے کو نہیں دیکھتے، سبزے کو جانور کے پیٹ میں جاتا نہیں دیکھتے اس سے ایک طرف دودھ بنتا ہے، دوسری طرف گوبر بنتا ہے۔ سمندر نہیں دیکھتے کہ کس نے اس کے اندر میٹھے اور کھاری پانی کے درمیان دیوار کھڑی کر دی۔ چاند اور ستارے نہیں دیکھتے۔ یہ ساری چیزیں کیوں کہیں؟ مشاہدہ ، observation جو سائنس کی سب سے بنیادی چیز ہےمشاہدہ، observation۔ مشاہدے کے بعد کیا کہا کہ تفکر اور تدبر inquiry and reflection, through inquiry and reflectionآخر میں کہا کہ اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے۔ عقل کو اپنی پہچان کا ذریعہ بنایا۔ ہم نے اس پورے learning model کو چھوڑ دیا جس کی وجہ سے ہمیں آج مار پڑ رہی ہے ورنہ یہ جتنا scientific model West کا ہے یہ تو ہمارے قرآن میں دیا ہوا ہے اورجب تک ہم نے اس کوfollow کیا تو سپین اور بغداد کی یونیورسٹیاں وہ دنیا کی ہارورڈ اور آکسفورڈ یہاں سپین کے اندر ساری تھیں۔ جب ہم نے اس ماڈل کو چھوڑ دیا اور ہمdogmaمیں پڑ گئے مقلد ہوگئے، لکیر کے فقیر ہوگئے، علم کے چشمے سوکھ گئے تو وہ intellectual leadership West and Europeمیں گئی تو ہم ان کے follower ہوگئے تو I think, that is a challenge that how we regain that intellectual leadership back through our own creative original thinking.

جناب سپیکر۔ چوہدری عثمان احمد۔

چوہدری عثمان احمد۔ جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ پاکستان میں نیا trend آیا ہےکہ سیاسی قیادت اپنا message convey کرنے کےلیے میڈیا کو extensively use کر رہی ہےاس سے political

conflicts enhancement and political rigidity کو تقویت ملی ہے اور بہت سے issues جو table talks سے بہت جلد resolve ہو سکتے ہیں وہ اس قسم کی media war کے ذریعے extend ہو جاتے ہیں اور بہت time taking ہو جاتے ہیں۔

جناب احسن اقبال۔ دیکھیں! اس کے دونوں اثرات ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میڈیا کے ذریعے ہر پارٹی کی پوزیشن زیادہ transparent ہوگئی ہےتو اس کے لیے یہ امکان بہت کم ہوگیا ہے کہ وہ اندر کچھ اور کرے باہر کچھ اور کرے سو آپ بہت transparent ہو گئے ہیں اور جو transparency ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے اندر جو بھی deals or understandings ہوں گی اس میں پائیداری لائے گی۔ اگر ambiguity ہوگی اور اگر اس میں دھوکہ ہوگا تو شاید وہ چیز دیرپا نہیں ہوگی۔ دوسری چیز یہ ہے کہ اس debate سے جو ایک عام شہری stakeholder بنا ہے تو آج ہر political party is not operating in any vacuum, they are also now operating under a massive pressure of public opinion not only from society but also from their constituents or workers اور اس پوری debate کا ایک خوشگوار پہلو یہ ہے کہ آپ نے جہاں rigidities کی بات کی ہے اس کے ساتھ میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ لوگ آج زیادہ open ہو گئے ہیں۔ ایک شخص جو ایک پارٹی کا بیس سال سے کارکن تھا وہ جب اس پوری debate کو دیکھتا ہے اور اس میں محسوس کرتا ہے تو وہ اپنے نظریات پر نظرثانی کر رہا ہے اور وہ اپنی position change بھی کر رہا ہے جس کا پہلے شاید اس کو موقع نہیں تھا چونکہ پہلے وہ لکیر کا فقیر تھا اس کو ہمیشہ یہی پتا تھا کہ جو میرا point of view ہے وہی right point of view ہےلیکن جب وہ ایک ایسے دائرے میں

آتا ہے جہاں ideas کی conflict یا debate ہوتی ہے تو اس کے اندر خود اس کو اپنی position re-evaluate کرنے کا موقع ملتا ہے and I have seen in the last few years that many people have changed their opinion کہ جو ان کی life long opinions تھیں کسی ایک پارٹی کے ساتھ وہ بیس سال سے چمٹے ہوئے تھے لیکن اب وہ اپنی position change کر رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ ایک خوشگوار بات بھی ہے کہ لوگوں میں awareness ہے کہ وہ بجائے مقلد ہوں کہ dogma کے ذریعے کسی پوزیشن پر رہیں اب ان کی پوزیشن جو ہے وہ زیادہ informed ہے and people and parties are making more informed choices.

جناب سپیکر۔ وقار نئیر۔

جناب وقار نئیر۔ جناب والا! میرا آپ سے سوال یہ ہے کہ information revolution کا ایک theoretical out come یہ بتایا جاتا ہے کہ nationalism, religion, division ایک طرف تو سارے borders wash down ہو جائیں گے down the future چونکہ اس طرح کی ایک movement چل رہی ہے۔ ایک طرف تو super liberalism ہے information revolution میں اور دوسری طرف ہم fascism کی طرف جا رہے ہیں جہاں fox news ہےاور دوسرے television channels ایک fascist propaganda لا رہے ہیں تو ایک طرف there is dissemination of hate and on the other side there is complete loss of direction تو بڑا مشکل ہو جائے گا اس چیز کے اندر اپنے آپ کو stay کرنا what do you think needs to be done تاکہ ایک moderate elements اس کے اندر آئے۔

جناب احسن اقبال۔ دیکھیے! یہ دونوں چیزیں simultaneously اس لیے ہو رہی ہیں کہ یہ دونوں حقیقتیں ہیں جیسے ایک طرف globalization ہو رہی

ہے دوسری طرف regionalization بھی ہو رہی ہے -
جہاں globalization میں کہا جا رہا ہے کہ we are
becoming a one global village at the same
time you are saying that there is an
emergence of North America Zone. There is
emergence of European Union, ASEAN ہے اور
دوسرے regional zones ہیں کیوں؟ اس لیے کہ
globalization اتنا competitive ہے کہ اس
stand alone basis پر کوئی survive ہی نہیں کر
سکتا۔ So, countries are seeking larger
identities so that they can withstand the
competitive pressures, home market advantage
کو بڑا کر رہے ہیں تاکہ زیادہ competitive
economies up scale وہ competitive ہوں۔ اسی
طرح جہاں پر آپ گلوبلائزیشن سے MAC culture کی
بات کر رہے ہیں you can not negate that
societies and individuals have their own
identities whether those are national
identities or regional identities. Those
identities are also fact of life. If at any
time those identities felt threatened تو ان
کا ایک جو reactive mode or defence
mechanism ہے اس کو unleash کریں گی اور وہ یا
تو اس globalization کی چیز کو fight کریں گی
یا پھر وہ اپنے لیے کوئی ایک نیا message
carve out کریں گی جو اس کے اندر ان کو stand
out کرے اور لوگوں کو اپنے ساتھ رکھنے کا موقع
ملے۔ اصل ضرورت یہ ہے کہ ہمیں again اپنی
education and religion میں جا کر
اس globalization کے حوالے اب اپنے
perspectives کو زیادہ competitive بنانا چاہیے
تاکہ ہم diversity کو سمجھ سکیں - دوسروں کے
points of view کو سمجھنے کی بہتر صلاحیت حاصل کر

سکیں اور اپنے نں‌آپ کو بھی سمجھیں چونکہ now it is not that if you are مسلمان ہیں تو you are taken for granted that میں مسلمان ہوں۔ Now, when you go to globe, you have to defend yourself on so many places. So, it also means that you have a better understanding of who you are also, because will be under scrutiny also just as you put others under scrutiny. پس اس کی دونوں sides ہیں کہ ہمیں اپنی identity کو بھی بہتر طور پر سمجھنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم اپنی اس identity کو defend کر سکیں اور دوسروں کو سمجھ سکیں تاکہ ان کے ساتھ relate کر سکیں اور اگر یہ دونوں چیزیں نہیں ہوں گی تو پھر یہ خطرہ ہے کہ اگر آپ کو خود اپنا احساس نہیں تو آپ اس سمندر کے اندر بہہ گئے تو آپ ایک گمنام globalization کی حقیقت بن سکتے ہیں - دوسرا یہ ہے کہ اگر آپ دوسروں کو نہیں سمجھ سکتے تو دوسرے کے ساتھ بلاوجہ ٹکرانے کا ایک عنصر ہوسکتا ہے تںولٰہذا اپنی identity کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے اور دوسروں کی identity کو سمجھ کر ہم کس طرح ایک competitive framework کے اندر دنیا میں رہنے کی صلاحیت حاصل کریں۔

جناب سپیکر۔ جناب فواد ضیا صاحب۔

جناب فواد ضیا۔ جناب والا! آپ کا جو موقف ہے یکساں نظام تعلیم کو فروغ دینے کے لیے میں اس کی تہ دل سےتائید کرتا ہوں اور being a former education minister آپ کے ایک بیان کو مدنظر رکھتے ہوئے جس میں آپ نے حکومت کے لیے دو سال کا criteria دیا تھا کہ دو سال کے اندر اس plan کو انشاللہ نافذ کیا جائے گاتو میں چاہتا ہوں کہ اس plan کے کچھ چید ہ چیدہ نکات آپ ہم سے بھی share کریں کہ کس طرح اس کو actually ground level پر نافذ کیا جا سکتا ہے

Secondly, میرا آپ کے لیے ایک complimentبھی آپ کے لیے ہے اورایک suggestion بھی ہے میڈیا کے لیے۔ آپ کی خدمت میں ایک شعر ہے کہ

وہ آئے ہمارے گھر میں خدا کی رحمت ہے
کبھی ہم ان کو دیکھتے ہیں کبھی ہم ان کی میڈیا کوریج کو دیکھتے ہیں۔

جناب احسن اقبال۔ یہ میڈیا کوریج آپ کے لیے ہے۔

جناب فواد ضیا۔ جناب کہنے کا مقصد یہ ہے کہ میری آپ کے توسط سے میڈیا کو گزارش ہے کہ وہ اس فورم کی زیادہ سے زیادہ کوریج دے تاکہ پاکستان اور Overseas Pakistanis کو اس فورم کی افادیت کا پتا لگےاور ایک vigilance factor create ہو۔ Thank you.

جناب احسن اقبال۔ دیکھیے جو یکساں نظام تعلیم ہے یہ کسی بھی معاشرے کے لیے ایک backbone ہے اس لیے کہ آپ پوری انسانیت کی تاریخ کو اٹھا کر دیکھ لیجیے جو movers and shakersہیں وہ ہمیشہ middle or lower middle class سے نکلتے ہیں چونکہ ان کے اندر یہ صلاحیت اور urge ہوتی ہے کہ ہم نے کچھ کرنا ہے اور اپنے آج کو بدلنا ہے they have a built in genetic model for struggle جو elite ہے elite ہمیشہ status quo میں believe کرتی ہے because they are all the beneficiaries. They are having good time. So, they don’t need to change anything. So, movers and shakers society میں جو آتے ہیں وہ ہمیشہ نچلے طبقوں سے آتے ہیں۔ اب کوئی سوسائٹی اپنے نچلے طبقوں کو آگے بڑھنے کا کتنا موقع دیتی ہے ، برابر موقع دیتی ہے اسی پر اس کی کو کامیابی کا انحصار ہے۔ اگر آج امریکہ جہاں پر ہے تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے بڑی حد تک equal

create society opportunity کی ہے جس کی ایک
مثال آپ نے اوبامہ کے صدر بننے میں دیکھی ہے۔
اس کی ایک مثال آپ نے کلنٹن کے صدر بننے میں
دیکھی ہے۔ اس کی ایک مثال آپ نے نکسن کے صدر
بننے میں دیکھی ہے۔ یہ سب لوگ ایک بہت معمولی
background سے آئے اور اوپر تک چلے گئے ۔
ہمارے ہاں بدقسمتی سے ہماری جو 80 per cent
آبادی ہے اس کو پبلک سیکٹر سے غیر معیاری نظام
تعلیم دے کر ہم نے اس دوڑ سے باہر کر دیا ہے
لہٰذ جو آپ نے کہا کہ یکساں نظام تعلیم کے لیے
کیا ہونا چاہیے اس کے لیے سب سے پہلی بات تو
یہ ہے کہ نصاب کی یکسانیت ضروری ہے۔ اگر آپ دس
قسم کا نصاب ملک میں پڑھا رہے ہیں تو آپ ایک
ایسا monster کھڑا کر رہے ہیں کہ جس کا دھڑ تو
ایک ہےلیکن اس کے اوپر دس سر لگے ہوئے ہیں۔ اس
کی دس شناختیں ہیں تو سب سے پہلی چیز اگر آپ
دیکھیں دنیا کے تمام ملکوں میں جنہوں نے ترقی کی
ہے انہوں نے یکساں نصاب کو
اپنایا ہے۔ دوسری چیز یہ ہے جو پبلک سیکٹر تعلیم
provider ہے اس کو quality education کا
بنائیں چونکہ جو 80 per cent لوگ ہیں وہ اسی سے
لیتے ہیں وہ اس دوڑ میں شریک ہوں۔ تیسری چیز یہ ہے
کہ اس کو quality education کا مرکز بنانے کے
لیے اس بنیادی حق کو تسلیم کیا جائے کہ
پاکستان کے ہر طالب علم کا چاہے وہ بچہ ہے یا
بچی ہے یہ بنیادی حق ہے کہ there should be a
quality teacher in every class room چاہے وہ
گلگت کا کلاس روم ہے ، چاہے وہ عمر کوٹ کا کلاس
روم ہے، چاہے وہ تربت کا ہے، چاہے وہ بدوملہی کا
ہے اس کے اندر ایک well trained teacher ہونا
چاہیے تاکہ سب کو ایک جیسی تعلیم ملے۔ پھر اس
وقت ۷۰ فیصد ہائی سکول جو دیہات میں ہیں ان کے

اندر سائنس کا ٹیچر نہیں ہے، سائنس کی لیبارٹری
نہیں ہے لہٰذا آپ نے دیہی آبادی کو تو سائنس کے
میدان سے تو ویسے ہی باہر کر دیا ہے وہ بچارے
کچھ تو اور ہیں سکتے کر کلرکی کرکے FA, BA
نہیں کر سکتے نہ ڈاکٹر بن سکتے ہیں نہ انجینئر
بن سکتے ہیں، نہ سائنسدان بن سکتے ہیں تو تمام
ہائی سکولوں میں سائنس کی تعلیم کو یکساں طور
فراہم کیا جائے- پھر ہم gender disparity کی
بات کرتے ہیں تو پاکستان کی دو تہائی union
councils میں girls high schools نہیں ہیں- اگر
آپ ایک یونین کونسل کے اندر گرلز ہائی سکول
فراہم نہیں کریں گےجو دس ، بارہ ہزار کی آبادی ہے
how do you expect that وہاں پربچیاں میٹرک
کریں گی یا آگے پڑھ سکیں گی تو یہ gaps ہیں-
اسی طرح IT ہے کہ آپ کے دیہاتوں میں ۹۰ فیصد
سکولوں میں IT کا تصور ہی نہیں ہے جبکہ شہروں
میں IT موجود ہےتو آپ نے وہ بھی ایک
disequalizer کردیا کہ وہ پیچھے رہیں ان کو ایک
apartheid میں دھکیل دیا تو ہمارا مقصد یہ تھا
کہ ہم دو سالوں کے اندر resources and
curriculum ، infrastructure کی سطح پر کی
سطح پر جو gaps ہیں انہیں ختم کریں اور پھر جو
امتحانی نظام ہے اس کو کھڑا کرکے A level, O
level سے compatible بنائیں- اگر آپ A level, O
level کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو تب ہی ہوگا جب
آپ کے اپنے نظام کے اندر آپ نے ایک صلاحیت
پیدا کر لی ہے ورنہ اس کو نکالنا تو آپ دو منٹ
میں نکال سکتے ہیں لیکن اگر پیچھے بھی کچھ نہیں
ہے تو پھر آپ کیا کریں گے مزید anarchy ہو
جائے گی تو اسی لیے یہ طے ہوا تھا کہ ۲۰۱۰ تک ہم
اپنے نظام تعلیم کی اصلاح کرکے اس کو A level,
O level کی صلاحیت پر لائیں گے تاکہ پھر ملک کے

اندر ایک ہی نظام تعلیم چل سکے۔ اب مجھے نہیں معلوم چونکہ ہمیں حکومت چھوڑے ہوئے ۸ ماہ ہو چکے ہیں کہ اس پر کتنا کام ہوا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ حکومت اس گول کی طرف اسی طرح کام کرے گی چونکہ یہ overtime کام کرنے سے ہوگا۔ یہ دو سال میں بہت ambitious agenda تھا تو یہ تب ہی ہو سکتا تھا کہ اگر اس پر overtime کام کیا جائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس پر overtime کام کریں گے چونکہ یہ ہمارے مستقبل کے لیے بہت ضروری ہے۔

جناب احمد نور۔ جناب والا! میڈیا اور تعلیمی پالیسی کے بارے میں آپ نے جو کچھ کہا ہم سب اس پر agree ہیں لیکن جس طرح آپ نے دیہات کی بات کی ہے وہاں اس کو پہنچانا کس طرح ہے؟ آپ نے اپنے حلقہ انتخاب کے ستر سالہ بوڑھے کی بات کی ہے میں اس کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ اس کو آپ کی طرح ایک قومی اسمبلی کا نمائندہ ملا۔ مجھے امید ہے کہ اس کا نمائندہ اس کی تقدیر بدل دے گا وہاں کی constituency کے لیے تعلیم لائے گا اور وہاں پر information کی free access لائے گا۔ میرا تعلق وزیرستان سے ہے میں جب یہاں پر منتخب ہوا تو ایک E mail address check کرنے کے لیے میں وانا سے ڈیرہ اسماعیل خان تک بارہ گھنٹے کا سفر کرکے ژوب کے راستے سے ایک ای میل چیک کرنے کے لیے میں وہاں پر آیا تو ہمارےلیےیہ سہولتیں نہیں ہیں تو میرا سوال یہ ہے کہ کس طرح یہ پہنچائیں گے اور آپ کی پارٹی اس میں کس طرح education plan کرے گی۔ آپ نے جو contribute بتایا تھا آپ نے اس کے بارے میں کہا یہ بہت ambitious ہے۔ آپ نے کابینہ کو کیوں چھوڑا اور اپنی سیاسی مفاد کی وجہ سے کابینہ میں شامل کیوں نہیں ہو رہے کیونکہ یہ قوم کے لیے بہت اہم ہے

کہ کل کے نوجوانوں کو یہ نظام تعلیم ملے۔ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اپنے سیاسی نظریات کو ایک طرف رکھ کر اسی پالیسی کو implement کرنے کے لیے آپ کابینہ میں شامل ہوں۔Thank you sir.

جناب احسن اقبال۔ دیکھیں۔ مجھے حیرت ہے آپ کے ہاں وہاں پر موبائل فون نہیں آتا چونکہ this was one of the goals that all the high schools should be networked اور ہر ہائی سکول کے اندر internet connectivity ہونی چاہیے لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ policies don't depend on individuals. جب پالیسیاں ہوں تو ریاست اور حکومت کو انہیں follow کرنا ہوتا ہےا ور کرنا چاہیے۔ ہمارا حکومت سے علیحدہ ہونے کا مسئلہ جو تھا-- یقیناً بہت سے advantages بھی تھے لیکن سب سے بنیادی چیز یہ تھی کہ اس ریاست کی بنیاد کو صحیح ستونوں پر کھڑا کرنے کے لیے ایک جدوجہد بھی جاری ہے۔ یہ جو آپ تعلیمی پالیسی کی بات کر رہے ہیں اس کی مثال آپ کو اس طرح دوں گا کہ جس طرح اس ہوٹل کے اوپر جو کمرے ہیں ان کے بارے میں ہم کہیں کہ ایک کمرہ کتنی پیمائش کا ہونا چاہیے اور بڑا اچھا ہونا چاہیے یہ کمرہ تب ہی بنے گا اگر نیچے ستون ہوگا - اگرریاست کے ستون ہی ٹھیک نہیں ہیں ، ریاست کی عدالت کا ستون موجود نہیں ہے ، ریاست کی پارلیمنٹ کا ستون موجود نہیں ہے، ریاست کی executive کا ستون ٹھیک نہیں ہے توآپ اوپرچاہے education policy, commerce policy, science policy جو بھی بنا لیں گےتو اگر وہ ستون کمزور ہوگا تو ساری پالیسیاں نیچے گر جائیں گی۔ ہم مسلم لیگ (ن) کی طرف سے سمجھتےہیں کہ ہم پاکستان کی ریاست کی تشکیل نو ان اصولوں پر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جن پر قائد اعظم نے اس ملک کو بنایا تھا کہ

یہاں پر rule of law ہو- یہاں پر عوام کی بالادستی ہو- ایک sovereign parliament ہو، یہاں پر ایک آزاد عدلیہ ہو اور یہاں پر good governance پر base کرتی ہوئی ایک executive ہو- ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ باسٹھ سالوں میں ہم ان ستونوں کو کھڑا نہیں کر سکے اور اب دو چار سالوں میں انشا اللہ ہمیں یقین ہے کہ دیکھیے ہم نے ایک سال کے اندر اندرعدلیہ کی آزادی حاصل کر لی ہے ، لوگ کہتے تھے کہ اس ملک کے اندر اصولوں کی سیاست نہیں کی جا سکتی- اگر آپ نے یہاں پر سیاست کرنی ہے تو اقتدار کی سیاست کیجیے - ایک یونین کونسل کا کوئی ممبر بن جائے تو وہ استعفٰی نہیں دیتا تو ہم نے مسلسل پہلے وزارتیں چھوڑیں اپنے اصولوں کی خاطر پھر انہی اصولوں کی خاطر پنجاب کی حکومت کو داؤ پر لگایا، انہی اصولوں کی خاطر اپنی لیڈرشپ کی اہلیت کوداؤ پرلگا دیا لیکن اللہ تعالٰی نے ہمیں اپنے اصولوں کے ساتھ سرخرو کر کے بتایا کہ نہیں آج بھی پاکستان میں سیاست اصولوں کے ساتھ کامیابی کے ساتھ کی جا سکتی ہے- تو انشا اللہ تعالٰی ہماری جو یہ جدوجہد ہے جب کامیاب ہوگی تو یہ جو ایک دو سال کی دیر ہم یہ ہم نکال دیں گے-

جناب سپیکر- جناب عبداللہ لغاری صاحب-

جناب عبداللہ لغاری- Thank you Mr. Speaker. Sir, my question is that مارشل لا حکومتوں اور اگر میں زیادہ precise ہوں توپرویز مشرف جیسی حکومتوں پر تو یہ الزامات ضرور لگا دیے جاتے ہیں کہ انہوں نے میڈیا کو بڑا curb کیا اور اس کی justification بھی موجود ہے justified argument ہے لیکن یہی جمہوری حکومتیں اور جمہوری قوتیں یہ بھی اپنے past record کو مدنظر نہیں رکھتیں اور دوبارہ اقتدار میں آنے کے بعد بھی-- اگر میں

present کے حالات بھی دیکھوں تو میڈیا کو national interest کے نام پر curbکرنے کی کوشش کرتی ہیں- ایک تو سوال یہ ہے کہ جمہوری قوتیں کیوں maturity کی طرف نہیں جاتے حالانکہ ہم الزام تو یہ لگا دیتے ہیں کہ مارشل لا میں ایسا ہوتا تھا- دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا گارنٹی اور assurity ہے کہ ابھی تو آپ اقتدار سے باہر ہیں اور اگر کل آپ اقتدار میں آتے ہیں اسی national interest کے نام پر وزارت داخلہ کے نیچے پیمرا جیسے قوتوں کو لانے کے لیے کام نہیں کیا جائے گا یاپھر اپنے past track record کو آج کے دور میں repeat نہیں کیا جائے گا- Thank you.

جناب احسن اقبال- دیکھیے دو چیزیں میں آپ کے سوال کے جواب میں میں کہوں گا- پہلی بات تو یہ ہے کہ جمہوری حکومتیں جو کچھ کرتی رہی ہیں وہ کبھی اس لیے perfect نہیں تھا کہ جمہوری عمل کو چلنے کا موقع نہیں دیا گیا، disruptive تھا اور دس، دس گیارہ سال کے مارشل لا کے دور کے بعد جمہوری عمل آئے گا تو اس جمہوری عمل کے اوپر ان رحجانات کے سائے ہوتے ہیں - وہ دس ، گیارہ سال کا ایک دور ہوتا ہے - اب مشرف صاحب you know, he was all one man. One man's word of mouth was the law اب آپ نے ادارے کھوکھلے کر دیے ہیں- اب ایک دم جمہوریت آ گئی ہے تو you think that the democracy is perfect نہیں، یہ ابھی دو چار سال لے گی کہ وہ ادارے بحال ہوں، social and political attitudes are not like electric circuit that you switch them on to start running and you switch off تو cut off ہو جائیں- یہ organic processes ہوتے ہیں and they take time تو اسی لیے جو ہمارے جمہوری دور تھے اگر ان کو تسلسل سے چلنے دیا جاتا تو آج

جمہوریت بہت mature ہو جاتی لیکن اس کو بار بار توڑنے سے ہمیشہ ہمیں zero meter دوبارہ شروع کرنا پڑا لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ اتنی maturity آ گئی ہے جس کی ایک مثال یہ ہے کہ جب ہم نے Charter of Democracy پر دستخط کیے تو اسی بنیاد پر کیے کہ جو ہم نے ماضی میں غلطیاں کیں ان کو اب نہیں دہرانا- ہم نے تو کم از کم سیکھا ہے دوسری پارٹی کے متعلق ہم نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے کس حد تک سیکھا ہے لیکن ہم نے اپنے عمل سےثابت کیا ہے کہ ہم نے تو سیکھا ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ان چیزوں کو نہ دہرائیں-

دوسری چیز یہ ہےکہ جو خوش آئند بات ہے جیسا کہ میں نے آپ کو کہا کہ یہ technology ایک ایسا driver ہے کہ technology نے اس information کو ریاست کے ہاتھوں سے باہر کر دیا ہے چاہے وہ مارشل لا حکومت ہے یا جمہوری حکومت ہےکسی کے لیے ممکن نہیں ہے کہ ان آزادیوں کو reverse کر سکے- یہ تاریخ کا بھی ایک سبق ہے کہ جب کوئی قوم یا کوئی شخص جب آزادی taste کر لیتی ہے تو اس کو دوبارہ اس سے محروم کرنا بہت مشکل ہے اس کے لیے پھر وہ بہت لڑتے ہیں اور قربانیاں دیتے ہیں تو انشااللہ مجھےا مید ہے کہ ہمارے اندر جو دو بڑے خوشگوار پہلو آئے ہیں ایک آزاد میڈیا اور دوسری آزاد عدلیہ ، یہ اب ایسے watch towers ہیں کہ کوئی بھی جمہوری حکومت اگر اپنے اس بنیادی آئینی اور قانونی راستے ہٹے گی توعدلیہ بھی اس کا محاسبہ کرے گی اور میڈیا بھی اس کا محاسبہ کرے گا لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ اب کسی کے لیے ان آزادیوں پر encroach کرنا یا ڈاکہ ڈالنا بہت مشکل ہوگا اور اگر کوئی ایسا کرنے کی کوشش کرے گا تو نہ وہ میڈیا کا کچھ بگاڑ سکے گا اور نہ وہ

عدلیہ کا کچھ بگاڑ سکے گا اور وہ اپنا ہی خانہ خراب کرے گا۔

جناب سپیکر۔ سید انصار حسین۔

Syed Ansar Hussain : Thank you sir. I have a question regarding the status of Northern areas of Pakistan. In this regard firstly, I would like to thank PILDAT that it has proved itself more responsible and more sensitive towards the rights of people of Gilgit and Baltistan by giving us representation at least, in this Youth Parliament unlike the Federal Government.

جناب والا! آپ کے دور حکومت میں بھی گلگت بلتستان کے لیے کوئی اتنا خاص کام نہیں ہوا پھر بھی گلگت پاکستان میں پاکستان مسلم لیگ (ن) بہت smoothly کام کر رہی ہے وہاں پر کافی لوگوں کی پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ساتھ وابستگی ہے اس امید کے ساتھ جب یہ جماعت اقتدار میں آئے گی تو ہمیں ہمارے بنیادی جمہوری اور آئینی حقوق دلوائیں گے جو پچھلی چھ دہائیوں سے ہمارے ساتھ ناانصافیاں ہوتی رہی ہیں ان کا ازالہ کریں گے۔ میثاق جمہوریت میں بھی آپ دونوں پارٹیوں نے define کر دیا ہے کہ گلگت بلتستان کے عوام کو ان کے حقوق دیے جائیں گے تو کیا یہ theoretical ہی رہے گا یا practically اس پر عملدرآمد بھی ہوگا اور اس سلسلے میں آپ کی پاکستان مسلم لیگ (ن) کا کیا stanceہے؟

جناب احسن اقبال۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کا stance اس بارے میں بڑا clear ہے we are committed that Gilgit Baltistan کے بنیادی اور مساوی حقوق ملنے چاہیئں اسی لیے Charter of Democracy میں ہم نے اسے ڈالا ہے اور ہمیں پچھلی حکومت میں بھی موقع نہیں ملا اس کو توڑ دیا

گیا اور آپ کو پتا ہے کہ آج Northern Areas میں PML(N) کے ساتھ جو لوگوں کی وابستگی ہے وہ اس لیے ہے کہ نواز شریف صاحب وہاں کی ترقی کے لیے خصوصی دلچسپی لے رہے تھے اور اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ 12th October, 1999 کو جب جنرل مشرف کا Coup آیا تو دسمبر میں یعنی اس Coup کے دو ماہ بعد وہاں پر elections ہوئے and PML(N) emerged as single largest party in Northern Areas even after General Musharraf Coup. So, I think, that is a big proof that ہمارا وہاں کے لوگوں کے ساتھ ایک بڑا محبت کا تعلق ہے we are committed انشااللہ تعالٰی جو آپ کی محرومیاں ہیں ان کا ازالہ کریں گے اور برابر کے حقوق جس طرح ہم نے COD میں ہم نے کہا ہے، وہ ضرور دیں گے۔

جناب سپیکر۔ آخر میں vote of thanks رحمانی صاحب اور بعد میں ہمارے وزیر اعظم صاحب کریں گے۔

Mr. Muhammad Essam Rehmani (Leader of the Opposition): Thank you so much sir for coming and enlightening us with important information and it was not just your presence, but I would also like to thank the PILDAT team for making arrangements to be here and for you to take out the precious time, your valuable time specially in this today's scenario. I can not make out words and on behalf of the Green Party I just like to thank you for being here sir. Thank you so much sir.

جناب سپیکر۔ مسٹر بابر، یوتھ پرائم منسٹر۔

جناب احمد علی بابر۔ Thank you Mr. Speaker. جناب احسن اقبال صاحب، میں Youth Parliament of Pakistan کی طرف سے آپ کا بہت

شکرگزار ہوں کہ آپ یہاں پر تشریف لائے ہیں اور یہاں سیاسی رویوں سے بالاتر ہو کر آپ نے تقریر کی ہے اس پر ہم نے واقعی media and information technology کے بارے میں بہت کچھ سیکھا ہے تو میں آپ کو یہ بات بتانا چاہوں گا کہ ہم آج یوتھ پارلیمنٹ میں ایک میڈیا پالیسی لے کر آ رہے ہیں جو Youth Parliament کے ممبران نے مشترکہ طور پر standing committee of information نے تیار کی ہےاس کی ایک کاپی ہم آپ کو بھی ارسال کریں گے تاکہ آپ دیکھیں کہ ہم لوگ میڈیا کے بارے میں کس طرح کام کر رہے ہیں اور اس میں آپ کو جو باتیں بہتر لگیں گی ، آپ ہمیں بتائیے گا تاکہ ہم ان سے اور زیادہ سیکھ سکیں- میں آپ کا بہت شکرگزار ہوں کہ آپ یہاں تشریف لائے اور دونوں Blue and Green parties نے آپ سے بہت کچھ سیکھا اور انشاالله مستقبل میں بھی آپ سے ہم guidance لیتے رہیں گے- آپ کا بہت بہت شکریہ-

Mr. Speaker: Now, this momento be presented to the honourable Ahsan Iqbal Sahib that will remind him for his presence in the Youth Parliament.

(At this stage a momento was presented to the honourable guest speaker Mr. Ahsan Iqbal from leaders of both the parties).

Mr. Speaker: Now, the session is adjourned for lunch break and Juma prayer till two thirty p.m.

(The session was then adjourned for lunch break and Juma prayer.)

(Session restarted after lunch and Juma prayer.)

Madam Deputy Speaker: Please be seated. Mr. Ahmad Noor, Chairman Standing Committee on Information to announce the Media policy of the Youth Parliament of Pakistan.

(clappings)

Mr. Ahmad Noor: Thank you Madam Speaker. میں ایک point واضح کرنا چاہوں گا کہ صبح ایک resolution جو ہماری پارٹی کی جانب سے سامنے آیا اس میں صرف ایک پارٹی کے نمائندے نہیں تھےکیونکہ resolution selection high centralized process ہےاس میں باتیں کچھ اس طرح ہوئی تھیں کہ ہماری Media Policy کے حوالے سے باتیں تھیں میں یہاں پر صرف Blue Party کی طرف سے نہیں کھڑا ہوا ہوں بلکہ میں ایک standing committee کو represent کر رہا ہوں اس میں ہمارے ساتھ اپوزیشن والے بھی شامل ہیں۔ میں پوری پارلیمنٹ کی طرف سے اس پالیسی کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میڈم سپیکر! اس پالیسی کے main contents میں جو اس کی بنیادی چیزیں ہیں وہ یہ ہیں کہ پہلے اس کو format کیا ہے اور پھر introduction ہے پھر اس میں freedom of media کو discuss کیا ہے ۔ Freedom of Media in Pakistan کی historical background بھی دی ہے کہ کس نے کیا میڈیا والوں کے ساتھ کیا ۔ اس کے بعد ہم نے recommendations دی ہیں۔ میڈم سپیکر!میں House کا وقت بچانے کے لیے میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ Universal Declaration of Human Rights جو United Nations کا ہے اس میں واضح طور پر public opinion, freedom of speech, freedom of public opinion پر آزادی دی ہے۔ اسی طرح ہمارے پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ کے آرٹیکل ۹ میں اس چیز

کو واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ کس طرح کی آزادی ہوگی لیکن اس کے ساتھ کچھ شرائط بھی رکھی گئی ہیں کہ national interest کو ہمیشہ مدنظر رکھ کر اس کو کیا جائے۔ میڈم سپیکر! Freedom of media اگر پاکستان میں ہم historical perspective سے دیکھیں British Empire کے زمانے میں Press and Registration of Books 1867 میں لگایا گیا۔ Telegraph Act 1885 میں اور Official Secret Act 1923 میں نافذ کیا گیا۔ اس وقت British Colonial power نے ہر ممکن کوشش کی کہ freedom of information کو ban کیا جائے۔

اس کے بعد پاکستان کی آزادی کے بعد unfortunately پاکستان dictators, bureaucratic elites کے under آ گیا۔ جنرل ایوب خان نے جب گورنمنٹ پر قبضہ کیا 1958 میں تو اس کے بعد اس نے Press and Publication Order جاری کیا۔ Associate Press of Pakistan Ordinance جاری کیا۔ ضیاء الحق نے بھی revised Press and Publication Ordinance کو پیش کیا۔ اس طرح مشرف نے جو ہمیں تحفہ دیا خاص کر میڈیا کے لئے PEMRA کو بنایا۔ تو ان تمام، جتنے بھی defective rulers آئے چاہے وہ British ہو، چاہے وہ ایوب ہو یا ضیاء الحق ہو، انہوں نے ہر stage پر یہ کوشش کی کہ میڈیا کی آزادی کو ban کیا جائے کیونکہ میڈیا ایک بہت ہی positive role play کر رہا ہے check and balance کے حوالے سے۔ تو ہر dictator یہ نہیں چاہتا کہ ہم پر کوئی check and balance کوئی سسٹم ہو۔ تو World Press Freedom Ranking میں 2007 میں جو سروے تھا اس کے مطابق 167 countries میں پاکستان 157 rank پر تھا، پوزیشن پر تھا میڈیا کی آزادی کے حوالے سے۔ تو اس حوالے سے ہم نے recommendations دیئے

گورنمنٹ کو اور journalist community کو میڈیا کے لئے۔ اس میں ہم یہ کوشش کی کہ mostly ہمارا سب سے work above ہے وہ national interest پر کبھی compromise نہیں کریں گے۔ گورنمنٹ کے لئے جو recommendations ہیں اس میں تو یہ بات کی ہے کہ ہمارے ملک پاکستان میں پریس کونسل نہیں ہے جس طرح بعض ممالک میں پریس کونسل ہوتے ہیں جہاں پر عوامی نمائندےہوتے ہیں اور journalist community کے نمائندے ہوتے ہیں اور publishers ہوتے ہیں۔ جتنے بھی ہوتے ہیں وہ اکٹھے مل کر کام کرتے ہیں۔ ہم نے یہ مطالبہ کیا ہے اس پالیسی میں کہ ایک پریس کونسل کو establish کیا جائے۔

PEMRA جو مشرف نے دیا تھا میڈیا کی آزاد کرنے کے لئے تو اس کو پریس کونسل کے under لایا گیا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو PEMRA کے موجودہ structure کو change کیا جائے اور اس کے base پر وہ PEMRA representative 50% کے اندر journalist community کو دی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ کیا ہے کہ گورنمنٹ کس طرح tool use کرتے ہیں کہ میڈیا کی freedom کو curtail کرنے کے لئے۔ اس میں یہ ہے کہ advertisement is important tool جو گورنمنٹ use کر رہی ہے میڈیا والوں کے خلاف۔ آج کل جتنا بھی advertisement آ رہا ہے specially print media میں اس میں 80% government contribution کے advertisement کے ہوتے ہیں۔ اس کا جو present structure ہے وہ high centralize ہے۔ یہ کہ federal کے ہر department سے advertisement کے جو آرڈرز آتے ہیں وہ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس آتے ہیں اور provincial department کے جو ہوتے ہیں وہ provincial government کے پاس آتے ہیں۔ تو اس کے بعد وہ distribute کرتے ہیں۔ جو اخبار گورنمنٹ کے

favor میں نہیں لکھتا تو اس اخبار کو وہ advertisement نہیں دیتے اور اس طرح ان کی آزادی اس سے چھیننے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو ہم یہ recommend کرتے ہیں کہ یہ جو موجودہ structure ہے advertisement کا اس کو decentralize کیا جائے۔ ہر department کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ advertisement کے حوالے سے میڈیا والوں کے ساتھ خود contact کریں نہ federal یا provincial government کے پاس جائے کیونکہ وہ میڈیا کی آزادی کے خلاف use کر رہے ہیں۔ یہ میں main points آپ کو بتا رہا ہوں کیونکہ یہ recommendations بہت زیادہ ہیں لیکن جو point بہت زیادہ important ہے۔ تو اس حوالے سے ہم نے accountability, transparency and efficiency پرزیادہ کام کیا ہے۔ گورنمنٹ کی پالیسی اور ہر چیز کو optimize کیا جائے by free flow of information. اس کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ بھی recommend کیا ہے کہ پاکستان میں جتنے بھی میڈیا کے لئے، نیوز کے لئے، current affairs کے لئے، religion, knowledge, arts, culture, science, technology, economic development and social sector کے لئے، اس میں تمام لوگوں کے لئے gross root level پر اس کے مواقع دیئے جائیں کہ ہر کوئی اس کو participate کر سکے اس میں کہ وہ آگے آئیں، اس طرح نہ ہو کہ لوگوں کو access کو نہ ملیں۔

اس کے ساتھ parliamentary press gallery کو strengthen کیا جائے کیونکہ یہ ایک بہت ہی important point ہے کہ وہ press gallery اور government کے درمیان جب communication ہو تو یہ ٹھیک طرح سے nation building کے لئے وہ کام کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ کیا ہے کہ

جو parliament coverage live کے اندر
دے live coverage ہوتی ہے اس کا proceeding
دیا جائے کیونکہ پھر representatives کے
کا activity پتہ چلے گا، پورے عوام کو پتہ چلے
گا کہ ہمارے politicians وہاں پر کیا کیا کر رہے
ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ valuate بھی کر سکتے ہیں کہ
ہم نے کس طرح لوگوں کو وہاں پر بھیجا ہے۔ تو وہ بہت
important چیز ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ illegal radio stations
جہاں جہاں پر بھی قائم ہیں ان کو ban کیا جائے
کیونکہ وہ anti state activities میں involve
ہو سکتے ہیں۔ دوسرے curriculum of journalism,
mass communications کو improve کیا جائے
international standard کے مطابق۔ اس کے ساتھ
ساتھ ہم نے یہ بھی suggest کیا ہے۔ یہ final
words نہیں ہیں، اگر کوئی critic اس پر کرنا
چاہیے تو وہ آ سکتا ہے کہ اس طرح ایک میڈیا
یونیورسٹی قائم کیا جائے جہاں پر specific media
subjects as a media journalism اس طرح وہ کر
لیں کہ ہماری journalist community جو ہے وہ
International standard پر لایا جائے۔

اس کے ساتھ ہم نے ایک جنرل بات یہ کی ہے کہ
past میں both government and journalists,
جو کچھ ہوا ہے، جس جس سے غلطی ہوئی ہے، کیونکہ
government perfect نہیں تھا۔ گورنمنٹ نے اس پر
قبضہ کرنا شروع کیا میڈیا کی آزادی پر اور اس
طرح journalists نے بھی کبھی کبھار immature
behavior کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ تو دونوں کو past
سے سبق حاصل کرکے jointly cooperation کے
base پر آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور ملک کے
development کے لئے اکٹھے کام کریں۔ اگر میڈیا
ہی آزاد نہ ہو تو گورنمنٹ کی accountability نہیں

ہو سکتی ہے۔ اگر میڈیا کو free hand دیا جائے تو پھر وہ کافی سارے problems create ہو سکتے ہیں۔ تو ہم یہ request کرتے ہیں government اور میڈیا، journalist community سے کہ past کی جو غلطیاں ہیں ان سے سبق حاصل کریں اور پاکستان کے future کے لئے اکٹھے کام کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے میڈیا والوں کے لئے کچھ recommendations, code of conduct recommend کئے ہیں۔ اس میں first تو یہ ہے کہ جتنا freedom of media کی limitation جو ہے وہ عام principle اور offence principle کے base پر ہو۔ کسی کی جان کو نقصان نہ ہو۔ کوئی personnel وہ درمیان میں نہ آ جائے کہ کسی personnel interest کی وجہ سے وہ کوئی کر لیں۔ دوسرا یہ ہے کہ national interest کو above رکھا جائے اور national secret کو رکھا جائے۔ Article 19 of Constitution 1973 کو مدنظر رکھ کر وہ کام کریں۔

اس کے ساتھ ساتھ جو current issue ہے اس کو limehighlight کرنے کے لیے dialectic process پر مختلف طبقہ فکر سے dialogue کریں لیکن یہ ہےکہ issue of sincerity کومدنظر رکھیں۔ ایک دفعہ "جیو" والوں نے احمد یوں کے متعلق کوئی dialogue arrange کیے تھے جس میں وہاں پرمولویوں اس نے بہت عجیب قسم کے statements دیئے تھے، ہمارا constitution کہتا ہے وہ Non Muslim ہےلیکن اس وقت اس نے اس سے کہا کہ واجب القتل ہے تواسی base پر اس شام یا اس سے دوسرے دن کراچی میں ایک دو بندوں کو قتل کیا گیا۔ اس طرح issues کو زیادہ highlight نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے problems create ہو سکتے ہیں۔ No compromise on national interest and national secrets اور جب بھی کوئی military operation ہوتا یا terrorist

کے خلاف کوئی action ہوتا ہے تو سارے میڈیا والے وہاں پہنچ جاتے ہیں اور اسے live show کرتے ہیں۔ اس کی وجہ سے یہ problem آتی ہے کہ ہماری پولیس اور ملٹری آپریشن میں جو strategy and tactics use کر رہے ہیں اس سے وہ لوگ جو ہمارے دشمن وہ اس سے کچھ points لے سکتے ہیں - اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ آپ اس کو live show کریں۔

میں یہ عرض کروں گا کہ ہر form میں secretariatnism کو discourage کیا جائے۔ جرنلسٹ کمیونٹی کو اس کے متعلق بہت sensitive ہونے چاہیے کہ secretrain charge slogan activity کو زیادہ importance نہ دیں کیونکہ اس سے سوسائٹی میں disintegration زیادہ ہو جائے گی۔

Journalist community کے لیے problem ہے کہ ان کے پاس اتنے زیادہ پیسے نہیں ہوتے، ان کے پاس social security نہیں ہوتی۔ اس لیے وہ رشوت لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں، پلاٹ وغیرہ لیتے ہیں۔ ہم یہ recommend کرتے ہیں Journalist should neither accept bribes nor other endorsement to influence the performance of their professional duties. اس کے لیے ہم یہ کر رہے ہیں کہ جس channel یا اخبار کے ساتھ وہ منسلک ہیں وہ ان کے social security کا setup کرے، ان کی تنخواہوں کا بندوبست کریں کہ وہ ان کے درمیان ایسے چیزیں نہ آئیں کہ وہ کسی personal gain کے لیے facts and figures کو غلط طریقے سے use کریں اور کسی picture, quotation and statement کو misleading context میں use نہ کیا جائے اس کو properly context میں use کریں۔

(Thumping of desks)

صبح yellow journalism کے حوالے سے بات ہوئی تو یہاں پر ہم نے یہ recommend کیا ہے کہ journalist community should not create terror

اگر ہم دوپہر کو تین تین by yellow journalism. روپے والے اخبارات کو دیکھیں تو اس میں مختلف سرخیاں لگی ہوتی ہیں کہ فلاں جگہ پر یہ ہوا- ایک دفعہ لاہور میں ، میں نے ایک اخبار میں دیکھا کہ بہت موٹی سرخی میں لکھا تھا کہ لاہور میں خود کش حملہ آور داخل ہو گئے، لاہور خطرے میں ہے، آپ اتنا terror create کر رہے ہیں - یہ تو ایک عام سی statement تھی اگرگورنمنٹ کو اتنا پتا ہے کہ وہ آ گئے ہیں تو گورنمنٹ security agencies کو inform کرے کہ لوگوں میں terror create کرنے کی کوشش نہ کریں- Journalist community کو plagiarism نہیں کرنا چاہیے، وہ جو facts and figures پیش کررہے ہیں اسے ٹھیک طرح سے پیش کرنا چاہیے کسی اور کو کاپی نہیں کرنا چاہیے- کوئی violence اور dead bodies کو نہیں دکھانا چاہیے- جرنلسٹ کو جب کسی site پر بھیجتے ہیں تو ان کے لیے proper security کا بندوبست ہونا چاہیے- سب سے important point یہ ہے کہ آج جو ہمارا image international level پر جس طرح ہے تواس طرح کا step لیں کہ Pakistan culture کو in all its form portray کیا جائے- ہمارے پاکستان کی جو present شکل ہے جسے کہ دنیا والے دیکھ رہیں اسے change کرنے کے لیے گورنمنٹ اور journalist community jointly کوشش کریں کہ وہ prospects and development کے لیے اکٹھے کام کریں- شکریہ میڈم سپیکر-

Madam Deputy Speaker: Thank you. I would like to have a list of three speakers form each side who would like to comments on this policy. Mean while if anybody wants to comments from the green party?

ایک معزز رکن: شکریہ میڈم سپیکر- پہلی بات یہ ہے کہ Green Party کا stance یہ ہے کہ ہمیں draft

نہیں پہنچایا گیا اور اگر کسی طرح سے ہمیں ملا بھی ہے تو ہمیں بہت قلیل وقت ملا کہ ہم اسے دیکھ پائیں۔

(اس موقع پر desks بجائے گئے)

ہم پھر بھی بڑے دل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور party position اور مخالفت برائے مخالفت کے نتیجے سے اوپر اٹھتے ہوئے، اسے کسی نہ کسی طرح سے تھوڑی بہت changes کے ساتھ accept کرتے ہیں اور ہم support بھی کرتے ہیں - اس میں جو lapses ہیں، Government party ہمیں assure کرا دے کہ ہم ان lapses پر غور کریں گے اور ہماری recommendations ان کی طرف جائیں گی، اس پر consideration کریں گے اور اس کے بعد final draft approve کروائیں گے تو ہم انہیں unconditional support کی نوید دیتے ہیں۔

Mr. Ahmad Noor: Madam, point of clarification.

ایک معزز رکن: میڈم سپیکر، اگر میں تھوڑی بات مکمل کر لیتا تو پھر یہ جو بھی کہتے -

میڈم ڈپٹی سپیکر: احمد نور صاحب، وہ ذرا بات complete کر لیں پھر آپ انہیں clarification دے دیں۔

ایک معززرکن: میڈم، دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے جو یہاں draft پیش کیا ہے اور اسے پڑھ کر ہمیں بتایا ہے، مجھے اس سے یہ لگا ہے کہ انہوں نے اپنی recommendations دیں، یہ policy نہیں تھی اور اس کا fall out کوئی نہیں تھا کہ یہ کس طرح سے implement کروائیں گے، media کے personnels کے ساتھ کس طرح interact کریں گے،اس حوالے سے کوئی بات نہیں تھی- انہوں نے PEMRA کا already existing law اسے regulate کا ہے، اس کو criticize کیا لیکن اس کا کوئی ultimate out come ہے کہ ہم اس کو کس طرح سے regulate کریں گے، وہ کچھ بھی نہیں بتایا- انہوں نے ایک general

common شہری کی باتیں بتا دی ہیں کہ ایسے ہونا چاہیے، ایسے ہونا چاہیے، وہ تو میری رائے ہو سکتی ہے لیکن جس Parliamentary Committee نے اس پر کام کیا ہے تو اسے ایک ایک چیز کے بارے میں بتانا چاہیے تھا کہ ہم اس step پر یہ کام کریں گے- ہماری Green Part کا یہ stance ہے کہ ہم لوگ مانتے ہیں اور ہم انہیں unconditional support کا بھی بتا رہے ہیں لیکن یہ kindly اسے clear کریں اور کس طرح سے implementation کریں گے، ہمیں اس بارے میں بتائیں- Thank you very much.

Madam Deputy Speaker: Thank you. جی احمد نور صاحب-

جناب احمد نور: شکریہ میڈم سپیکر- میڈم سپیکر، مجھے بہت افسوس ہوا کہ انہوں نے برائے opposition کا صرف اس لیے کہا کہ ہم Government میں ہیں اور یہ Opposition میں ہیں-

(اس موقع پر desks بجائے گئے)

مجھے ان کے behavior پر افسوس ہوا ہے لیکن democracy میں ہم Opposition کو--

میڈم ڈپٹی سپیکر: احمد نور صاحب، آپ لوگ ایک دوسرے پر ایک ہی بات کہہ رہے ہیں، وہ مخالفت برائے مخالفت کہہ رہے ہیں اور آپ لوگ بھی وہی بات کر رہےہیں کہ criticism for criticism, it is better that we talk on solution اور جو ان کی پارٹی کے ممبران آپ کی کمیٹی میں تھے تو آپ ان کے نام بھی لے لیجیئے جو اس policy making کا part تھے-

ایک معزز رکن: میڈم، ہمیں اعتماد میں بھی نہیں لیا گیا، اپنی طرف سے بنا کر پیش کیا ہے، ہم پھر بھی support کا اعلان کرتے ہیں-

Madam Deputy Speaker: First of all you have to stand up, دوسرا یہ ہے کہ ذرا ان کی بات مکمل ہو جائے۔

جناب احمد نور: میڈم سپیکر، میں نے پہلے یہ واضح کیا۔

Mr. Yawar Hayat Shah: Madam, point of order.

میڈم ڈپٹی سپیکر: یاور صاحب، وہ بات کر رہے ہیں، انہیں بات تو کرنے دیں، آپ بعد میں point of order کر لیں۔

جناب احمد نور: میڈم سپیکر، میں نے پہلے واضح کیا کہ میں یہ Blue Party کی طرف سے پیش نہیں کر رہا ہوں، میں یہ Youth Parliament کی طرف سے پیش کر رہا ہوں، یہاں پر standing committee ہے اور میں standing committee کی طرف سے ہوں۔ Standing Committee میں صرف Blue Party والے نہیں ہیں بلکہ Opposition والے ہمارے ساتھ ہیں، معین صاحب ور لغاری صاحب تھے ، میں نے پہلے ان سے contract کیا کہ آپ کس طرح suggestion دیں گے کہ ہم ایک policy کو--ان لوگوں کو دینا چاہیے جو mediaسے related ہیں کہ وہ کل کے لیے اس کے اندر جو draw backs ہیں، ان کو ہٹائیں اور ایک common strategy future کے لیے بنائیں کہ وہ اکٹھے کام کر لیں کیونکہ PEMRA ایسا نہیں ہے کہ آسمانی صحیفہ ہے کہ ایک دفعہ نازل ہوا ہے تو ہم اسے اس طرح accept کریں گے۔

(اس موقع پر desks بجائے گئے)

میڈم سپیکر، ہم نے اس کو properly communicate کیا ہے، میں یہ مانتا ہوں کہ ہمارے پاس proper resources نہیں تھے کہ کل رات کو پہنچا دیتے یا اس سے پہلے پہنچا دیتے تو ہمیں اسے صبح دے دیا۔ وہ اس پر مزیدکچھ کہنا چاہیے کہ ان کی کچھ critics ہوں تو ہم اس کو کر لیں گے

لیکن ہم نے ایک policy تیار کی ہے، کافی محنت کی ہے، صرف ایوانوں میں تیار نہیں کی ہے-Roads پر آئے ہیں اور لوگوں سے پوچھا ہے کہ آپ کے کیا problems ہیں، journalists community سے بات کی ہے کہ آپ کے کیا problems ہیں تو ان سب کو اکٹھا کر کے ایک policy بنائی ہے- Thank you Madam Speaker.

(اس موقع پر desks بجائے گئے)

Madam Deputy Speaker: Thank you.

Mr. Muhammad Essam Rehmani: Madam, point of order.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی ایصام صاحب-

Mr. Muhammad Essam Rehmani: Honourable Speaker, on behalf of the Green Party, I congratulate the hard work put into this policy. I do believe that

اگر یہ تھوڑے دن پہلے مل جاتی تو شاید کچھ healthy suggestions بھی اس پر مل سکتی تھی- یہ policy assure کرتی ہے اور کہتی ہے کہ ہم لوگ assure کرتے ہیں کہ the right of free speech and press but also allows for Government restrictions in the case of offences against Islam, public morality and national security, میں جہاں تک دو تین گھنٹوں میں پڑھ سکا- یہ بڑی خوبصورت باتیں ہیں کہ ہم on behalf of the Green Party اتفاق کرتے ہیں اور اتفاق کرتے رہیں گے، مگر implementation اصل مقصد ہوتا ہے، خواب سب دیکھتے ہیں اور خواب ادھورے رہ جاتے ہیں، آپ جب تک ان کو implement نہ کریں- ہم لوگ اس چیز پر ان کے ساتھ ہیں کہ policy بالکل forward کریں، suggestions آتی رہیں گی، ہمیں آج پالیسی ملی ہے، ہم کل بھی ان کومزید suggestions دیں گے ، اگر یہ چاہیں گے کہ they are in the Government یہ

چاہیں تو کسی بھی قسم کی پالیسی دے سکتے ہیں۔ We do on it, we will on it, we are a part of the Youth Parliament, البتہ ہم اس پر suggestions ضرور دیں گے، اگر یہ پہلے دے دیتے تو آج ہی constructive policy آتی تو زیادہ خوبصورتی آتی۔

Mr. Ahmad Noor: Madam Speaker, point of order.

میڈم ڈپٹی سپیکر: احمد نور صاحب۔

جناب احمد نور: میڈم سپیکر، ہمارے پاس Opposition کے دو افراد تھے جو Parliamentarians تھے، وہ ہمارے ساتھ اس کمیٹی میں تھے، وہ اس پالیسی میں شامل ہیں، اس میں انہوں نے ہمارے ساتھ بات کی، تین چار sessions میں اکٹھے بات کر رہے تھے تو آج suggestions کہاں سے آ رہی ہیں، کیا آپ کو ان members parliamentarians پر trust نہیں ہے۔

Madam Deputy Speaker: Ahmad Noor sahib to answer this is that there were just the suggestions of two of the Members of the Green Party that is the point of discussing the policy in the Parliament that they may be members who even against their party policy may agree or disagree to the policy. So, it is their right and I think the suggestions should be welcomed because may be they are for improvement and will give an over all better impression of the Youth Parliament.

(Thumping of desks)

Mr. Muhammad Essam Rehmani: Point of order, I would also like to add something towards what have said.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب محمد ایصام رحمانی: جب سڑکوں پر نکل سکتے ہیں تو تھوڑی سی courtesy یہ بھی ہو سکتی ہے کہ

Green Part کے دو تین اور لوگوں سے پوچھ لیں۔ On top of that ایک اور بات ہے کہ ہم نے اس کو appreciate بھی بہت کیا ہے اور congratulate کر رہا ہوں اور بار بار کر رہا ہوں۔ صحیح ہے تو اس کو acknowledge کرنا ہے۔

Madam Deputy Speaker: Thank you.

زیدی صاحب، ایک منٹ تشریف رکھیَں، احمد نور صاحب، ذرا تشریف رکھیں، یاور حیات صاحب کی باری ہے ، آپ ذرا رکیں، ایک منٹ عبداللہ زیدی صاحب کوئی بات کر لیں، اس کے we will give the floor to you. جی۔

جناب عبداللہ زیدی: میڈم سپیکر بہت شکریہ۔ میڈم سپیکر، پہلی بات یہ ہےکہ جن دو لوگوں کی یہ بات کر رہے ہیں ، ایک تو یہ کہ وہ موجود نہیں ہیں کہ وہ اپنی جوابدہی کر سکیں، ان کی presence نہیں ہے، یہ پھر بھی ان کے بارے میں بولے جا رہے ہیں۔ دوسرے تو shadow Minister of Foreign Affairs ہیں، وہ تو ہماری کمیٹی میں ہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

Madam Deputy Speaker: I think his was changed.

جناب عبداللہ زیدی: یہ ایک مضحکہ خیز بات ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: زیدی صاحب، وہ پہلے ان کی کمیٹی میں تھے ، اس کے بعد I think, he was changed and brought to this committee. جی یاورحیات شاہ صاحب۔

جناب یاور حیات شاہ: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں سب سے پہلے یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ کمیٹی کی طرف سے suggestions کے لیے فاضل ممبر معین صاحب کو E-mail کی گئی تھی جو shadow Minister of the Information ہیں - ان کا یہ کہنا تھا کہ یاور صاحب آپ جو بھی پالیسی بنائیں، بس میرا نام add کر لیجیئے گا کہ ہم presentation کر رہے ہیں اور

point of میرا کوئی I will be agreed with you. disagreement نہیں ہو گا۔

(اس موقع پر desks بجائے گئے)

اب وہ اپنی پارٹی کو represent کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے ہیں، it is matter of their own party. اس کے بعد میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو E-mail بھی کر دی گئی تھی اور it was his duty to rotate that policy among his own party. انہوں مجھ سے وعدہ بھی کیا تھا اور میں نے dead line کے ساتھ انہیں E-mail کی تھی کہ جوsuggestions ہوں گی، وہ مجھے آپ E-mail back کریں گے لیکن I could not receive any E-mail form him. Thank you very much.

ایک معزز رکن: میڈم point of clarification مجھے معین صاحب نے فون کر کے بتایا ہے کہ انہوں نے مجھے ایک E-mail کر دی ہے، میں نے خود suggestion دی ہے، یہ consider ہی نہیں کر رہے، وہاں بحث کرنا اور یہ approve نہ ہونے دینا۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جب معین صاحب آئیں گے تو it is better that we walk in his presence and unfortunately, I don’t know the reason why he is not here. ضمیر صاحب، ایک منٹ میں بت کر لوں۔

جناب ضمیر ملک: اچھا جی۔

Madam Deputy Speaker: I don’t know that what is the reason behind his he is not here when a policy from his committee is being presented. I think this would be solved after this session they have their committee meetings, they will resolve this issue.

Mr. Muhammad Essam Rehmani: Point of order.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی ایصام صاحب۔

جناب محمد ایصام رحمانی: دیکھیں یہ مقصد نہیں ہے، you have all the right to give whatever sort of policy, you like. صحیح ہے، آپ لوگ ہیں، ماشاء اللہ حکومت میں ہیں اور I am pretty sure that you are very capable اور اتنے capable ہیں اور اتنے capable ہیں کہ شاید معین صاحب کی ضرورت بھی نہ ہو اور شاید معین صاحب نے بھی یہ چیز سمجھی ہو۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں ایصام صاحب۔

جناب محمد ایصام رحمانی: مگر میں جو کہنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ suggestion لینے میں کوئی حرج نہیں ہوتا، constructive criticism ہونی چاہیے۔

(اس موقع پر desks بجائے گئے)

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی، thank you. ایصام صاحب just the point was that suggestions obviously are good but yes I think there was effort from the Government to make the Opposition a part of that policy as well because within committee everybody works together. Honourable Abdullah Leghari.

جناب عبداللہ لغاری: شکریہ میڈم سپیکر۔ جتنی دیر ی گفتگو ہوتی رہی کہ کچھ بتا دیتے اور کچھ نہ بتاتے تو مسئلہ یہ نہیں تھا کہ بتانا صرف کمیٹی members کو ہوتا ہے کیونکہ ایوان میں یہ چیز سامنے آتی ہے تو obviously سب نے اس پر debate کرنی ہوتی ہے۔

Madam Deputy Speaker: Leghari sahib, actually we have talked quite a lot about it and they have their point.

جناب عبداللہ لغاری: وہ اگر پہلے بتاتے پھر بات ساری اتنی تھی۔

Madam Deputy Speaker: They have already answered to your question.

Mr. Abdullah Leghari: That is fine, I am going to make a point ahead now.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی-

جناب عبداللہ لغاری: اور وہ یہ ہےکہ اتنا آج کریں گے جس طرح اپنی پالیسی میں بیان کیا تھا، اب سے تھوڑی سے دیر پہلے کیا تھا کہ journalists کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے گا اور ان کو سہولیات فراہم کی جائیں گی، اس کی surety ہو گی- اس کا implementation کے حوالےسے بتائیں گے کہ کون سیauthority اس کو implement کرے گی اور یہ پالیسی کس طریقے سے possibility عمل میں آئے گی- دوسری بات یہ ہےکہ یہ واقعی ensure کر پائے گی کہ کسی قسم کے واقعات آئیدہ سے نہیں ہوتے کہ journalists اس position میں نہیں آتے کہ bribery کا کوئی واقعہ پیش آتا ہے یا کسی کے ساتھ affiliation کا الزام لگتا ہے ایک بات یہ ہے- دوسری بات یہ ہےکہ جس طرح انہوں نے کہا کہ خبریں post ہوتی ہیں کہ فلاں خودکش حملہ آور فلاں شہر میں داخل ہو گئے ہیں اور فلاں شہر میں نہیں ہوئے- obviously Intelligence reports ہوتی ہیں، اس پر media کی نظر ہوتی ہے، اس کو regulate کرنا یا اس طریقے سے عوام کے سامنے لانا کسی قسم کا panic crate کے لیے نہیں ہوتا تو اس میں تھوڑی سے clarification دیتے ہیں کہ کس طریقے سے کس حد تک کس boundary line اور کیا yard stick رہے گی، کس حد تک ہم جائیں گے کہ intelligence agencies سے جو reports ہیں شائع ہوں گی یا نہیں ہوں گی اور media اکو کیا regularity کس position تحت رکھا جائے گا کہ وہ اس سے زیادہ آگے خبر نہ دے- Thank you very much.

Madam Deputy Speaker: Thank you.

احمد نور صاحب ، آپ میری بات سنیں، جتنے بھی members ہیں، وہ پہلے بات کر لیں اور جو بھی ان

کے questions ہیں، آپ note down کر لیں۔ آخر میں ہم آپ کو floor دے دیں گے کہ آپ ان کے questions کا answer کر دیجیئے۔Honouable Sufyan Ahmad.

جناب صفیان احمد: شکریہ میڈم ڈپٹی سپیکر۔ میں سب سے پہلے Minister for Information اور احمد نور صاحب کو بھی congratulate کروں گا کہ انہوں نے جو پالیسی بنائی۔ شاید وہminute detail میں اس کی ساری detail نہیں بتا سکے ہوں گے، obviously ہم جب study report کریں گے پھر وہ سامنے آئیں گی لیکن انہوں نے جتنے بھی benefits اور جتنی بھی journalists کے لیے بات کی، at least وہ خوش آئند ہے اور سب کووہ appreciate کرنی چاہیے۔ ایک چیز جس پر مجھے افسوس ہے جس طرح احسن اقبال صاحب بھی کہہ رہے تھے کہ media ایک revolution ہے، information ایک revolution ہے اور مجھے دیکھ کر افسوس ہو رہا ہے، مجھے لگتا ہے کہ ہم anti media day منا رہے ہیں۔ ہمارے پاس آج جتنی بھی resolutions ہیں، ساری media کو curb کرنے اور media کے خلاف ہیں اور ہم media کے support میں ایک single resolution آج media day والے دن نہیں لے آ سکے۔ ہم پھر expect کرتے ہیں، اب یہاں پر journalists بیٹھے ہیں، ان کو یہ resolutions دکھائیں، ان کااس پر کیا expressions ہوں گے، وہ کیا سوچیں گے کہ وہ ہمارے لیے اتنی effort کرتے ہیں، ہمارے آتے ہیںcoverage provide کرتے ہیں اور صرف اس plate form پر نہیں آتے، all across the board پورے پاکستا ن میںinformation کا source بنے ہوئے ہیں۔ ہم ان کو curb کرنے کی بات کرتے ہیں، ان پر restriction کی بات کرتے ہیں اور کوئی ان کے benefit کی بات نہیں کرتے۔

ایک اور بہت ضروری بات ہے ، میں اس پر احمد نور صاحب کی بھی attention چاہوں گا کہ recently over the year ہر year صحافیوں کی جو deaths increase ہوتی جا رہی ہیں، صرف پاکستان میں every year 100% deaths crease ہے۔ پوری دنیا all across the world صحافیوں پر جو torture ہے جو ان کی war reporting ہوتی ہے، اس میں ان کی جو deaths ہوتی ہیں، ہمیں اس پر کوئی action لینا چاہیے اور Government of Pakistan کوئی ایسی پالیسی دینی پڑے گی کہ جو صحافی جن کے ساتھ کوئی ظلم ہو یا کوئی اپنی اس reporting میں اپنی زندگی ہار جائے۔ At least ان کے بچوں کو کوئی job security دی جائے یا ان کے لیے کوئی benefits دیئے جائیں تاکہ وہ reporting کرتے ہوئے ، feel threaten نہ کریں۔ ہم yellow journalism کی بڑی بات کرتے ہیں لیکن جتنی journalists کو threats آتی ہیں، ہمیں اس پر بھی بات کرنی چاہیے اور in the end میں دوبارہ congratulate کرتا ہوں۔ دوسرا یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یاور حیات شاہ نے بار بار E-mail کی، سب members کو کیں کہ recommendations دیجیئے اور مجھے یاد ہے کہ وہ ہر week کے حساب سےکرتے تھے کہ the second week has come and recommendations دیں اور اس time کوئی recommendation نہیں دیتا اور ایک دم ذہن میں یاد آ جاتی ہیں تو وہ تھوڑا سا unfair ہو گا۔ اس لیے ہمیں support and encourage کرنا چاہیے۔ Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Raheel Niazi.

جناب راحیل خان: شکریہ میڈم سپیکر۔ ویسے تو جو پالیسی ہے، اس کی ٹھیک ٹھاک تعریف ہماری پارٹی کی طرف سے ہو چکی ہے۔ بس ایک تھوڑی سی جو

تو کی پیش پالیسی جب نے انہوں تھی، ambiguity
ہے، coverage کی army operations کہ کہا نے انہوں
وہ ختم کی جائے کہ اس کی وجہ سے جو طالبان
وغیرہیں یا دوسرے جو state factors ہیں، وہ اس
سے tactics وغیرہ copy کر سکتے ہیں- میرے خیال
میں I don’t agree with it that مطلب ہے کہ یہ کس
bases پر کہاہے کیونکہ ہم نے جہاں تک media پر
coverage دیکھی ہے، army کی coverageکوئی اتنی
detail میں نہیں ہوتی ہے کہ وہ اس سے tactics
cover کر سکیں- دوسری بات یہ ہےکہ I think کہ
coverage ہونی چاہیے، ہمارے ملک میں مشرف کے دور
کی وجہ سے جو anti army ہمارے جو sentiments بن
چکے ہیں، ان کو بھی ختم کرنا چاہیے جب لوگ دیکھیں
گے تو realize کریں گے کہ ہماری جو فوج ہے، ان
کی ہماری protection کے لیے وہاں پر deaths ہو
رہی ہے- میرے خیال میں انہوں نے اس میں جو
situation ڈالی ہے، I think so کہ وہ media کا
فائدہ اٹھاتا ہوئے کوئی movie دیکھی اور movie میں
اس طرح کا کوئی scene دیکھا، I don’t think so
کہ reality میں اس طرح ہو سکتا ہے- Thank you.

Madam Deputy Speaker: Honourable Zameer Malik.

جناب ضمیر ملک: جنابہ سپیکر صاحبہ، میں صرف
یہ کہوں گا کہ ہمارے دوستوں نے ماشاء اللہ اچھا
کام کیا ہے اور انہوں نے محنت کی ہے تو برائے
مہربانی اپنے بھائی حضرت ایصام صاحب سے کہوں گا
کہ جناب وقت شائع ہو رہا ہے کیونکہ اس کا کوئی
حاصل نہیں ہے، ہم ادھر ادھر کی بات کرتے رہیں گے
- اچھا کام کیا ہے،چاہے پانچ ideas آئے ہیں یا دس
آئے ہیں یا 15 suggestions ہیں، ان میں سے پانچ
بھی Government کے پاس چلی گئیں تو اللہ کرے!
ایک کوئی قبول ہو جائے، وہ بھی امید تو نہیں ہے-

میرا خیال ہے کہ اس وجہ سے وقت ضائع نہ ہو، ہمارے پاس بڑا قیمتی وقت ہے، اس کو ضائع نہ کریں اور ہم فیصلہ کریں کہ جو بھی suggestions آ گئی ہیں، ہم ان کو آگے تک پہنچانے کی کوشش کریں کیونکہ انہوں نے بڑی محنت کی ہے- ہم ان کی suggestions کو بھی welcome کہتے ہیں، کوئی suggestions ہوئیں تو دوبارہ Chairperson بیٹھ جائیں گے اور وہ کر کے آگے پیش کر دیں- میں یہ کہوں گا کہ جو Minister ہو تا ہے، وہ پالیسی کو Parliament میں پیش کرتا ہے اور پھر جو Chairperson ہوتا ہے، وہ کمیٹی میں جاتی ہے اور جب کمیٹی اسے O.K کر دیتی ہے تو پھر Parliament میں وہی پالیسی جاتی ہے- اب کمیٹی کا Chairperson اس کو O.K کر چکا ہے اور Minister بھی O.K کر چکا ہے، مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ بحث کیوں ہو رہی ہے- شکریہ-

An Honourable Member: Point of order.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی-

ایک معزز رکن: میڈم یہ جو ضمیر ملک صاحب ہیں، یہ باہر خود بات کر رہے تھے، میرے دوست ہیں، میں ان کی بڑی respect کرتا ، یہ باہر خود بات کر رہے تھے کہ میں اس media policy کو oppose کروں گا اور یہاں پر آ کر،مجھے ایسے سمجھ آ رہی ہےکہ

قتیل اس سا جہاں میں منافق نہیں کوئی
جو ظلم تو سہتا ہے بغاوت نہیں کرتا
یہ اپنی پارٹی پالیسی کو--

(اس موقع پر desks بجائے گئے)

Mr. Zameer Malik: Madam point of clarification.

اصل میں ان کا دل چاہ رہا تھا، میرے اندر کی بات اگلوائیں تو کسی صحافی نے کہا تھا کہ دوست کو بھی اندر کی بات مت بتانا تو میں ان پر اعتماد نہیں کر سکتا تھا کیونکہ مجھے ماضی میں

بھی دھوکے دیتے رہے ہیں، میں نے اس وجہ سے ان کو اندر کی بات نہیں بتائی۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔

ایک معزز رکن: جنابہ سپیکر، attention to the Opposition had دلوانا چاہوں گا کہ process emptive opportunity in the committee to not only forward their recommendations but also کمیٹی کے to make constructive contributions. forum سے اگر ایک چیز pass ہو گئی ہے جبکہ اس پر ایک threat E-mail بھی rotate ہو گیا ہے جب Minister agreed ہیں۔ Session last Second کے اندر اس کے second day پر آ کر یہ کہنا کہ ہم اس پر further review کریں گے یا first day سے آپ کمیٹی پر follow up رکھیں اور وہاں پر recommendations forward کریں، اگر نہیں کیا تو پھر at least have the magnanimity to adhere to the process and approve it instead of wasting more time. Thank you Madam Speaker.

Madam Deputy Speaker: Thank you. I would request honourable Ahamd Noor sahib to clarify this quesiton.

جناب احمد نور: شکریہ میڈم - میڈم سپیکر، last پر request کروں گا کہ آپ کی ابھی کوئی suggestion ہو تو ہمارے سامنے لائیں تو اس پر جلدی کام کریں، آج اس کو House سے pass کریں۔ اس سے پہلے 3, 4 points اٹھائے گئے، لغاری صاحب نے کہا کہ اس کے regularity and implementation کا process ہے تو ہم نے first recommendation کی ہے، وہ یہ ہےکہ there is nobody of accountability for media, the Government should establish press council. Press council میں صرف Government نہیں ہوتی، اس میں journalist community ہوتی ہے اور اس کی base پر جتنے وہ ہیں،

وہ ایک دوسرے کو regulate کر رہے ہیں۔ اس طرح نہ ہو کہ پالیسی صرف Government بنائے یا media کے لیے کوئی directionکے لیے select کرے۔

یہاں پرہماری Blue Party کی طرف سے salary کے بارےمیں ایک اور بات آئی کہ ہم نے اس میں Media Code of Conduct میں No 10th پر یہ کہا ہے کہ insurance, financial supportive and security set up کا بندوبست کیا جائے۔ انہوں نے ایک اور بات کی ہےکہ media والے coverage کر رہے ہیں تو اس لیے ہمیں یہ نہیں کرناچاہیے تو میرے خیال میں یہ valid argument نہیں ہے کہ اگر وہ میری picture لے رہے ہیں تو کل میں وہ جو کر رہا ہے، اس کو کرنے دوں کیونکہ ہم پالیسی بناتے ہیں، ملک کے لیے آئے ہیں۔ اسی base پر اس کو نہیں چھوڑنا چاہیے کہ ہمارے سامنے camera پکڑ کر میری coverage کر رہا ہے۔

میڈم سپیکر، ایک اور بات ہے کہ live coverage کی بات ہوئی ہے کہ جو protest کر رہے ہیں تو مناواںا ملٹری آپریشن کو دیکھیں، وہاں پر media والے صبح سے شام تک کھڑے ہیں، وہ اندر نہیں جا سکتے، اگر ان کے اندر جانے کا کوئی راستہ ہوتا تو وہ اندر کی coverage کر سکتے تھے لیکن وہ باہر اس کو coverage دے رہے تھے۔ میڈم سپیکر، ہماری morality تو ہوتی ہے، کوئی moral توہوتا ہے، military والوں پر۔ وہاں police and military والے بھی انسان ہیں، وہ بھی گولی سے بھاگ سکتے ہیں، اگر وہاں پر ایک military والا گولی سےبھاگ رہا ہے اور اس کے پیچھے کوئی threat ہے اور آپ نےا س کے پیچھے camera لگایا ہواہے تودنیا واوں کو یہ کیا show کر رہے ہو۔

(اس موقع پر desks بجائے گئے)

اس طرح high secret کو نہیں دکھانا چاہیے، ٹھیک ہے، coverage دے دیں کہ آج مناواں یہ ہوا ہے، اس طرح تو دیں لیکن ہم نے کیمرے رکھے ہیں اندر کا سب کِچھ بتا رہے ہیں۔ میری Opposition والوں سے request ہے کہ اگر آپ کی ابھی کوئی suggestion ہو یا اس میں کوئی doubt ہو تو ہمیں بتا دیں ورنہ اس میں مزید time ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اگر House کی کوئی suggestion ہو تو ابھی بتا دیں تو ہم اس کو اس میں شامل کر کریں۔ Thank you Madam.

Madam Deputy Speaker: Thank you.

Mr. Muhammad Abdullah Zaid: Madam Speaker point of order.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی زیدی صاحب۔

جناب محمد عبداللہ زیدی: میڈم سپیکر، ویسے ایک چھوٹی سی بات یہ ہے، یہ پالیسی تو لائے ہیں اور approve بھی کریں، ان کا حق ہے، Government ہیں۔ میری میرے فاضل دوست جنہوں نے پالیسی پیش کی ہے، ان سے ایک چھوٹی سی درخواست ہے کہ وہ جب باقی ممبران پارلیمنٹ کو address کیا کریں تو اس کا لفظ استعمال نہ کیا کریں، وہ آپ کا لفظ استعمال کریں۔ میں جب بھی address کرتا ہوں، مجھے پتا ہے شاید یہ اردو deficit ہے چونکہ اس کی نشاندہی ہو چکی ہے اور یہ کافی بار ہوچکی ہے، میں تو کبھی اس سے address نہیں کروں گا، میں ان کے لیے آپ کا لفظ استعمال کروں گا۔ اردو میں تین درجے ہوتے ہیں، آپ، میں اور تو۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. I hope the attention of the everybody sitting as to respect each other but sometime it is slip of tongue but I would still request all the Parliamentarians that they should use the high standard of language for their fellow

Parliamentarians because this has been portrait to the world out there. So, our communication methods or the way we communicate that should be very respectful. I would request the Youth Prime Minister to make his statement.

جناب احمد علی بابر (وزیر اعظم): شکریہ میڈم سپیکر- آج ہمارے پاس House میں media policy announce ہوئی ہے تو میں سب سے پہلے یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ پالیسی کسی پارٹی کی نہیں ہے بلکہ Chairman Standing Committee of Information کو جو ذمہ داری ایک سال پہلے سپرد کی گئی تھی- انہوں نے آج واقع کام کیا ہے اور اس کا fruit ہم سب کے سامنے ہے- میں سب سے پہلے Chairman Standing Committee of Information کو مبارکباد پیش کرتاہوں کہ انہوں اس House کے لیے اتنی جامع پالیسی تیار کی - اس کے بعد میں Minister for Information کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس process کو initiate کیا تو اس کام کو آگے بڑھایا- اس کے علاوہ Green Party کے ممبران جو کمیٹی میں تھے، جناب معین اور جناب لغاری جن کے in put کے ساتھ ان کی suggestion اب بھی سنی ہیں، وہ اس report کے لیےکافی fundamental ثابت ہو سکتی ہیں اور ہم نے یہ suggestions include بھی کی ہیں- اس کے بعد مس ہیرا بتول، مس ماریہ اسحاق ، صفیان اور مسز اسد جنجویہ جنہوں نے اس پالیسی کے لیے کام کیا ہے، میں ان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس House کے لیے اتنی جامع پالیسی تیار کی ہے-

اس کے ساتھ ساتھ میں Opposition Leader کا بھی شکرگزار ہوں کہ جنہوں نے اس پالیسی کو own کرنے کی بات کی ہے اور Green Party کی طرف سے اپنی supportاس Houseکو assure کی ہے تو ان کا

بھی بہت شکریہ کہ یہ پالیسی ہے اور یہ اس پورے House کی طرف سے جائے گی- میرا نہیں خیال کہ اس کے اندر loop holes وغیرہ ہوں گےکوئی ایسی suggestions ہیں، ان کا جواب بھی دے دیا گیاہے اور کوئی ایسی بڑی بات نہیں رہ گئی جس کا اس پالیسی کے اندر include کرنا بہت ضروری ہے- میں Leader of the House اپنی پوری cabinet کی approval کے ساتھ جو Chairman Standing Committee کی طرف سے announce کی گئی ہے اور یہ پالیسی یہاں پر stand کرتی ہے-.Thank you Madam.

Madam Deputy Chairman: Thank you very much. Before we move to the next item on the agenda today, I would make a request to all the Parliamentarian specially the Chairmen of the Standing Committees and the Ministers that you should try at least to present the policy or give the copies of the policy to all the parliamentarians a little time before this is presented in the House so that at least they can analyze and they can give it and they can give their comments, their suggestions, their feed back or if they want to make any amendment to that policy that should be done before it is presented so that it is just unanimous adopted and approved by every one in the Parliament. The next item on the agenda is a resolution by Syed Waqas Ali Kausar.

Syed Waqas Ali Kausar: Thank you Madam Speaker, Syed Waqas Ali Kausar to move the following resolution this may discussion that cross media ownership should be band in order to bring diversity and transparency in media. Madam Speaker,

میں یہاں پر یہ بات کہنا چاہتا ہوں it is no
doubt, media is an effective tool of
communication اور social accountability کا
ایک ستون ہے، وہ بھی modern دنیا اور آج کی دنیا
میں ہے۔ ہمیں یہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہیے جو
بھی media channel ہے جو بھی information کی
resource ہے، اس کا اپنا certain view point
ہوتا ہے، دنیا میں 100% objective reporting,
objective view نہیں ہے۔ میں اس حوالے سے ایک
اور بات کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے media کی
history میں دیکھا جائے تو almost majority of
the big channels جن کی viewer ship ہے، وہ وہی
لوگ ہیں جن کے پاس print media بھی ہے اور پھر
انہوں electronic media کا بھی سہارا لیا ہوا
ہے۔ اس حوالے سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ان
کی training کے حوالے سے دیکھا جائے تو دونوں
کے different backgrounds ہیں، دونوں کی
different requirements ہیں، آپ کے electronic
media کو world wide دیکھا جا رہاہے اور آپ کا
جو print media ہے، اس کی اور dynamics ہیں۔ میں
اس حوالے سے یہ کہنا چاہتاہوں کہ پاکستان میں جو
آج بھی یہ culture چل رہا ہے کہ cross media
ownership کو allow کیا گیا ہے، اس کی وجہ
سےdiversity بھی نہیں آرہی - دوسری بات یہ ہے کہ
ہمیں یہاں پر media policy پر accountability کا
ایک مسئلہ آیا کہ who will keep the check on the
media. بات یہ ہے کہ guest Speaker told today کہ
media پر ایک effective check آج کی دنیا میں
Government نہیں رکھ سکتی کیونکہ it is almost
impossible اگر آپ media میں diversity لائیں گے
اور media میں different لوگوں کو لائیں گے، ایک
different pattern کے لوگ آئیں گے تو media

ہو جائے will be diverse or transparent itself
گا-آپ ایک ہی لوگوں کو ایک طرح کا مہیا set up,
کریں گے تو it will create monopoly اور ایک
at the end of the day بن جاتی ہے اور hegemony
media movers یہی لوگ---- بنتے ہیں اور یہی لوگ
ہوں گے- میں کہنا چاہتاہوں کہ اگر اسی طرح سلسلہ
جاری رہا تو آپ کی policies جو اگر اسمبلی میں یا
cabinet میں بنتی ہیں، کل پھر کسی programme کے
studio میں بنیں گی، it is real and serious
issue تو میں یہی مشورہ دوں گا کہ cross media
ownership کو ایک حدتک بلکہ میں کہتا ہوں کہ اس کو
ban کیا جائے in order to bring diversity and
transparency in the media.

Madam Deputy Speaker: Honourable Yawar Hayat.

Mr. Yawar Hayat Shah: Thank you respected Speaker.

میں سب سے پہلے اس بات پر روشنی ڈالنا چاہوں
گا کہ جو انہوں نے لفظ diversity and
transparency in media use کیا ہے تو یہ free
media کے لیے essenceہے کہ وہ transparent ہو
اور اس میں diversify opinion ہو،
diversification میں dialectical process اگر use
کیا جائے تو thesis vs anti thesis اس طرح
syntheses پر پہنچا جا سکتا ہے اور ایک اچھی
opinion سامنے آ سکتی ہے- media Transparency
freeکے لیےایک basic essence ہے اور اس کے بعد
good governance کے لیے transparency
prerequisite ہے تو ان factors کو fulfill
کرنے کے لیے انہوں نے کہا کہ cross media
ownership کو ban کرنا چاہیے، ban تو in a
sense یا اس کو curtail کیا جائے کہ اس میں

ان کی diversification میں opinion میں آ سکے۔ Thank you.

Madam Deputy Speaker: Honourable Hamid Hussain.

جناب حامد حسین: شکریہ میڈم سپیکر۔ اس میں resolution میں جو 2 words ہیں، ایک cross media ownership اس کو diversity and transparency سے link کیا گیا ہے، اس کو بالکل ٹھیک طرح سے portray کیا گیا ہے۔ میں clear picture کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت media کی جو صورت حال ہے، وہ اس طرح ہےپہلے جو لوگ print media میں تھے، وہی ان کی سوچ ہے، وہی ان کا طور طریقہ ہے، انہی لوگوں کو شامل کیا گیا ان میں جو زیادہ blue تھےwhite یا ان کو جو بھی کہہ لیں، ان کو electronic media میں بھرتی کر لیں۔ اب اس سے آگے کوئی چیز آئے گی تو یہی لوگ جائیں گے تو یہی ایک تسلسل ہے تو نئی change کا راستہ روکا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہےکہ جب کسی ایک group کی monopoly ہوتی ہے، کسی بھی media میں جیسا کہ دو چار groups ہیں تو ان کا اخبار ہے، وہ بھی پاکستانی سیاست میں اس میں اثرانداز ہوا ہے۔ اس کے جو anchors ہیں بلکہ میں اس تھوڑا سا اور brief کروں اور تھوڑا سا اور particular rise جو ڈاکٹر شاہد مسعود ہیں، ان کی بےنظیر کے ساتھ political affiliation ان کا جو ایک programme جوابدہ میں تھا، آپ اس کے ساتھ دیکھ سکتےہیں، ان کس طرح سے PTV کی Chairmanship دی گئی، وہاں سے، جیو سے، ادھر سے thoroughly پھر جنگ میں لکھ دیا ہے۔ تو لوگوں میں اتنی obsession آگئی ہے کہ ایک شخص ڈاکٹر عامر لیاقت حسین ہے، حسن نثار ہے، وہ ان کو جنگ میں بھی دیکھتے پھر ادھر بھی دیکھتے ہیں، صبح اس کو Express News میں پڑھتے، شام کو اسی اخبار میں دیکھتے ہیں۔ Information کا

جو headquarter ہے، وہ بہت زیادہ concentrate ہو گیا ہے اور ایک ہی جگہ سے ایک ہی طرح کی information آرہی ہے جس عوام کا point of view ہے، وہ diverse نہیں ہو رہا ہے۔ ہر جگہ media کا کام یہ ہوتا ہے کہ ہر پہلو دکھانا ہوتا ہےجب تک آپ mediaمیں diversity نہیں لائیں گے، اس کے لیے یہ زیادہ ضروری ہے کہ ہم اس کو Government کی سطح پر ban نہیں کر سکتے لیکن ہم ایسے اقدامات ضروری کر سکتے ہیں کہ جیسے احسن اقبال صاحب نےبات کی جو pebblesہیں، ہم ان کو encourage کریں کہ وہ different point of view دیں۔ Cross media ownership کے حوالےسے ایک اور بات ہے کہ جو media channels ہیں، ان کے headquarters ہیں یا جو bureau offices ہوتے ہیں، ہم ان سے کہیں صرف capital تک محدود نہ رکھیں بلکہ Northern area سے لے کر FATA اس طرح سے ان کو disburse کر دیں۔ اس طرح cross media ownership پر check آ سکتا ہے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Abdullah Leghari.

جناب عبداللہ لغاری: شکریہ میڈم سپیکر۔ یہاں پر جو cross media ownership کے حوالے سے بات ہو رہی ہے اور جس طرح سے Government کی side سے recommendations آرہی ہیں کہ cross media ownership کو ban کرنا چاہیے، اول تو یہ ban ہو نہیں سکتا، ایک بات یہ ہے۔ دوسری بات یہ ہےکہ یہ جو curtail کرنے کی بات کر رہے ہیں، آج اس globalization کے دور میں اور ایک commercialist دور میں curtailکرنے کی بات کر رہے ہیں تو پھر تھوڑے سے اس کے measures وغیرہ یا اس کیauthenticityکے حوالے سے بھی ہمیں ground وغیرہ provide کریں کہ کس حد تک کون curtail کرے

گا- کیا Governmentکس bases پر curtail کرے گی- کیا reasoningہو گی، کیا یہی reasoningقرار دی جائے کہ یہ monopoly ہے کیونکہ یہی realizeکرنا چاہیے کہ اگر وہی group آج print media میں کام کر رہا ہے، وہی electronic media میں کام کر رہا ہے تو ان کے پاس اتنے resources کہ وہ یہ چیز کر سکتے ہیں اور اسی resources کو curtail نہیں کر سکتے- وہ اگر کسی کا right ہے تو آپ اس investment کو آنے سے نہیں روک سکتے، just for reason کہ ایک certain groupکا influence ہو گا- میں یہاں پر ایک بات واضح کرتا چلوں کہ انہوں یہاں پر journalist کے حوالے سے بات کی، journalist ایک الگ body ہے اور جو media ownership ہے، وہ ایک الگ قصہ ہے- Media ownership individually ایک certain group کے under آتی ہےاور journalist کی journalist, ownership کا حساب کتاب اس سے منسلک ہونا، وہ ایک قصہ other ہے، journalist is free to choose to any media ground, any media organization he and she wants to. یہ کہنا کہ ہم حامد میر صاحب کو اخبار میں اور وہاں بھی بہت دیکھ لیا، شاہد مسعود صاحب کو دیکھ لیا، کل تک ان کو دیکھ لیا، پرسوں ان کو دیکھ لیا، میرے خیال میں یہ کہنا کوئی صحیح بات نہیں ہو گی کیونکہ ان کے پاس exercise کرنے کی option موجود ہے کہ اگر کل ان کو Royal News میں جانا ہے یا کل کسی چھوٹے group کے ساتھ منسلک ہونا ہے، چاہے وہ دنیا نیوز ہے تو وہ ان کی اپنی choice ہے-

جہاں تک ownership کی بات ہے اور media organizations کے حوالے سے ان کے ownership کی تو وہ ایک بہت بڑا group چلا رہے ہیں، اگر ownersان کا successful print media پاکستان میں ہو

چکا ہے یا ان کا کسی اور forum پر successful ہے
- آپ ان کو اس بات سےقطعی نہیں روک سکتے کہ وہ
electronic media میں آ کر investment نہ کریں،
just for the sake of the reason کہmonopoly
create ہو جائے گی۔Monopoly create نہ کرنے کے
اور بڑے طریقے ہوتے ہیں، monopoly create نہ
کرنے کے حوالے سے legislation کی جاتی ہے، اس
legislation میں provide certain clauses کئے
جاتے ہیں جس کے حوالے سے یہ بات کی جاتی ہے کہ
نہیں ایک حد تک policy framework ہوگا - ویسے بھی
پاکستان میں آج صرف دو تین group موجود نہیں ہیں،
بڑھتے ہوئے news channels اس بات کا واضح ثبوت
ہیں کہ کسی قسم کی ایک side کی monopoly نہیں ہے،
monopoly تب create ہوتی ہےجب اس کیviewer ship
کے حوالے سے بہت زیادہ popularity ہو اور اگر اس
کی popularityہے تو obviously it will reach the
heights of success that is unmatchable and
that is not wrong in my opinion. میرے خیال
میں انہوں نے جو gross ownership کو diversity
and transparency سے link کر کےgrounds provide
کئے ہیں، یہ بڑی سی بات ہے، vague transparency
آج بھی موجود ہے، اگر نہیں ہے تو اس حوالے سے
feedback ہمیشہ عوام کی موجود ہوتی ہے۔ وہ اس چیز
کو proveکرنے کے لیے کافی ہوتی ہے کہ شاید یہ
transparentنہیں ہے اور ان کا کام
diversification produce نہیں کر رہا لیکن ان کی
یہ بات قطعی ٹھیک نہیں ہے کہ اس وجہ سے بہت بڑے
groups کھڑے ہوئے ہیں، انہوں اتنے عرصے میں نام
کما لیا ہے اور باجود باقی groups کے انہوں نے
اتنا success achieve کیا تو just for the sake
of thatہم کہیں ان کی create monopoly ہو گئی ہے
اور اتنی بڑی investment کو آنے سے روک دیں۔
Thank you very much.

Madam Deputy Speaker: Honourable Niaz Mustafa.

جناب نیاز مصطفٰے:شکریہ میڈم سپیکر- میڈم! تھوڑی دیر پہلے ہمارے سامنے media policy announce ہوئی تھی، مجھے پہلے شک اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ان کی veracity and understanding اور ان کی نیت پر یہ جو further کرنے والے ہیں- انہوں نے پہلے announce کیا، ہم media کو آزادی دے رہے ہیں اور اب یہ لائیں ہیں کہ ہم دو channels کو اکٹھے نہیں ہو نے دیں یعنی print media and electronic media کو اکٹھے نہیں ہونے دیں گے- مجھے یقین ہے کہ یہ جو next resolution آئے گی، اس پر یہ کہیں گے کہ ہم we are going to ban more than 2 channels of one group یہ ایسے کہہ دیں گے- جیسے جیو کے کئی channels ہیں، آگ ہے، کچھ entertainment ہیں اور news ہیں، یہ کہہ دیں گے کہ جو news channel ہے، اس کو بند کر رہے ہیں اور entertainment channel کو کھول رہے ہیں اور پھر entertainment بھی بند کر دیں گے- مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے- میڈم اس میں خاص بات یہ ہےکہ انہوں نے self contradictory اور بہتvague قسم کی statement دی ہے- اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے کہ یہ بات کرنا کہ ایک بندے کی ایک factory ہے، میں اس کو دوسری نہیں لگانے دوں گا، business ہو رہا ہے، لوگوں کو کاروبار مل رہا ہے، لوگ اپنی محنت کر کررہے ہیں، کچھ لوگوں کو realize کر وا رہے ہیں- پہلے پاکستان میں صرف print media تھا تو print media کے جو experienced لوگ تھے، وہ اب electronic media میں آگئے ہیں، وہ اچھی طرح role play کر رہے ہیں- اب میرے جیسے un-experienced بندے چلے جائیں گے تو وہ کیا کر پائیں گے، ان کوا س بات پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ آ

کر وہاں وہ والی بات کریں کیونکہ اس سے پہلے انہوں ہزاروں fan بنائے ہوئے ہیں، ان کے articles پڑھنے والے لوگ بنائے ہوئےہیں، ان کو اس سے کیا تکلیف ہے۔

میڈم دوسری بات یہ ہے کہ یہ میرے فاضل ممبر نے جذبات میں آ کریہ resolution پیش کر دی ہے، میری request ہے ، یہ اس کو withdraw کر لیں، یہ کچھ نہیں ہے، یہ صرف پارلیمنٹ میں نام لکھوانے کے لیے آئی ہے، باقی اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

Madam Deputy Speaker: Please don't make such comments; everybody has a right to present a resolution in this House. If you do contradict to the resolution, you can talk about that but you cannot as a just questions someone intention to present a resolution.

ایک معزز رکن: یہ blue party کی طرف سے بھی stance آر ۱۵ ہے کہ ہمیں موقع دیا جائے، ہم اس کے خلاف بولیں گے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: I would suggest that the last speaker from the green party speak and then you can clarify whatever doubts they have all questions here. Mr. Essam Rehmani.

Mr. Mohammad Essam Rehmani: Honourable Speaker, I think there has been some sort of mistake, either in the resolution or either in the titled above point No. 4. It says this House may discuss
تو یہ motion ہو گیا۔ So, I think there is no harm in discussing it. پہلی بات یہ ہے کہ cross media ownership کی پہلی بھی بات یہی ہے اور آخری بھی بات یہی ہے، ایک تو مجھے ان کا ابھی تک point سمجھ نہیں آ رہا کہ ایسا کیوں نہیں ہو سکتا۔ دوسری بات یہ کہ اگر ایسا ہوتا ہے تو اتنے بڑے بڑے groups ہیں جو کہ پاکستان کے لیے کام کر رہے

ہیں، Express ہے، Jang ہے، they are all owning to sort of media, to categories of media at the same time and we are benefiting with both of them together.

دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت جو پاکستان کی صورتحال ہےاس میں publications مسلسل کم ہوتی جا رہی ہیں۔ 2003 تک جو boom آیا تھاکہ publication circulation increase کررہی تھی پھر مزید وہ 2007 تک saturation point پر آئی۔ 2007 کے بعد written publication مسلسل کم ہوتی جا رہی ہے، اگر ہم لوگ اس کو بھی ایک resolution کرکے cross ownership adopt کر لیتے ہیں تو print media مزید shrink ہوتا جائے گا۔ اس کی وجہ سے جو matter یا اصل substance جو کہ آپ کو پڑھنے سے ملتا ہےوہ نہیں ملے گا اور آپ کی publication کم ہو گی اور جب اس طرح ہو گا تو آپ بالکل ہی nil پر آ جاؤ گے this will hugely affect the masses in general of the country. So, I believe کہ اس کا directly influence یہ ہو گا کہ publication کم ہو جائے گی کیونکہ more peoples are attended to towards the entertainment of electronic media and that they are illiterate. However, the literate people require publications and require material of substance. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی وقاص صاحب۔

سید وقاص علی کوثر: میڈم سپیکر! میرا intent کچھ اس طرح تھاکہ آپ ایک ہی گروپ کو یا دو groups کوجتنے licenses دے رہے ہیں، اگر جیو کے گروپ کو لیں یا کسی دوسرے کو لیں۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ diversity کیسے لا رہے ہیں؟ کیا کسی گروپ کا کوئی vision or objective نہیں ہے؟ یہاں نیاز صاحب نےfactories کی بات کی، مجھے حیرانگی یہ ہو رہی ہے کہ ایک فیکٹری اور میڈیا کی investment

میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے، at least انہیں اتنا تو پتا ہونا چاہیے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو اگر یہی investment چاہیے تو آپ اس channel process کوeasy کیوں نہیں کر دیتے۔ پاکستان میں لاکھوں لوگ ہیں جو invest کرنا چاہتے ہیں، آپ کے ہی جو صحافی جو اس میں کام کر رہے ہیں وہ دوسرے میں بھی تو جا سکتے ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو monopoly بن رہی ہے اور آج دو ، تین media groups پر آ رہے ہیں، میں آپ کو guarantee دے کر کہتا ہوں کہ کچھ عرصے بعد یہی لوگ media mughal's ہوں گے، یہی لوگ آپ کے media conglomerates ہوں گے اور جو آپ کی policies پارلیمنٹ میں بن رہی ہیں یہ ان کے houses میں بنیں گی. it's a natural ہمیں یہ ماننا چاہیے کہ آج world میں CNN effect ہے، rest depends on them but its my point of view but license process should be made easy. جہاں تک publication کی بات کی ہے تو پاکستان میں بہت سے لوگ publications کے لیے کام کرنا چاہتے ہیں، آپ process کو کیوں مشکل بنا رہے ہیں۔ کیا ایک بندے کو TV channel میں کام کرنے کے لیے صرف بڑے بڑے houses پر جانا چاہیے؟ Let the process be easy آپ اس کو easy بنائیں، پاکستان میں بہت سے لوگ ہیں جو اس پر کام کرنا چاہتے ہیں۔ آپ خود دیکھیں کہ میڈیا کی آزادی پر سات آٹھ سال ہوئے ہیں، کتنے لوگ آئے ہیں، ابھی بہت سے اور لوگ بھی آئیں گے but the process should be made easy لیکن یہ نہ ہو کہ ایک hegemony and monopoly بن جائے ، پھر at the end of the day کسی channel کا وہی Ptvوالا role ہی ہو گا - Thank you very much.

Mr. Abdullah Khan Leghari: Point of order, Madam Speaker.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی عبداللہ صاحب۔

جناب عبداللہ خان لغاری: میڈم سپیکر! یہ جو over 35 news بات کر رہے ہیں، پاکستان میں channels موجود ہیں اور یہ اس سے زیادہ کیا licenses چاہتے ہیں کہ مزید procedure آسان کر دیا جائے ، ان کے علاوہ اور بھی groups موجود ہیں۔ یہ کہنا قطعی صحیح نہیں ہو گا کہ صرف دو تین groups ہیں، اس کے علاوہ بھی یہاں پر exist کرتے ہیں اور ہر Journalist کے پاس ہر جگہ جانے کی choiceہے، جہاں اس کو monitory benefit زیادہ ملے گا تو off course they will join the same organization. آپ اس بات پر قطعی check and balances نہیں لگا سکتے کہ وہ صرف اس وجہ سے وہاں پر جائیں گے کیونکہ influence کریں گے، کل کو نئے آئیں گے وہ بھی influence ہو سکتے ہیں۔ شکریہ۔

Mr. Sufian Ahmad Bajar: Madam, point of order.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی سفیان صاحب۔

جناب سفیان احمد بجار: میڈم! میں یہ بات کرنا چاہتا تھا کہ business point of view سے اگر آپ journalism business model study کریں تو جتنے TVبھی ہیں وہ papers کے کیوں آ رہے ہیں کیونکہ papers کا ایک infrastructure developed ہے، ان کے journalist ہر ٹاؤن، ہر جگہ ، ہر شہر میں representative ہیں۔ اب ایک نیا TV کا duel setup کیسے کریں گے، ان کے لیے easy ہوتا ہے - دوسری بات یہ ہے کہ ہر دوسری resolution میں ان کو curbed کرنے کی بات نہ کی جائے اور ضروری نہیں ہے کہ ایک resolution آ گیا ہے تو ہم نے اس کو آج pass کرا کر ہی جانا ہے اور اگر اس wording میں pass نہیں ہو گا تو اس کی wording تھوڑی change کر کے pass کرا کر ہی جانا ہے۔ اگر ہم اسے سے agree نہیں کرتے تو ضروری نہیں ہے کہ ہم اسے pass

کریں۔ میں کہوں گا کہ ہم ہمیشہ fare voting اور ہوyesپر جا کر بند نہ کر دیں، No's پر بھی آئیں۔

Mr. Ansar Hussain: Madam, Point of order, if you allow me.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی انصار صاحب but please be briefed.

Mr. Ansar Hussain: I will be précised.

یہاں پر جو فاضل ممبر نے initiate کیا ہے، ان کی باتوں سے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ یہ diversity of groups چاہتے ہیں۔ وہ تو آپ کہیں بھی create نہیں کر سکتے، اس پر آپ ban نہیں کر سکتے۔ یہ business نہیں ہے، جس طرح دوکانداری ہوتی ہے یا کوئی spare parts کا business نہیں ہے، یہ ایک مخصوص literary circle کا کام ہے۔ میرے خیال سے آپ print media and electronic media کے ownership کو curtail or ban کرنا بہت غلط بات ہے۔شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. I would request the honourable Youth Prime Minister to make his comments about this resolution.

جناب وزیر اعظم: شکریہ میڈم سپیکر۔ جس طرح اپوزیشن لیڈر نے اس بات کی نشاندہی کر دی ہے کہ یہ resolution نہیں ہے بلکہ یہ ایک motion ہے اور اس کی اسی context میں دیکھا جانا چاہیے۔ کسی بھی چیز کو debate کرنے میں کوئی برائی نہیں ہے۔ گرین پارٹی کی طرف سے بھی ہمارےپاس کافی positive suggestions آئی ہیں جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ کسی بھی media company کے لیے different channels کھولنا کوئی غلط بات نہیں ہے اور اس لوگوں کو روزگار کے علاوہ بہت سے دوسرے فوائد مل سکتے ہیں لیکن جو مسٹر وقاص کا intent تھا وہ بھی دیکھنے والا ہے کہ ان کی کیا reason ہے کہ وہ اس پر لے آ رہے ہیں کہ وہ کس طرح کی diversity چاہتے ہیں۔

میڈم سپیکر! میری suggestion یہ ہے کہ اسے Standing Committee on Information کو refer کیا جائے اور اگر انہیں بہتر لگے تو اس پر کام کریں اور اگر وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بہتر نہیں ہے تو بے شک اس کو discard کر دیں۔ یہ ان کی ذمہ داری پر ڈال دینی چاہیے تاکہ جو اس کمیٹی میں میڈیا کے expert لوگ موجود ہیں وہ اس بات کو دیکھ لیں۔

Thank you Madam Speaker.

Madam Deputy Speaker: Thank you very much. Now this resolution is converted into a motion and stands refer to the Standing Committee on Information. The next item on the agenda today is a resolution by Mr. Muhammad Abdullah Zaidi.

Mr. Muhammad Abdullah Zaidi: Thank you Madam Speaker. This House is of the opinion that the war that the western media has waged against Pakistan is both unnecessary and hyped and serious measures should be taken to counter it.

میڈم سپیکر! آج اس resolution کو لانے کا مقصد یہ ہے کہ اس حوالے سے بات کر سکیں کہ جو western media ہے وہ جب ہمارے پر report کرتا ہے تو وہ کتنا accurate ہے اور western media کی جو اپنی میڈیا ہے اس میں اس کے reform کا process کیا ہے۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ آجکل پاکستان کے nuclear assets ایک global property بن گئے ہیں اور ان کے بارے میں ہر قسم کے خدشات ہر قسم کے forum پر اٹھائے جا رہے ہیں اور ہماری گورنمنٹ بھی انتہائی apologetic ہو گئی ہے۔ اس کو counter نہیں کیا جا رہا ، اب ہم defensive پر آ گئے ہیں، ہم یہ کہتے ہیں کہ نہیں جی ہمارے nuclear weapons

save ہاتھوں میں ہیں ، ہم بار بار retreat کرتے ہیں اور بار بار doubts raise کرتے ہیں۔
دوسری بات میں جو American print media ہے اس کی neutrality پر آؤں گا ۔ American media میں جو opposite editorials ہوتے ہیں ، 90 میں survey ہوا تھا کہ جو editorial میں جو top ten columnists ہیں ان میں دس میں سے نو rightist ہیں اور ایک progressive ہے یا leftist ہے۔ Chals Kathrumer, William F. Buckley and Thomas Fieldsman ایوارڈیافتہ journalist ہیں، ان کی controversy مشہور ہے کہ یہ غلط بات کہتے ہیں لیکن پھر بھی ان کی circulation print media میں سب سے زیادہ ہے جبکہ Roberts Keyar جیسے جو کالم نگار ہیں ان کو fire کر دیا جاتا ہے اگر یہ rock war کے خلاف بولیں۔جب 2000 میں IMF اور world bank کا consocia ہو رہا تھا تو سب سے پہلے anticipate کیا جارہا تھا کہ public میں ان کی بڑی حمایت ہےلیکن جب وہاں پر ہزاروں لوگوں نے IMF and World Bank کے خلاف protest کیا تو یہ Thomas Fieldsman صاحب کہتے ہیں کہ یہ تو وہ alliance ہے جو کہ غریب کو غریب رکھنا چاہتی ہے، یہ تو سارے economic quakes ہیں، ان کو تو economics کا کچھ پتا ہی نہیں ہے۔
سب سے پہلی بات یہ کہ اس میں کیا کیا جا سکتا ہے، کیا یہ جا سکتا ہے کہ ایک ٹیم بنائی جا سکتی ہے، cells بنائے جا سکتے ہیں جو کہ universities میں ہوں، جو صرف western media کو counter کرے کیونکہ western media کی viewership آپ سے بہت زیادہ ہے اور english channels کی انتہائی ضرورت ہے، آج تک ہم نے Geo English کو تو لائسنس دیا نہیں ہے۔ Down news تو British brands کو لے کر آتا ہے، دنیا میں شایدDown news کا accent کسی

کو شاید ہی سمجھ آتا ہو۔ الجزیرہ نےprint media میں جو orchestrate revolution کیا ہے، ہمیں اس طرح کی revolution کی ہمیں بے حد ضرورت ہے۔ ہم بھی western media کو counter کریں، ان کے احاطہ میں جا کر channel new english کھولیں جن کی کہ global viewership ہو۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Zameer Malik.

جناب ضمیر احمد ملک: بہت بہت شکریہ میڈم سپیکر صاحبہ۔ مجھے اس resolution کا متن سمجھ نہیں آیا کہ آپ western media کو counter کر رہے ہیں، آپ یہ کس طرح کریں گے؟ آپ کا جو میڈیا ہے وہ تو پاکستان سے باہر دیکھا ہی نہیں جاتا اور آپ western media کو counter کر رہے ہیں - آپ diplomacy کے through بھی counter نہیں کر سکتے کیونکہ آپ خود یہاں پر کہتے ہیں کہ آزادی رائے ہو، میڈیا کو آزادی چاہیے۔ ان کا میڈیا اگر کوئی بات کہہ دے تو آپ کہتے ہیں کہ آپ ہمارے خلاف propaganda کر رہے ہیں - وہ اگر یہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں دہشتگردی ہے اور پاکستان میں آگ لگی ہوئی ہے تو وہ غلط تو نہیں کہتے ہیں - اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ کے nuclear assets غیرمحفوظ ہیں تو کیا غلط کہتے ہیں۔ آپ GHQکے باہر جائیں وہاں فوج باہر نہیں نکل رہی، وہ جو لڑ رہی ہے وہ تو فاٹا میں لڑ رہی ہے لیکن لاہور میں جائیں، اسلام آباد میں جائیں، کراچی میں جائیں، میں کراچی میں رہتا ہوں، کراچی یونیورسٹی کے ساتھ ملیر کنٹونمنٹ کا علاقہ ہے، ہم کراچی یونیورسٹی سے ملیر کنٹونمنٹ کو cross نہیں کر سکتے کیونکہ آرمی allow نہیں کرتی، اسے خوف ہے۔ Western media جو کہہ رہا ہے وہ غلط نہیں کہہ رہا۔ ہم اپنا گھر سدھار لیں سب کچھ صحیح ہو جائے گا۔ اگر western media غلط کہہ رہا ہے تو میرا خیال

ہے کہ ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا اور اگر وہ صحیح کہہ رہا ہے تو ہمیں اپنے عمال کی تصحیح کرنی چاہیے۔ میرے خیال میں اس resolution پرہمیں زیادہ بات نہیں کرنی چاہیے۔ آپ اپنے معاملات کو دیکھو، آپ US میں جا کر ان کے معاملات کی بات کر رہے ہو۔ وہاں پر تو میڈیا بہت free ہے، آپ کس طرح counter کرو گے۔ مجھے عبداللہ زیدی بھائی آخر میں تھوڑی clarification دیں - شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ احمد نور صاحب۔

جناب احمد نور: میں ان سے یہ request کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں یہ بتائیں کہ جب لندن میں پاکستانی students کو پکڑا گیا تو اس وقت western media کا attitude تھا اور جب بعد میں ان کو relies کیا گیا تو اس کے بعد انہوں نے کیوں explain نہیں کیا؟ اس کے بعد ان کو بالکل بھلا دیا لیکن پہلے جب ان پر terrorist کا الزام لگا تو پوری western media نے پاکستان کو portray کیا - یہ نہ سمجھیں کہ وہ ہمارے ساتھ sincere ہیں، وہ پاکستان کے خلاف action کر رہے ہیں - ہمارے ایٹمی ہتھیار محفوظ ہاتھوں میں ہیں اور اس طرح کا statement ایک parliamentarian کی طرف سے آنا بہت افسوسناک بات ہے۔

Mr. Zameer Ahmed Malik: Madam Speaker, point of clarification.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی ضمیر ملک صاحب۔

جناب ضمیر احمد ملک: میڈم ! بات یہ ہے کہ international relations میں کوئی دوست نہیں ہوتا even کہ جو آپ کا میڈیا ہوتا ہے in international relations کو دوست نہیں ہوتا۔ ہم تو دوستی کی بات ہی نہیں کررہے، ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ اپنے گھر کو دیکھو۔ وہ تو آپ کے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں گے کیونکہ یہاں پر interest کی

international politics ہوتی ہے، politics interest کی ہوتی ہے۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Eassam Rehamani.

جناب محمد ایصام رحمانی: میڈم سپیکر! اگر آپ کی اجازت سے بولا جائے تو ہاؤس کے حسن میں زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: ایصام صاحب! ویسے بھی nobody can speak without my permission, I can even close there mikes, if I want. Honourable Waqar Nayyar.

جناب وقار نیئر: میڈم سپیکر! جان کی ایمان پاؤں تو کچھ کر عرض کروں؟

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی عرض کریں۔

جناب وقار نیئر: میڈم سپیکر! Sentiment تو بہت اچھا ہے لیکنappreciate کرنا چاہیے کہ عبداللہ زیدی صاحب ایک ایسے David ہیں جنہوں نے بہت بڑے goliath کو پتھر مارنے کی کوشش کی ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ international media اتنا monster ہےکہ آپ ایک چھوٹا سا english language channel کھول کر یہ نہیں سمجھ سکتے کہ western countries کی جو population اپنا opinion about Pakistan, we found not by CNN or BBC but would be found by what in english language Pakistani channel is saying. تو I think یہ تھوڑا مشکل ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جس چیز کو counter کرنے کی ضرورت ہے کہ the influence of those channels on the youth of Pakistan itself. جس طرح ضمیر صاحب خودwestern media کی رپورٹ سن سن کر ہماری nuclear assets کی سیکورٹی کے بارے میں پریشان ہو گئے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے میڈیا کے اندر بھی bilingualism

لائیں تاکہ وہ لوگ جن کو انگریزی میں سننےبولنے اور پڑھنے کی عادت ہےتو بجائے اس کے کہ ان کی western media opinion سے shape ہوں بہتر یہ ہو گا کہ local channel ان کو cater کریں۔

جہاں تک اس اقدام کی بات ہے تو I think اس کو support کرنا چاہیےbut I would recommend کہ تھوڑا concrete بتائیں کہ what measures must should be taken and these measures should be taken on whom front, instead of international forum. باقی یہ ہےکہ the war is very over Zulus, to say that the western media has declared war on Pakistan and it has declared a war on Muslims. یہ ایک بڑا myopic and conspresses view point ہے جس سے کہ میں agree نہیں کروں گا۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ فلسطینی cause کا تمام Muslim states کی foreign offices سےزیادہ جو دنیا میں vocal mouth piece ہے وہ شاید BBC television and BBC radio service ہے کیونکہ وہ بھی وہ facts پہنچا دیتے ہیں جو کہ ہماری foreign offices یا ہماری foreign services بھی نہیں پہنچا سکتیں۔ I think ہمیں اپنے myopia سے تھوڑاس ے باہر نکلنا چاہیے، میڈیا کو اس پر تھوڑا treat neutral کرنا چاہیے لیکن اس بات کی واقعی ضرورت ہے کہ foreign media کا جو ہماری local youth پر اثر پڑ رہا ہے اسے بالکل counter کرنے کی ضرورت ہے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Abdullah Leghari.

جناب عبداللہ خان لغاری: شکریہ میڈم سپیکر۔ زیدی صاحب جو resolution لے کر آئے ہیں اس میں western media کے propaganda کے حوالے سے بات چیت کی گئی۔ اس کے لیے تھوڑا سے background میں جا کر سمجھنے کی کوشش کرنی ہو گی کہ آخر یہ چیز کس طریقےسے ، کس planning کے تحت buildup کی جا رہی

ہے۔ اگر ہم western media, print media and
electronic media کے حوالے سے ان کے articles
or electronic media پر campaign دیکھیں تو ہم
ہمیشہ سے پاکستان کے حق میں کبھی نہیں رہے۔ چاہے وہ
ہمارے civilian setup کی بات ہو، چاہے وہ ہمارے
war on terror کے حوالے سے کنٹرول کی بات ہو،
چاہے وہ ہمارے nuclear assets کے حوالے سے بات
ہو، کسی بھی طور پر western media نے پاکستان کی
side line کبھی نہیں لی۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم کہتے
ہیں کہ وہاں propaganda کیا جا رہا ہے تو ہم قطعاً
یہ نہیں کہتے ہیں کہ کوئی دوست نہیں ہوگا۔ جیسے ضمیر
ملک صاحب جدباتی اندازمیں کہہ رہے تھے کہ
international assets میں دوست تو کوئی نہیں ہوتا
لیکن ہمیں خود کا حساب کتاب دیکھنا ہو گا - خود کا
ہم نے ضرور دیکھنا ہے لیکن ہر وقت ہمیں یہ
یاددہانی کرانا کہ do more policy ہے یا ہمارا
President category five disaster کا President
ہے یا بار بار یہ بتانا کہ پاکستان کی نیت war on
terror پر counter کرنے کی اس حوالے سے ٹھیک
نہیں ہے یا ہمارے nuclear assets غیر محفوظ ہاتھوں
میں جا رہے ہیں، طالبان اسلام آباد کے قریب آ رہے
ہیں۔ وہاں بیٹھ کر یہ perception buildup پر کرنا
قطعی ہماری ground reality سے match نہیں کرتا۔یہ
وہ western media ہےجو وہاں ایوانوں میں بیٹھ کر
interaction دے کر وہ اپنے perceptions create
کر رہے ہیں جبکہ یہاں ground reality کچھ اور ہے۔
یہ وہی western media ہے جو کبھی خود وزیرستان کے
آس پاس نہیں گیا، جس کو پاکستانی آرمی کی
reality کا نہیں پتا کہ اس پوری war میں ہماری ہی
فوج کے سب سے زیادہ لوگ شہید ہوئے ہیں بجائے اس
کے افغانستان میں امریکن مرے ہیں۔ یہ وہی میڈیا ہے
جو کہ پاکستان کے خلاف ایک think tank ان policy

makers کی بنیاد پر build کر رہا ہے جنہوں نے partisan basis پر ایک side line لی ہوئی ہے، کسی پارٹی کی ہمدردیاں کسی کے ساتھ ہیں اور کسی کی ہمدردیاں کسی اور طرف ہیں تو اس حوالے سے وہاں think tanks خود بھی divided ہیں۔ وہاں کے حوالے سے جو بھی policies آرہی ہیں اس کے لیے یہ سمجھنے کی ضرورت ہو گی کہ at the moment شاید ہمارے ہاؤس خود in order نہ ہو لیکن جو steps اٹھائے جا رہے ہیں اس کے بعد بھی ہمیں do more کے حوالے سے یہ بات بار بار سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہمارے nuclear assets safe نہیں ہیں، یہ بات یہاں پر clear ہو جانی چاہیےاور ہماری طرف سے بھی statements بڑی clear issue ہو چکی ہیں ، چاہے ہو Chief of Army Staff ہوں، چاہے وہ President ہوں اور چاہے کوئی اور بھی اعلیٰ سطحی اجلاس ہو اس حوالے سے بھی یہ بات clear ہو چکی ہے کہ nuclear assets کے safeguard میں ہمیشہ سکیورٹی کو international stand کے against رکھا گیا ہے، ہمیشہ وہ اسی طریقے سے ہے، کسی کو اس حوالے سے علم نہیں ہے اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ situation undermine کی جا رہی ہے۔

اب یہ جو western media نے war شروع کر رکھی ہے اس کو counter کرنے کا یہ طریقہ ضرور ہو سکتا ہے کہ آپ ہاں جو ایسے figures ہیں چاہے وہ media wise ہیں، چاہے ہو political figures ہیں جن کا out side دنیا کے interaction figures ساتھ بہت زیادہ ہے، جن کا policy makers think tank کے ساتھinteraction بڑے level basis پر ہے جو کہ اپنا aggressive policy stance لے کر میڈیا کو handle کر کے convince کر سکتے ہیں کہ پاکستان کے nuclear assets safe ہاتھوں میں ہیں اور ہماری خاص طور پر ہماری law and enforcement

وہ بالکل agencies in order ہیں اور پاکستان کے safeguard کے لیے کسی قسم کا compromise برداشت نہیں کریں گی۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable member Farrukh Jadoon sahib, if you could kindly come to your seat. Honourable Ansar Hussain.

جناب انصار حسین: شکریہ میڈم سپیکر۔ یہ بہت ہی اچھا resolutionپیش کیا گیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب بھی کوئی جمہوری حکومت پاکستان میں برسراقتدار ہوتی ہے تو مغربی ممالک بالکل خصوص امریکہ اور وہاں کی میڈیاکے طرف سے propaganda ہوتا ہے بظاہر جس کا مقصد یہی لگتا ہے کہ یہ غیر جمہوری عناصر کو مضبوط بنا نا چاہتے ہیں۔ اب western media میں ماری ریاستی کمزوری کا بھی واہ ویلا مچایا جا رہا ہے جبکہ ہمارے پاس دنیا کی مضبوط ترین افواج میں سے ایک ہماری فوج ہے۔ ہم دہشتگردی کی جنگ میں ان کے allies تھے اور اب میدان جنگ بن چکے ہیں، پاکستان میں بہت زیادہ destruction آ چکا ہے اور اب یہ پاکستان کا ایک بہت ہی negative image portray کر کے پوری دنیا میں دکھا رہے ہیں۔ ایسی صورتحال میں یہ جو مغرب کا attitude ہے،یہ ناقابل فہم ہے۔ یوتھ پارلیمنٹ کے اس platform سے ہم یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ پاکستان کے نوجوانوں کوریاستی اداروں کی اہلیت پر مکمل اعتماد ہے۔ Foreign media کی طرف سے ہمارے ریاستی اداروں پر جتنے بھی الزامات لگائے گئے ہیں ہم اس کی سخت الفاظ میں تردید کرتے ہیں اور ہم ان سے تقاضا کرتے ہیں کہ پاکستان نے ان کی جنگ اپنے سر لے کر، ان کا ally بن کر، war on terror میں ان کا جتنا ساتھ دیا ہے وہ اس کو نیک دلی کے ساتھ accept کریں اور پاکستان کے image کو بہتر کرنے کے لیے international

communities میں اچھا image بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

یہاں پر میرے فاضل ممبر نے Down News کے english accent اور چیزوں کو criticize کیا، ان کی بات میری سمجھ سے بالا تر ہے۔ ہمیں modernize ہونا چاہیے ، یہ بہت ہی commendable step ہے جیسے کہ Down News جیسے channel آتے ہیں یہ impartial ہو کر صحیح چیزیں کو portray کرتے ہیں۔میں یہ recommend کرتا ہوں کہ اس resolution کی wording بہت ہی aggressive ہے یعنی vague سی ہے۔ لہذا اس کی wording change کی جائے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Abdullah Zaidi sahib, I have the amended version of this resolution and if you could kind speak it.

Mr. Muhammad Abudullah Zaidi: Madam, I should readout the amended version?

Madam Deputy Speaker: Yes.

Mr. Muhammad Abdullah Zaidi: This House is of the opinion that the partisanship of the western media against Pakistan as both unnecessary and hyped and serious measures should be taken to counter it.

میڈم سپیکر! میں یہی opportunity استعمال کر کےذرا وقار نیئر صاحب کی ایک دو باتیں retrate کرنا چاہوں گا۔ میں نے جب بات کی تھی تو میں نے زیادہ تر print media کی بات کی تھی، میں نے electronic media کی بات نہیں کی تھی۔ ان کی BBC والی بات بالکل ٹھیک ہے لیکن all I wanted to says was کہ وہاں ہمارا version جانا چاہیے، اگر الجزیرہ کر سکتا ہے تو ہم بھی کر سکتے ہیں۔ دوسرے فاضل ممبر صاحب جنہوں نے Down News کی بات کی -

مجھے بتائیں کہ Down News کو نسی modernity کا epitome ہے، یہ مجھے سمجھ نہیں آتا۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Niaz Mustafa.

جناب نیاز مصطفیٰ: شکریہ میڈم سپیکر۔ عبداللہ زیدی صاحب نے جو resolution move کی ہے واقعی serious respondance اس پر its very important. ہونی چاہیے کہ ہم اس کو کس طرح counter کر سکتے ہیں۔ پاکستان پر وقعتاً فوقعتاً western media میں مختلف الزامات لگتے رہتے ہیں۔ بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ پاکستان جو کہ اسلامی دنیا کےسب سے طاقتور ترین ملکوں میں سے ایک ملک ہے اس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اس کے weapon of mass destructions کچھ دہشتگردوں کے ہاتھ لگیں گے۔ اس قسم کے پراپگنڈے عراق، ایران اور شمالی کوریا کے خلاف ہوتے رہے ہیں، جو بھی لوگ تھوڑے سے antisentiments against America رکھتے ہیں تو وہاں کے لوگ اسے curb کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور complexes کا شکار کرتے ہیں کہ یہ کسی طرح سے ڈرے رہیں اور ہمارے خلاف آواز نہ اٹھا سکیں۔

عبداللہ زیدی صاحب کی یہ بات درست ہے کہ ہمیں اس بارے میں seriously سوچنا چاہیے کہ ہم اس کو کس ground پر کر سکتے ہیں۔ اگر resources کی بات ہے تو ظاہر ہے کہ پاکستان کے پاس اتنے resources نہیں کہ وہ CNN کے مقابلے میں کوئی اس قسم کا channel بنا سکے یا الجزیرہ قسم کا بنا سکے لیکن جہاں تک ہم کر سکتے ہیں ہمیں پورے resources استعمال کرنے چاہییں۔

باقی رہا پاکستان کے اندر جو ہماری اپنی عوام ہے اس تک message پہنچانے کا طریقہ کار۔ ڈان، جیو اور دوسرے لوگ کام کر رہے ہیں، انہیں اس طرح سے criticize نہیں کرنا چاہیے کہ ان کا accent ٹھیک نہیں ہے، اگر ہم لوگوں میں سے کوئی ایسا

ہےجو کہ اچھا بول سکتا ہے تو وہاں جا کر job کے لیے apply کرے،وہ شاید اسے entertain بھی کریں گے۔

دوسرا یہ کہ جو Embassies کے ذریعے سے یا diplomatic channels کو استعمال کرکے، باقی دنیا کے باشعور لوگ ہیں ، میڈیا کے لوگ ہیں، ان کو ہم convince کر سکتے ہیں کہ آپ پاکستان میں visit کریں- کوئی ایسا ماحول نہیں ہے کہ terror والا ، تکلیف والا ہو کہ جاتے ہوئے آدمی کو اٹھا لیتے ہیں، ایسا کچھ نہیں ہے- ہمیں انہیں convince کریں گے تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا- شکریہ-

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Waqas Aslam Rana.

جناب وقاص اسلم رانا: شکریہ میڈم سپیکر! I would like to thank Abadullah Zaidi کہ انہوں نے ایک important issue raise کیا ہے- اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ historically U.S and European media میں پاکستان کے خلاف activities رہی ہیں understand but you کہ یہ international relations and politics میں ایک tactics ہے and media is as a tool جو کہ گورنمنٹ اور دوسرے groups استعمال کرتے ہیں- ٹھیک ہے اس کی نشاندہی کرنا important ہے اور اچھی بات ہے لیکن what’s important is that as a state ہمارا response کیا ہو گا کہ اس پوری situation میں پاکستانی اسٹیٹ کا response کیا رہا ہے- میرا خیال ہے کہ جو اصل weakness ہے اور جو foreign media exploit بھی کرتے ہیں، وہ پاکستانی اسٹیٹ کے response میں weakness کو exploit کیا جاتا ہے- I will give you an example کہ ممبئی میں جو crisis ہوا اس میں پاکستانی اسٹیٹ کا initial response بہت weak تھا، وہ coherent نہیں تھا اور

international media نے اس کا اس حد تک فائدہ اٹھایا کہ ہمیں ابھی تک اس کے نتائج بھگتنے پڑ رہے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ اس کا ایک counter definitely یہ ہے کہ ہماری اپنی جو media houses ہیں وہ strong ہوں، effective media policies ہوں لیکن ultimately جب تک پاکستانی اسٹیٹ، for ایک example Pakistani Foreign Office clear policy adopt نہیں کریں گے تو تب تک ہمیں اس طرح کی criticisms and so called propaganda wars کا سامنا کرنے پڑے گا اور جو کہ پوری دنیا میں ہوتا ہے، ہم اس سے منہ نہیں چھپا سکتے۔ Obviously میں ایک بات یہ بھی کرناچاہوں گا کہ کوئی نہ کوئی definitely problem پاکستان میں ہے،چاہے وہ militancy ہو، terrorism ہو، کچھ بھی ہو۔ ظاہر ہے اگر ہم اپنی problems solve کریں اور policies ٹھیک کریں تو obviously ہمارے دشمنوں کے پاس وہ material بھی نہیں ہو گا کہ جس سے وہ ہمیں پر attack کریں۔

یہ جو resolution آئی ہے اس کی spirit کو I would like to appreciated لیکن یہ ہے کہ اس میں تھوڑا سا اگر یہ بھی add ہو کہ جب تک گورنمنٹ اور اسٹیٹ effective نہیں ہو گی تو شاید ہم اس کا proper response نہیں دے سکتے۔شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Mr. Abdullah Zaidi, do you want to further talk on this topic before we put it to vote?

Mr. Muhammad Abdullah Zaidi: Madam Speaker, I have already amended it and I would not further amended it, if you want me to talk then I will talk.

Madam Deputy Speaker: No, no because if you want to clarify anything before I put it to vote.

Mr. Muhammad Abdullah Zaidi: I want to clarify something.

وہ سول گورنمنٹ ہو یا dictorial نظام ہواکثر اس کے خلاف ہی آتی ہے۔ ان کی بات درست ہے کہ کوئی مسئلہ ضرور ہے لیکن اتنا بڑا بھی مسئلہ نہیں ہے کہ جتنا کام ہو رہا ہے۔ اس لیے میں اس spirit کے تحت اس میں اور کچھ amend نہیں کرنا چاہوں گا، میں نے already اس کے soft words کر دیئے ہیں and that is fine. You can vote against it, if you like.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Now put the resolution to the House. It has been moved that this House is of the opinion that the partisanship of the western media is both unnecessary and hyped and serious measures should be taken to counter it.

(The Resolution is adopted unanimously)

Madam Deputy Speaker: This session is adjourned till 11.00 a.m. tomorrow i.e. 9th may, 2009. There is an announcement by the Secretariat that all of you have your committee meetings after this.

[The House was then adjourned to meet again at 11.00 a.m. on Saturday, 9th May, 2009]